Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس   مفتی محمد امجد   حکیم محمد فیضان   غفار الحق

فی شمارہ.................25 روپے

سالانہ..................300 روپے

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر

الحاج غلام علی فاروق

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....نومنتخب حکومت کا غیر یقینی کردار............مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط ۴۵، آیت نمبر ۶۰)... بنی اسرائیل کے اوپر آخری دسویں انعام کی تکمیل........// // ۵

درسِ حدیث ....دُعا و استغفار کے ذریعے ایصالِ ثواب............// // ۷

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

راولپنڈی شہر سے............مفتی محمد رضوان ۱۸

ماہِ جمادی الاخریٰ: تیسری نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات............مولوی طارق محمود ۲۱

طاہر مطہر مکروہ پانی (پاکی ناپاکی کے مسائل: قسط ۱۵)............مفتی محمد امجد حسین ۳۱

بیع سلم کے احکام (**معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام: قسط ۲۰**)............// // ۳۵

بجلی استعمال کرنے کے آداب............مفتی محمد رضوان ۳۹

اللہ تعالیٰ کے حقوق (**بسلسلہ: حقوق الاسلام**)............مولانا محمد ناصر ۴۳

اصلاحِ نفس کے دو دستورُ العمل (چوتھی وآخری قسط)........**اصلاحی مجلس:** حضرت نواب محمد عشرت علی خان صاحب ۴۹

اہتمام میں وراثت جاری نہیں ہوتی (**بسلسلہ: اصلاحُ العلماء والمدارس**)............مفتی محمد رضوان ۵۴

علم کے مینار............سرگذشت عہدِ گُل (قسط ۹)............مولانا محمد امجد حسین ۵۸

تذکرۂ اولیاء:... حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ (دوسری وآخری قسط).....امتیاز احمد ۶۲

پیارے بچو! ....بچو! اپنے ماحول کو صاف سُتھرا رکھو!............حافظ محمد ناصر ۶۶

بزمِ خواتین ....خواتین کے لباس کے شرعی احکام (قسط ۳)............مفتی ابو شعیب ۶۷

آپ کے دینی مسائل کا حل.... ایصالِ ثواب سے متعلق چند سوالات کے جوابات......ادارہ ۷۳

کیا آپ جانتے ہیں؟............سوالات وجوابات............ترتیب: مفتی محمد یونس ۸۲

عبرت کدہ ....حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط ۶)............ابوجویریہ ۸۷

طب وصحت............آلو بخارا (**PRUNES**)............حکیم محمد فیضان ۹۱

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز............مولانا محمد امجد حسین ۹۳

اخبارِ عالم ....قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں............ابرار حسین ستی ۹۵

Is There Any Picture On The Moon?............// // ۹۹

اداریہ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** مفتی محمد رضوان

نومنتخب حکومت کا غیر یقینی کردار

ملک میں نومنتخب حکومت کو میدان میں آئے ہوئے سو دن کا عرصہ ہونے کو ہے، لیکن تجزیہ نگاروں اور عام حالات کے مشاہدہ کے مطابق چند جزوی اصلاحات کے علاوہ ملک میں کوئی اہم اصلاحی وفلاحی پیشرفت سامنے نہیں آسکی، بلکہ قوم سے کئے گئے مختلف وعدوں کو بھی عملی جامہ نہیں پہنایا جاسکا۔

خاص طور پر حکومت نے ملک اصلاحات کے لیے قوم کے سامنے جو سو روزہ پلان پیش کیا تھا، وہ صرف ہواؤں کی نظر ہے۔

عدلیہ اور ججوں کی بحالی کا معاملہ بھی اس وقت سرد مہری کا شکار ہے۔

اور پیپلز پارٹی کے قائدین کی طرف سے جو بیانات سامنے آرہے ہیں، وہ بالکل غیر واضح اور غیر یقینی ہیں، جن کو مروّجہ سیاسی بیانوں سے زیادہ حیثیت دیا جانا مشکل معلوم ہوتا ہے۔

ادھر پیپلز پارٹی کی طرف سے عدلیہ اور ججوں کی بحالی کا وعدہ پورا نہ ہونے پر نواز شریف کی پارٹی نے جو کہ حکومت کی بڑی اتحادی جماعت شمار ہوتی ہے، وزارتیں چھوڑ دی ہیں، اور حالات سے محسوس ہوتا ہے کہ پیپلز پارٹی اور نواز شریف کا اتحاد شاید زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکے۔

لیکن قوم سے کئے گئے وعدوں کی تکمیل تو ایک طرف سرد خانہ میں پڑی ہوئی ہے، مگر دوسری طرف دین وآئین کے خلاف بعض قوانین کی منظوری سے حکومت کے عزائم کا کچھ اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ یہ ملک وملت کے ساتھ کتنی مخلص ہے، چنانچہ مؤرخہ ۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۹ھ 3 جولائی 2008ء کے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ وفاقی کابینہ نے سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کرنے کی منظوری دے دی۔

جس کے بعد بروز ہفتہ یکم رجب المرجب ۱۴۲۹ھ 5 جولائی 2008ء کے اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی کہ سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کرنے پر سپریم کورٹ نے از خود نوٹس لے لیا، اور حکومت سے 14 جولائی کو جواب طلب کرلیا ہے۔

اور اگرچہ اس سے اگلے روز بروز اتوار ۲ رجب ۱۴۲۹ھ 6 جولائی 2008ء کے اخبار میں حکومت کی طرف سے سزائے موت کو عمر قید میں بدلنے کی ایک سرسری تردیدی خبر بھی شائع ہوئی ہے۔

Idara Ghufran

مگر حکومت کی طرف سے گزشتہ کئی دنوں سے جو سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کرنے کا عندیہ ظاہر کیا جارہا تھا، اس کے پیشِ نظر اور سپریم کورٹ کے اس پر ازخود نوٹس لینے کے باوجود اس خبر کی تردید پر اطمینان کا اظہار نہیں کیا جاسکتا۔

اور حالات وقرائن سے اندازہ ہوتا ہے کہ حکومت اس طرح کے قانون سازی کی جدوجہد میں مصروف ہے امید ہے کہ چند دن تک اس خبر کی صداقت وعدمِ صداقت کی وضاحت ہوجائے گی، بہرحال جو کچھ بھی ہو سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کرنے کے قانون کو شریعت اور آئینِ پاکستان کے موافق قرار نہیں دیا جاسکتا حدود وقصاص کے قوانین واضح طور پر قرآن وحدیث میں مذکور ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں، اور ان میں انسانوں کا دَخَل عمل نہیں، اور اسی وجہ سے ان میں کسی بھی قسم کی ترمیم کا کسی حکمران یا عدالت کو حق حاصل نہیں۔

اس سے پہلے بھی سابقہ حکومت اپنے آخری دَور میں زنا سے متعلق بعض حدود میں غیر اسلامی ترامیم کرکے قانون منظور کرچکی ہے، اس قسم کے اقدامات دراصل قُربِ قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی روایت میں ہے:

> بے شک عنقریب تمہارے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو رجم کا انکار کریں گے، اور قبر کے عذاب کا انکار کریں گے، الخ (مسند احمد حدیث نمبر ۱۵۱، اول مسند عمر بن الخطاب)

ایک حدیث شریف میں قربِ قیامت کی تفصیلی علامات کو بیان کرتے ہوئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> وَعُطِّلَتِ الْحُدُوْدُ (کنز العمال بحواله ابوالشيخ فی الفتن وعویس فی جزئه والديلمی، وحلية الاولياء ج ۲ ص ۵۸)

ترجمہ: اور حدود وقصاص کو معطل کردیا جائے گا (ترجمہ ختم)

پھر اس حدیث کے آخر میں قربِ قیامت کی تفصیلی علامات کو بیان کرکے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب یہ علامات ظاہر ہوجائیں گی تو:

> سرخ آندھی، زمین میں دھنس جانے، زلزلوں، شکلیں بگڑ جانے، اور آسمان سے پتھر برسنے جیسے عذابوں کا خدشہ ہوگا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کی ان ہولناک علامتوں کے ہمارے ذریعے پورا ہونے سے حفاظت فرمائیں۔ آمین

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط ۴۵، آیت نمبر ۶۰) مفتی محمد رضوان

بنی اسرائیل کے اوپر آخری دسویں انعام کی تکمیل

وَاِذِاسۡتَسۡقٰی مُوۡسٰی لِقَوۡمِہٖ فَقُلۡنَا اضۡرِبۡ بِّعَصَاکَ الۡحَجَرَ. فَانۡفَجَرَتۡ مِنۡہُ اثۡنَتَا عَشۡرَۃَ عَیۡنًا. قَدۡ عَلِمَ کُلُّ اُنَاسٍ مَّشۡرَبَھُمۡ. کُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا مِنۡ رِّزۡقِ اللّٰہِ وَ لَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ (۶۰)

ترجمہ: اور جب پانی مانگا موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے تو کہا ہم نے مارا پنے عصا سے پتھر کو، پھر بہ نکلے اس سے بارہ چشمے، پہچان لیا ہر قوم نے اپنا گھاٹ، کھاؤ اور پیو روزی اللہ کی اور نہ پھرو زمین میں فساد مچاتے (۶۰)

تفسیر وتشریح

بنی اسرائیل کو میدانِ تیہ میں جب کھانے کی ضرورت پیش آئی تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے من وسلویٰ کی شکل میں آسمان سے خوراک کی نعمت نازل فرمائی، جس کی تفصیل گزشتہ آیات میں بیان ہوئی۔

پھر کیونکہ کھانے کے بعد عام طور پر پانی کی ضرورت پیش آتی ہے، اس لیے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے میدانِ تیہ میں بنی اسرائیل کو پانی کی نعمت دینے کا ذکر فرما کر بنی اسرائیل پر اپنے دسویں انعام کی تکمیل فرمادی۔

بنی اسرائیل کو جب میدانِ تیہ میں پانی کی ضرورت محسوس ہوئی تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے پانی کا سوال کیا، اس پر موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پانی کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ کہ اپنی لاٹھی کو پتھر پر مارو، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں لاٹھی کو پتھر پر مارا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُس پتھر سے پانی کے بارہ چشمے نکل پڑے۔

کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ فرزند تھے، ہر ایک کی اولاد کا الگ الگ خاندان تھا، اور ان بارہ خاندانوں کے انتظامی معاملات بھی الگ الگ ہی ہوتے تھے، اس لیے پانی کے چشمے بھی بارہ ہی نکلے

(معارف القرآن عثمانی، بتغیر)

یہ پتھر اپنے حجم اور ہیئت میں کیسا تھا، کہاں رکھا رہتا تھا، اور اس میں سے پانی کس طرح نکلتا تھا؟

مفسرین نے اس کے مختلف جواب دیے ہیں،اور مختلف اقوال نقل کیے ہیں،لیکن متعین طریقے پر کوئی بات نہیں کی،اور امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنی کتاب کے رازوں سے بخوبی واقف ہیں؛ لہٰذا بنی اسرائیل کے لیے جس پتھر سے پانی کے بارہ چشمے نکلے تھے،اس بارے میں جتنی بات اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں بیان فرمائی ہے،اُس پر ایمان رکھنا چاہیے اور اُس کو تسلیم کر لینا چاہیے۔

اور اُس پتھر کی شکل وصورت اور پانی نکلنے کے طریقے کی کھوج کرید کرنا اور پتھر سے پانی کے نکلنے کے عقل کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس کا انکار کرنا ایمان کو نقصان پہنچانے والا طرزِ عمل ہے،لہٰذا اس سے بچنا چاہیے(ابنِ کثیر،معارف القرآن عثمانی،بتغیر)

یہ واقعہ کئی اعتبار سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا۔اوّل تو پانی کا پتھر سے نکلنا ایک مستقل معجزہ تھا، دوسرے ایک پتھر سے اتنی زیادہ مقدار میں پانی نکلنا بھی معجزہ تھا،تیسرے یہ کہ پتھر سے پانی بقدرِ ضرورت نکلتا تھا؛جب تھوڑا درکار ہوتا تو تھوڑا نکلتا؛جب زیادہ ضرورت ہوتی تو زیادہ نکلتا،چوتھے یہ کہ پتھر پر لاٹھی مارنے سے پانی نکلتا تھا،پانچویں یہ کہ ضرورت پوری ہوجانے پر پانی بند ہوجاتا تھا(معارف القرآن کاندھلوی بتغیر)

استسقاء کے معنٰی ہیں بارش طلب کرنا۔جب پانی اور بارش کی ضرورت ہوتو اس کی دعا کرنا سنت ہے۔

بارش طلب کرنے کے لئے حضور ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے صرف دعا کرنا بھی ثابت ہے اور اس بارے میں نماز پڑھنا بھی ثابت ہے جسے نماز استسقاء کہتے ہیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ،استسقاء (بارش طلب کرنے) کی سنت کو نماز کے ساتھ خاص نہیں قرار دیتے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ بارش طلب کرنے کی سنت کا دارومدار نمازِ استسقاء باجماعت پر نہیں بلکہ دعا پر بھی اکتفا کرلیا جائے تو یہ سنت ادا ہوجاتی ہے،جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارش طلب کرنے کی دعا پر اکتفاء فرمایا(فتح الملہم،معارف السنن)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل کے لئے غیبی طریقہ پر کھانے پینے کا انتظام کرنے کے بعد یہ حکم بھی ہوا تھا،کہ:

وَ لَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ

جس کا مطلب یہ تھا کہ کھا پی کر گناہ ونافرمانی کے ذریعہ سے زمین میں فساد مت مچاؤ،کیونکہ نفس کی خاصیت یہ ہے کہ وہ کھا پی کر اور شکم سیر ہوکر گناہوں کی طرف مائل ہوتا ہے،اور وہ دوسروں کے لئے بھی تکلیف وایذاء کا باعث بنتا ہے۔

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

دُعاواستغفار کے ذریعے ایصالِ ثواب

ایک مسلمان کے جن اعمال سے دوسرے مسلمانوں کو بغیر سبب بنے ہوئے نفع وفائدہ پہنچنا شریعت کی طرف سے ثابت ہے، ان میں سے ''دُعاواستغفار'' کا عمل بھی ہے۔

اوردعاواستغفار بذاتِ خودایک عبادت ہے، چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے۔

حضورﷺ نے ارشادفرمایا:

اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُوَقَرَءَ (قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ) (ترمذی حدیث نمبر ۲۸۹۵ واللفظ لہٗ،سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۱۲۶۴، ابنِ ماجہ حدیث نمبر ۳۸۱۸)

ترجمہ: دعاعینِ عبادت ہے، اور(آپﷺ) نے یہ آیت پڑھی (جس کا ترجمہ یہ ہے) کہا تمہارے رب نے دعا کرو مجھ سے قبول کروں گا تمہاری درخواست کو(ترجمہ ختم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبیﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضورﷺ نے ارشادفرمایا:

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ (ترمذی حدیث نمبر ۳۲۹۳)

ترجمہ: دعاعبادت کامغز ہے(ترجمہ ختم)

اوردعاہر حال میں عبادت ہے، خواہ اللہ تعالیٰ اس کوکسی حکمت کے تحت قبول فرمائیں یانہ فرمائیں۔

لہٰذا جب دعا کا عبادت ہونا معلوم ہوگیا، تواس عبادت کا ایصالِ ثواب بھی جائز ہوا، بہت سی قرآنی آیات اوراحادیث سے اورنمازِ جنازہ سے میت کوفائدہ پہنچنا ثابت ہے، اوراسی کا نام ایصالِ ثواب ہے۔ [۱]

امام نووی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى اَنَّ الدُّعَاءَ لِلْاَمْوَاتِ يَنْفَعُهُمْ ، وَيَصِلُهُمْ ثَوَابُهٗ، وَاحْتَجُّوْا بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى:'' وَالَّذِيْنَ جَآءُ وْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا

---

[۱] اگرشبہ کیاجائے کہ ایصالِ ثواب میں توعمل کرنے سے پہلے یا بعد میں دوسرے کے ایصالِ ثواب کی نیت کی جاتی ہے، جبکہ دعا واستغفار میں دوسرے کے لیے ایصالِ ثواب کی نیت نہیں کی جاتی، لہٰذاایصالِ ثواب اوردعاواستغفار میں فرق ہوا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ایصالِ ثواب میں دوسرے کوفائدہ پہنچانا مقصود ہوتا ہے، اوردوسرے کے لیے دعاواستغفار میں بھی یہ مقصود ہوا کرتا ہے؛ لہٰذااس اعتبار سے دونوں میں کوئی فرق نہ ہوا، اگرچہ دوسری جہات سے فرق ہو۔وھو لایضرنا۔

الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ" (الحشر:۱۰) وَغَیْرُ ذَالِکَ مِنَ الْآیَاتِ الْمَشْهُوْرَةِ بِمَعْنَاهَا، وَفِی الْاَحَادِیْثِ الْمَشْهُوْرَةِ كَقَوْلِهٖ ﷺ "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ، وَكَقَوْلِهٖ ﷺ "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا "وَغَیْرِ ذَالِکَ (الاذکار للنووی،باب ماینفع المیت من قول غیرہ)

ترجمہ: علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ بلاشبہ مُردوں کے لئے دعا کرنے سے ان کو نفع ہوتا ہے،اوراس دعا کا ان کوثواب پہنچتاہے،اورانہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے دلیل پکڑی ہے (جس کا ترجمہ یہ ہے)"اور وہ مسلمان جو آئیں ان کے بعد کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب بخش دے ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گزر چکے ہیں" (سورہ حشر)اوراس کے علاوہ اس معنیٰ کی دوسری مشہور آیات سے دلیل پکڑی ہے،اورمشہوراحادیث میں حضور ﷺ کا مثلاً یہ قول ہے(کہ انہوں نے فرمایا) یااللہ !بقیع غرقد (نامی قبرستان میں مدفون)لوگوں کی مغفرت فرمادیجئے ،اورحضور ﷺ کا مثلاً یہ قول ہے کہ اے اللہ ہمارے زندوں اورمُردوں کی مغفرت فرمادیجئے ،اوراس کے علاوہ اور بھی حضور ﷺ کے ارشادات پائے جاتے ہیں(ترجمہ ختم)

علامہ ابنِ قدامہ حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لِاَنَّ الصَّوْمَ وَالْحَجَّ وَالدُّعَاءَ وَالْاِسْتِغْفَارَ عِبَادَاتٌ بَدَنِیَّةٌ، وَقَدْ اَوْصَلَ اللهُ نَفْعَهَا اِلَی الْمَیِّتِ، فَكَذَالِکَ مَاسِوَاهَا (المغنی لابن قدامہ ج۳کتاب الجنائز)

ترجمہ: اس لئے کہ بے شک روزہ اورحج اوردعا اوراستغفار بدنی عبادات ہیں،اور یقیناً اللہ تعالیٰ ان کا نفع (ثواب) میت کو پہنچاتے ہیں، پس اسی طریقہ سے اس کے علاوہ دوسری عبادات کا بھی نفع (ثواب) پہنچاتے ہیں(ترجمہ ختم)

اب دعاواستغفار کے ذریعہ سے ایصالِ ثواب کے ثبوت پرقرآنی آیات اور چنداحادیث وروایات پیش کی جاتی ہیں۔

(۱)......ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے اولادکوہدایت کی ہے کہ وہ اپنے والدین کے حق میں اس طرح دُعا کیا کرے:

وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا (سورہ بنی اسرائیل آیت ۲۴)

ترجمہ: "اورآپ یہ دعا کیا کیجئے کہ!اے میرے رب میرے ماں باپ پر رحم فرما جیسا کہ

انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی‘‘ (ترجمہ ختم)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نہ صرف یہ کہ دعا واستغفار کا میت کو فائدہ ہوتا اور ثواب پہنچتا ہے بلکہ اس کا اولاد کے لئے والدین کے حق میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم بھی ہے۔

(۲)......احضرت نوح علیہ السلام کی یہ دعا قرآن مجید میں مذکور ہے:

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ (سورہ نوح آیت ۲۸)

ترجمہ: ’’اے میرے رب مجھے اور میرے ماں باپ کو اور جو بھی ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہیں ان کو اور سارے ہی مومن مردوں اور عورتوں کو بخش دیجئے‘‘ (ترجمہ ختم)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام جیسے اللہ تعالیٰ کے جلیلُ القدر نبی نے بھی اپنے اور اپنے والدین اور گھر کے مؤمن بندوں اور تمام مؤمن مردوں اور عورتوں سب کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی ہے

(۳)......حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا بھی قرآن مجید میں نقل فرمائی گئی ہے:

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ (سورہ ابراھیم آیت ۴۱)

ترجمہ: ’’اے ہمارے رب: میری اور میرے باپ کی اور سارے مؤمنوں کی مغفرت فرما دیجئے، جس دن کہ حساب قائم ہو (یعنی قیامت کے دن)‘‘ (ترجمہ ختم)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اپنے اور اپنے ماں باپ اور تمام مؤمنین کے لئے مغفرت کی دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے نبی کی سنت ہے۔

(۴)...... اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مؤمن مردوں اور عورتوں کے لئے استغفار کرنے کا حکم فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (سورۂ محمد آیت)

ترجمہ: اور آپ اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا کیجئے اپنی اور مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کی کوتاہی کے لئے (ترجمہ ختم)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام ایمان والے مَردوں اور عورتوں کے لئے استغفار کرنے کا صاف حکم موجود ہے۔ اور ان سب آیتوں میں ’’مومنین ومومنات‘‘ میں زندہ اور فوت شدہ اور اگلے وپچھلے سب مؤمن مَرد وعورت شامل ہیں۔

Idara Ghufran

(۵)......اور سورۂ حشر میں ارشاد ہے:

وَالَّذِیْنَ جَآءُ وْ مِنْ بَعْدِ هِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ (سورۃ حشر آیت نمبر ۱۰)

ترجمہ: اور وہ مسلمان جو آئیں ان کے بعد کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب بخش دے ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گزر چکے ہیں (ترجمہ ختم)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اُن مؤمن بندوں کی تعریف فرمائی ہے جو اپنے سے پہلے گزر جانے والے مسلمانوں کی مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ پس زندہ مسلمانوں کی فوت شدہ مسلمانوں کے لئے دعا و استغفار سے فوت شدہ مسلمانوں کو فائدہ ہوتا ہے، اور اس عمل کو اللہ تعالیٰ زندہ مسلمانوں سے پسند فرماتے ہیں۔

(۶)......ایک مقام پر ارشاد ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْئٍ رَّحْمَةً وَّعِلْماً فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ط رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ نِالَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَاءِ هِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (مومن ع ۱)

ترجمہ: جو فرشتے کہ عرش کے حامل ہیں اور جو اس کے گرد رہتے ہیں وہ رب کی تسبیح و حمد کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں کہ اے رب ہمارے تیرا علم اور تیری رحمت ہر چیز کو محیط ہے۔ پس تیرے جن بندوں نے تیری طرف رخ کر لیا ہے اور تیری راہ کو اختیار کیا ہے ان کو تو بخش دے، دوزخ کے عذاب سے ان کو بچا اور جنتوں کے جن بلند درجات کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے ان میں ان کو داخل فرما اور ان کے آباء واجداد اور ازواج واولاد میں سے جو نیک ہیں ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ فرما۔ بلاشبہ آپ عزیز و حکیم ہیں (ترجمہ ختم)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مؤمن بندوں اور ان کے نیک والدین، اولاد اور ازواج کے لئے مغفرت و رحمت کی دعا اتنا عظیمُ الشان اور پسندیدہ عمل ہے کہ یہ عمل عرش کے حامل فرشتوں کا بھی مشغلہ اور تسبیح و تحمید کی طرح گویا وظیفہ ہے۔

(۷)...... دعا واستغفار کے ذریعہ سے فوت شدہ لوگوں کو فائدہ اور ثواب پہنچنے کی ایک واضح اور مضبوط دلیل ہر مسلمان میت کی جنازے کی نماز پڑھنا ہے، جس میں اُس کے لئے دعا واستغفار کی جاتی ہے، اور مسلمانوں کی نمازِ جنازہ پوری دنیا میں ادا کی جاتی ہے، اور اس دعا میں اپنے اور پَرائے سب مسلمانوں کو شریک ہونے کی اجازت ہے۔

اور نمازِ جنازہ درحقیقت میت کے لیے دعا ہے، ظاہر ہے کہ نمازِ جنازہ سے میت کو فائدہ ہوتا ہے، اسی لیے تو اس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

علامہ ابنِ قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ دَلَّ عَلٰی اِنْتِفَاعِ الْمَيِّتِ بِالدُّعَاءِ اِجْمَاعُ الْاُمَّةِ عَلَى الدُّعَاءِ لَهٗ فِيْ صَلَاةِ الْجَنَازَةِ (کتاب الروح، صفحہ ۱۹۲)

ترجمہ: میت کو دعا کے ذریعہ سے نفع (ثواب) پہنچنے کی ایک دلیل امت کا نمازِ جنازہ کی صورت میں میت کے لئے دعا کی صورت میں اجماع ہے (ترجمہ ختم)

اور حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَارَيْبَ أَنَّ الْمَقْصُوْدَ مِنْ صَلَاةِ الْجَنَازَةِ هُوَ الدُّعَاءُ عَلَى الْمَيِّتِ بِالْخُصُوْصِ

(مرقاۃ المفاتیح، باب المشی بالجنازۃ)

ترجمہ: اس بات میں کوئی شک نہیں کہ نمازِ جنازہ سے اصل مقصود میت کے لئے بطورِ خاص دعا کرنا ہے (ترجمہ ختم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ

(ابو داؤد، حدیث نمبر ۲۷۸۴؛ ابنِ ماجہ، حدیث نمبر ۱۴۸۶)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میت پر جنازہ کی نماز پڑھا کرو تو (اس میں) اس کے لئے اخلاص کے ساتھ دعا کیا کرو (ترجمہ ختم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا صَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ

عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ (احمد، ابوداؤد، ترمذی ؛ نسائی)

ترجمہ: حضورﷺ جب جنازہ کی نماز ادا فرماتے تو اس طرح دعا فرماتے (جس کا ترجمہ یہ ہے)''اے اللہ ہمارے (یعنی مسلمانوں کے) زندوں اور مرُ دوں کی اور ہمارے حاضرین کی اور غائبین اور ہمارے چھوٹوں کی اور بڑوں کی اور ہمارے مرَدوں کی اور عورتوں کی بخشش فرما دیجئے! یااللہ ہم میں سے جس کو آپ زندہ رکھیں تو اسلام پر زندہ رکھئے! اور ہم میں سے جس کو آپ وفات دیں تو ایمان کی حالت میں وفات دیجئے''(ترجمہ ختم)

اس کے علاوہ حضورﷺ سے نمازِ جنازہ میں دوسری دعائیں پڑھنا بھی منقول ہیں۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

صَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَأَسْمَعَهُ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهْ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ فَاغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (ابنِ ماجه، واللفظ لهٗ؛ ابو داؤد)

ترجمہ: رسول اللہﷺ نے مسلمانوں میں سے ایک شخص کی جنازہ کی نماز ادا فرمائی، اور اُن کو سُنائی دیا کہ آپ یہ دعا فرمارہے ہیں''جس کا ترجمہ یہ ہے) اے اللہ! فلاں بن فلاں آپ کے حوالے ہے اور آپ کی جوارِ رحمت میں ہے، پس اسے قبر کے فتنے اور جہنّم کے عذاب سے بچالیجیے اور آپ وفا اور حق کے اہل ہیں، پس اس کی مغفرت فرمادیجیے اور اس پر رحم فرمائیے، بے شک آپ بہت غفور الرحیم ہیں (ترجمہ ختم)

فائدہ: پہلے گزر چکا کہ نمازِ جنازہ درحقیقت میت کے لیے دعا ہے، اور دعا میں اس کی فضیلت زیادہ ہے کہ آہستہ آواز میں کی جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً (سورہ اعراف آیت نمبر ۵۵)

یعنی اپنے رب کو عاجزی و آہستگی کے ساتھ پکارو۔

لیکن آپﷺ نے بعض موقعوں پر اُمت کو دعائیں سکھلانے کے لیے کچھ آواز کے ساتھ جنازے میں دعا فرمائی ہے (جیسا کہ آگے آتا ہے)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

صَلّٰی رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلٰی جَنَازَةٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهٖ وَأَهْلًا خَيْرًا مِّنْ أَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ أَوْ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالَ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُوْنَ أَنَا ذَالِكَ الْمَيِّتَ (مسلم، باب الدعاء للمیت فی الصلاۃ، حدیث نمبر ۱۶۰۰)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ کی نماز ادا فرمائی، پس میں نے آپ کی دعا کو محفوظ کرلیا، آپ یہ دعا فرمارہے تھے (جس کا ترجمہ یہ ہے) یا اللہ! اس کی مغفرت فرمادیجیے اور اس پر رحم فرمایئے اور اس کو عافیت عطا فرمایئے اور اس سے درگزر فرمادیجیے اور اس کی حاضری مکرّم بنادیجیے اور اس کے داخل ہونے کی جگہ کو وسیع فرمادیجیے اور اس کے گناہوں کو پانی، برف اور ٹھنڈک کے ساتھ دھودیجیے اور اس کی خطاؤں کو صاف فرمادیجیے جیسا کہ آپ سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف فرمادیتے ہیں، اور اس کو اس دنیا کے گھر سے بہتر گھر اور اس دنیا کے گھر والوں سے بہتر گھر والے اور اس دنیا کی بیوی سے بہتر بیوی بدلے میں عطا فرمادیجیے اور اس کو جنت میں داخل فرمادیجیے اور اس کو قبر کے عذاب سے یا جہنّم کے عذاب سے محفوظ فرمادیجیے، راوی (حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ یہاں تک کہ میں یہ تمنا کرنے لگا کہ اس میت کی جگہ میں ہوتا (تاکہ آپ ﷺ کی اس مبارک دعا کا مستحق بن جاتا)

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں:

فِيْهِ إِثْبَاتُ الدُّعَاءِ فِيْ صَلَاةِ الْجَنَازَةِ، وَهُوَ مَقْصُوْدُهَا وَمُعْظَمُهَا (شرح النووی علی مسلم، حدیث نمبر ۱۶۰۰)

ترجمہ: اس (حدیث) میں نمازِ جنازہ میں میت کے لئے دعا کرنے کا ثبوت ہے، اور نمازِ جنازہ سے اصل اور بڑا مقصود یہی ہے (ترجمہ ختم)

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ أَیْ بَعْدَ التَّكْبِيْرَةِ الثَّالِثَةِ وَهٰذِهِ الْجُمْلَةُ لِمُجَرَّدِ التَّأْكِيْدِ أَوْ لِبَيَانِ أَنَّهٗ حَفِظَ مِنْ دُعَائِهٖ بِسِمَاعِهٖ لَهٗ مِنْهُ لَاعَنْهُ وَلَايُنَافِیْ هٰذَا مَاتَقَرَّرَ

فِی الْفِقْهِ مِنْ نُدُبِ الْأَسْرَارِ لِأَنَّ الْجَهْرَ هُنَا لِلتَّعْلِيمِ لَا غَيْرَ (مرقاۃ المفاتیح)

ترجمہ: (حضرت عوف بن مالک کا یہ ارشاد کہ) میں نے نبی ﷺ کی دعا کو محفوظ کیا، اور وہ یہ دعا فرما رہے تھے یعنی جنازے کی تیسری تکبیر کے بعد، اور یہ جملہ صرف تاکید کے لیے ہے یا اس بات کو بیان کرنے کے لیے ہے کہ نبی ﷺ کی دعا کو خود سُن کر اُنہوں نے محفوظ کیا ہے، اور یہ بات اُس کے مخالف نہیں ہے جو فقہ میں طے ہو چکی ہے کہ آہستہ دعا مستحب ہے، اس لیے کہ یہاں بلند آواز صرف تعلیم کی غرض سے تھی، اس کے علاوہ کسی اور غرض سے نہیں تھی

(۸)......حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ وَسَلُوْا لَهُ بِالتَّثْبِيْتِ فَاِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ (سنن ابو داوٗد حدیث نمبر ۲۸۰۴)

ترجمہ: نبی ﷺ جب میت کو دفن کر کے فارغ ہوا کرتے تھے، تو قبر کے قریب تھوڑی دیر ٹھہر جایا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو، اور اس کے لئے ثابت قدمی کی دعا کرو، کیونکہ اس وقت اس سے سوال کیا جا رہا ہے (ترجمہ ختم)

(۹)...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک لمبی حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ رَبَّكَ يَأْمُرُكَ اَنْ تَأْتِيَ اَهْلَ الْبَقِيْعِ فَتَسْتَغْفِرُ لَهُمْ قَالَتْ قُلْتُ كَيْفَ اَقُوْلُ لَهُمْ يَارَسُوْلَ اللهِ قَالَ قُوْلِيْ اَلسَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ

(صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۶۱۹، کتاب الجنائز)

ترجمہ: بے شک آپ کے رب نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ اہلِ بقیع کے پاس آئیں اور ان کے لئے استغفار کریں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں ان کے لئے کس طرح استغفار کروں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ یہ کہیں، کہ اس گھر (قبرستان) والے مؤمنوں اور مسلمانوں پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ ہمارے میں سے پہلے گزرنے والے اور اخیر میں آنے والوں پر رحم فرمائے، اور ہم ان شاء اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں (ترجمہ ختم)

(۱۰)......حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ کُنْتُ نَهَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ ،فَزُوْرُوْهَا، وَاجْعَلُوْا زِیَارَتَکُمْ لَهَا صَلاةً، عَلَیْهِمْ وَاسْتِغْفَارًا لَّهُمْ الخ (المعجم الکبیر للطرانی حدیث نمبر ۱۴۰۳)

ترجمہ: میں نے تم کو(پہلے) قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا،پس(اب)تم قبروں کی زیارت کیا کرو،اوراپنی زیارت کوقبروالوں کے لئے اُن پردعااوراستغفار بنالیا کرو یعنی تم قبروں پرحاضری کے وقت قبروالے مؤمنوں کے لئے دعاواستغفار کیا کرو۔

(۱۱)......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِالصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ اَنّٰى لِيْ هٰذِهٖ فَيَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ (مسند احمد حدیث نمبر ۱۰۲۰۲، واللفظ لهٗ؛ ابن ماجه، حدیث نمبر ۳۶۵۰)

ترجمہ: رسول اللہ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ عزوجل نیک بندے کے جنت میں درجات کو بلند فرمادیتے ہیں،تو وہ بندہ عرض کرتا ہے کہ اے میرے رب یہ میرے لئے کہاں سے ہوگیا، تواللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تیری اولاد کے تیرے لئے استغفارکرنے کی برکت سے(ترجمہ ختم)

اس حدیث سے میت کے لیے بطورِخاص اُس کی اولاد کی طرف سے دعاواستغفار کی اہمیت وفضیلت معلوم ہوئی عام مؤمن کی دعاواستغفار سے بھی میت کو فائدہ ہوتا ہے، یہ اولاد کے ساتھ خاص نہیں، جیسا کہ گزشتہ کئی آیات سے معلوم ہوا،اوراس کے علاوہ بعض احادیث میں عام مؤمن کی دعاواستغفار کا صاف ذکر موجود ہے،جیسا کہ آگے آتا ہے۔

(۱۲)......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَتْبَعُ الرَّجُلَ مِنَ الْحَسَنَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْثَالَ الْجِبَالِ، فَيَقُوْلُ: أَنّٰى هٰذَا؟ فَيُقَالُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ (المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث نمبر ۱۹۶۵؛ الضعفاء الکبیر للعقیلی، حدیث نمبر ۹۷۹)

ترجمہ: رسول اللہ نے فرمایا کہ: قیامت کے دن آدمی کے پیچھے نیکیاں پہاڑوں کی طرح (عظیم ثواب کی شکل میں) آئیں گی، پس بندہ کہے گا کہ یہ کہاں سے آئیں؟ تواس کوجواب میں کہا جائے گا کہ تمہاری اولاد کے تمہارے لئے استغفارکرنے سے(ترجمہ ختم)

(۱۳)......حضرت حسن بن صباح سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ عَمْرَوبْنِ جَرِيْرٍ قَالَ اِذَا دَعَا الْعَبْدُ لِاَخِيْهِ الْمَيِّتِ اَتیٰ بِهَا الْمَلَکُ قَبْرَهٗ، فَقَالَ لَهٗ يَاصَاحِبَ الْقَبْرِ الْغَرِيْبِ هَدْيَةٌ مِنْ اَخٍ عَلَيْکَ شَفِيْقٍ (شعب الايمان للبيهقى حديث نمبر ۸۹۹۰)

ترجمہ: میں نے حضرت عمرو بن جریر سے سنا انہوں نے فرمایا کہ: جب بندہ اپنے فوت شدہ (مسلمان) بھائی کے لئے دعا کرتا ہے تو اس دعا کو مخصوص فرشتہ اس کی قبر میں لے کر آتا ہے اور کہتا ہے کہ اے قبر والے اجنبی ، تیرے مہربان بھائی کا تیرے لئے یہ ہدیہ ہے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مؤمن بندے کی دعا واستغفار سے میت کو عظیم اجر وثواب حاصل ہوتا ہے۔

(۱۴)......حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ اِسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كَتَبَ اللهُ لَهٗ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ حَسَنَةً (مسند الشاميين للطبرانى، حديث نمبر ۲۱۰۹؛ وقال الهيثمى: رواه الطبرانى واسنادهٗ جيد "مجمع الزوائد)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ارشاد فرمارہے تھے کہ جس شخص نے مؤمن مَردوں اور مؤمن عورتوں کے لئے استغفار کیا، تو اللہ تعالیٰ ہر مؤمن مرد اور ہر مؤمن عورت کے حساب سے ایک نیکی عطا فرمائیں گے (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مؤمن مَردوں اور عورتوں کے لیے استغفار کرنے سے اُن کو فائدہ ہوتا ہے، اور استغفار کرنے والے کو ہر مؤمن مَرد وعورت کے عدد کے برابر نیکی حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا دعا واستغفار کرنے میں بخل نہیں کرنا چاہیے، اور تمام مؤمنین ومؤمنات کو دعا واستغفار میں شامل کرنا چاہیے، کیونکہ اس میں جس طرح سے مؤمنین ومؤمنات کا فائدہ ہے، اسی طریقے سے استغفار کرنے والے کا بھی فائدہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ مَالٌ يَتَصَدَّقُ بِهٖ، فَلْيَسْتَغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ (المعجم الكبير للطبرانى ، المعجم الاوسط للطبرانى)

ترجمہ: جس کے پاس صدقہ کرنے کے لئے مال نہ ہو تو اسے مؤمن مَردوں اور عورتوں کے لئے استغفار کرنا چاہیئے، بےشک یہی صدقہ بن جائے گا (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ جب کسی کو مالی صدقے کی توفیق نہ ہو سکے تو اُسے مایوس نہیں ہونا

چاہیے، اللہ تعالیٰ نے مال کے بدلے میں دعا واستغفار کو مقرر فرما دیا ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ میت کے لیے دعا واستغفار کے سلسلہ میں چند صحیح احادیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''وَدُعَاءُ النَّبِيِّ ﷺ لِلْاَمْوَاتِ فِعْلاً وَتَعْلِيمًا وَدُعَاءُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَالْمُسْلِمِينَ عَصْراً بَعْدَ عَصْرٍ اَكْثَرُ مِنْ اَنْ يُّذْكَرَ وَاَشْهَرُ مِنْ اَنْ يُّنْكَرَ''

(كتاب الروح صفحه ۱۹۳، المسئلة السادسة عشرة)

ترجمہ: ''اور حضور ﷺ کا مُردوں کے لئے خود عملی طور پر دعا فرمانا اور اس دعا کی امت کو تعلیم دینا اور صحابۂ کرام وتابعین اور بعد کے مسلمانوں کا اپنے اپنے زمانہ میں (اموات کے لئے دعا واستغفار کرنا) اتنی کثرت سے منقول ہے کہ بیان میں نہیں آسکتا۔ اور اس کی شہرت اتنی عام ہے کہ ان کا انکار بھی نہیں کیا جاسکتا'' (ترجمہ ختم)

بہرحال مذکورہ دلائل سے واضح ہوا کہ میت کے لیے دعا واستغفار کرنے سے اُس کو عظیمُ الشان طریقے پر فائدہ اور اس کا ثواب پہنچتا ہے۔

ملحوظ رہے کہ دعا واستغفار کے ذریعہ سے میت کو ایصالِ ثواب کرنے اور اس کو فائدہ پہنچنے کی مذکورہ تمام بحث اس صورت میں ہے جبکہ دعا واستغفار ہر قسم کی ریاء کاری اور نام ونمود سے بچ کر اخلاص کے ساتھ کیا جائے، اور اپنی طرف سے اس میں کوئی بدعت شامل نہ کی جائے۔

آج کل بہت سے لوگ میت کے لئے رسمی ورواجی دعا واستغفار کا اہتمام کرتے ہیں، مگر نیت یا عمل کے فاسد ہونے کی وجہ سے دعا واستغفار کے حقیقی ایصالِ ثواب اور میت کو فائدہ پہنچانے سے نہ صرف یہ کہ محروم رہتے ہیں بلکہ خود بھی گناہ گار ہوتے ہیں، اور اپنی جان اور اوقات کو ضائع کرتے ہیں۔

چنانچہ بعض لوگ دعا واستغفار کے لئے اپنی طرف سے مخصوص دنوں اور تاریخوں کو متعین کرتے ہیں۔ اور بعض لوگ دعا واستغفار کے ساتھ بعض دوسری چیزوں کی پیوندکاری کرتے ہیں، مثلاً دعا واستغفار کے وقت کھانا وغیرہ سامنے رکھنے کو ضروری سمجھتے ہیں۔ اور بعض لوگ دعا واستغفار کے لئے جمع ہونے کو ضروری خیال کرتے ہیں۔ اور بعض لوگ صرف نام آوری اور لوگوں کے اس قسم کے طعنوں سے ڈر کر کہ ''مرگیا مردود نہ فاتحہ نہ درود'' دعا واستغفار کے لئے مختلف تقاریب منعقد کرتے ہیں، یا اسی قسم کی اور خرابیوں میں مبتلا پائے جاتے ہیں اس قسم کی خرابیوں کے موجود ہوتے ہوئے دعا واستغفار کا ظاہری عنوان تو دیا جاسکتا ہے مگر دعا واستغفار کے حقیقی ثمرات وبرکات سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔

Idara Ghufran

مفتی محمد رضوان

راولپنڈی شہر سے

(۱)......گزشتہ چند دِنوں سے راولپنڈی شہر کے مختلف اطراف میں گھروں میں پانی کی سپلائی کے لیےنئی پائپ لائنوں کی تنصیب کا کام جاری ہے، جواب اپنے آخری مراحل سے گزر رہا ہے۔

راولپنڈی شہر کے مکینوں کو مدتِ دراز سے صاف پانی کی عدمِ فراہمی کی شکایت رہی ہے، جس کی ایک وجہ تو پرانی لوہے کی پائپ لائنوں کا زنگ آلود ہوکر پانی میں زنگ اور مٹی وگندگی کی آمیزش ہے، اور دوسری وجہ نالیوں اورگلیوں میں غلاظت والے گٹروں سے پائپ لائنوں کا اختلاط وارتباط ہے، جس کے باعث پانی کی پائپ لائنوں میں غلاظت شامل ہوجاتی ہے۔اس اعتبار سے جدید پائپ لائنوں کی تنصیب ایک اچھااقدام ہے، جس میں خاص قسم کے پلاسٹک کے پائپ استعمال کیے گئے ہیں، جوزنگ آلود ہونے سے محفوظ رہتے ہیں۔اوراسی کے ساتھ اس چیز کا بھی اہتمام کیا گیاہے کہ پائپ لائنیں بچھانے کے لیے زمین کی کھدائی سے پہلے برقی کٹروں سے سڑکوں اورگلیوں کو سلیقہ کے ساتھ کاٹا گیا ہے، جس کی وجہ سے زمین کی کھدائی کرتے وقت سڑکوں اورگلیوں کا مخصوص حصہ ہی متأثر ہوا، اورمزید حصے متأثر ہونے سے محفوظ رہے۔

لیکن اس سلسلہ میں دو بڑی کمزوریاں محسوس کی گئیں: ایک تو یہ کہ پائپ لائنوں کی تنصیب کا یہ سلسلہ ایسے وقت میں شروع کیا گیا ہے جبکہ اس سے کچھ ہی وقت پہلے اکثر گلیوں اورسڑکوں کی تعمیرِ نو کی گئی تھی، اگر یہ سلسلہ گلیوں اورسڑکوں کی تعمیرِ نو سے پہلے شروع کیا جاتا تو کم خرچ بالانشین کا مصداق ہوتا اور گزرگاہوں کے لئے زیادہ مفید ہوتا، کیونکہ گزرگاہوں کے خاص حصہ کی مرمت کے بعد کچھ نہ کچھ کمی وکمزوری باقی رہ جاتی ہے، ہمارے ملک میں یہ شکایت عام طور پر رہتی ہے کہ سرکاری ونیم سرکاری اداروں میں باہم کوئی ربط وضبط نہ ہونے کے باعث اس طرح کی کمزوریاں سامنے آتی رہتی ہیں کہ ایک مرتبہ گزرگاہوں کی تعمیرِ نو ہوتی ہے، تواس کے کچھ عرصہ بعد پانی، گیس یا ٹیلیفون وغیرہ کی لائنوں کو بچھانے کے لئے گزرگاہوں کی توڑ پھوڑ شروع ہوجاتی ہے، جس کی وجہ سے پہلی محنت وصلاحیت ایک طرح سے رائیگاں چلی جاتی ہے، اگر یہ تمام کام نظم وضبط کے ساتھ انجام دیئے جائیں تو کئی خرابیوں اور مفاسد سے حفاظت ہوسکتی ہے۔

دوسری کمی یہ محسوس کی گئی کہ پائپ لائنوں کی تنصیب کا کام مکمل ہونے کے باوجود ایک لمبے عرصہ کے لئے گزرگاہوں میں پڑنے والے شگافوں کو پُر نہیں کیا گیا اورشکستہ حالت میں چھوڑ دیا گیا، جس سے مکینوں اورگزرنے

والوں کوشدید تکلیف کا سامنا ہوا،اس میں متعلقہ ادارے کی کوتاہی اورغفلت کے ساتھ ساتھ کام کرنے والے مزدوروں اوران کے ذمہ داروں وٹھیکیداروں کی غفلت بھی شامل ہے،کہ انہوں نے اس کام کوسلیقہ وذمہ داری کے ساتھ انجام نہیں دیا۔ان حالات میں جولوگوں کو جانی ومالی نقصان ہوگااورلوگوں کوتکلیف وایذاء پہنچے گی،اس میں متعلقہ ادارہ سمیت مذکورہ کارندےاورنگران حضرات بھی برابر کے مجرم اور گناہ گار سمجھے جائیں گے۔

(۲)......راولپنڈی شہر قومی اسمبلی کی سیٹوں کے لیے دوحصوں میں تقسیم ہے،اس کا ایک حلقہ این۔اے 55اوردوسراحلقہ این۔اے56ہے۔

حلقہ این۔اے55میں مؤرخہ 26جون کوضمنی انتخابات ہوئے،یہ حلقہ مسلم لیگ نوازشریف کی پارٹی سے تعلق رکھنے والے جاوید ہاشمی نے فتح یاب ہوکرخالی کیا تھا(کیونکہ وہ دوسرے حلقوں سے بھی فاتح قرار پائے تھے)اس حلقہ سے ضمنی انتخابات میں بھی نوازشریف کی پارٹی سے تعلق رکھنے والے جناب حاجی پرویزاحمد خان فاتح قرار پائے۔اگرچہ مروجہ سیاست میں آنے والی شخصیات عام طور پر معاشرے میں کچھ بہتر کردار کی مالک نظرنہیں آتیں،لیکن ذاتی معلومات کی حدتک جناب حاجی پرویز خان صاحب نسبتاً اچھی شخصیت کے مالک اورنمازی آدمی ہیں،اورعرصہ تقریباً پندرہ سال سے ان سے قریبی واقفیت حاصل ہے۔امید کی جاتی ہے کہ حاجی صاحب موصوف ملک وملت کی خدمت احسن طریقہ پرنبھائیں گے،اللہ تعالیٰ ان کواس کی توفیق عطافرمائیں۔آمین۔

(۳)......چند ماہ پہلے راولپنڈی کی مشہور گزرگاہ چکلالہ روڈ کی تعمیرِ نو کی گئی ہے،اوردرمیان میں آمدورفت والوں کے لئے حدِ فاصل قائم کی گئی ہے،شروع میں تواس درمیان کی حدِ فاصل کوغیر معمولی وسیع کیا گیا تھا، بعد میں جب راستے میں تنگی محسوس کی گئی،تواس حدِ فاصل کوتوڑکردوبارہ تنگ کرکے تعمیر کیاجارہاہے۔

ظاہر ہے کہ اگر پہلی مرتبہ ہی غوروفکر کے ساتھ اس حدِ فاصل کوتنگ کرکے تعمیر کیا جاتا تو دوبارہ جانی ومالی صلاحیتیں ضائع نہ ہوتیں،جوکہ متعلقہ اداروں کی نااہلی کا واضح ثبوت ہے۔

اس کے علاوہ بعض کاروباری حضرات نے اپنی ذاتی مفادات کے پیشِ نظراپنے سامنے یوٹرن حاصل کرنے کے لئے عدالتی ذریعہ سے مداخلت کرکے اس حدِ فاصل کی تعمیرِنوکورکوایاہواہے۔ان لوگوں کا ذاتی اغراض کی خاطرقوم کے اجتماعی مفادات وضروریات کونظرانداز کرنا خودغرضی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

نیزحدِ فاصل کے دونوں اطراف میں غیرمہذب لوگوں کا گاڑیوں کا کھڑاکرنااوردوکانداروں کااشیائے فروخت

کارکھنا بھی لوگوں کے لئے تکلیف کا باعث ہو رہا ہے، جس کی طرف انتظامیہ کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

(۴)...... مؤرخہ یکم رجب ۱۴۲۹ھ بروز ہفتہ صبح سویرے ہی فجر کی نماز کے وقت سے راولپنڈی میں بارش کا سلسلہ شروع ہوا، اور صبح نو بجے کے قریب یہ سلسلہ کافی شدت اختیار کرگیا اور تیز بارش کا یہ سلسلہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہا، جس کے نتیجہ میں شہر کے کئی نشیبی علاقے زیرِ آب آ گئے، اور بہت سے علاقوں میں 10 فٹ تک پانی کھڑا ہوگیا، متعدد گھروں کے اندر پانی داخل ہوگیا، جس کے نتیجے میں 4 افراد جاں بحق اور کروڑوں روپے کا نقصان ہوا۔ اور یہ ہر سال موسمِ برسات کا معمول بن کر رہ گیا ہے۔

کئی سال پہلے راولپنڈی شہر کا بڑا حصہ ایک زوردار بارش کے پانی کے سیلاب کی زد میں آچکا ہے، عام طور پر شہر کے وہ حصے زیادہ متأثر ہوتے ہیں جہاں سے نالہ لئی اور اس کے اندر داخل ہونے والے چھوٹے نالے گزرتے ہیں۔

اگرچہ پانی کی نکاسی کی صحیح منصوبہ بندی کی اصل ذمہ داری تو حکومت پر عائد ہوتی ہے، لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ ہمارے معاشرے میں لوگوں کی بدتہذیبی کا بھی اس میں بڑا دخل ہے، کیونکہ ان نالوں میں ہر قسم کی گندگی وغلاظت بلکہ ملبہ وغیرہ ڈال کر بند کردیا جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں پانی صحیح طور پر رواں دواں نہیں ہوتا۔

عرصۂ دراز سے دیکھنے میں آ رہا ہے کہ بارش جو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ رحمت زحمت کی شکل میں تبدیل ہوکر نقصان وخسارہ کا باعث بن جاتی ہے، جس وقت جتنی مقدار میں بارش کی ضرورت ہوتی ہے، اس وقت اتنی مقدار میں بارش نازل نہیں ہوتی، ملک میں جاری قحط سالی، مہنگائی اور اشیائے خوردونوش کی کمیابی اور سیلابوں کی روانی اس کا واضح ثبوت ہے۔

احادیث وروایات میں اس کی وجہ بیان کی گئی ہے، چنانچہ ایک روایت میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

اِذَا رَأَیْتَ الْمَطَرَ قَدْ قَحِطَ فَاعْلَمْ اَنَّ الزَّکَاۃَ قَدْ مُنِعَتْ ،وَاِذَا رَأَیْتَ السُّیُوْفَ قَدْ عُرِیَتْ فَاعْلَمْ اَنَّ حُکْمَ اللّٰہِ تَعَالٰی قَدْ ضُیِّعَ فَانْتَقَمَ بَعْضُھُمْ بِبَعْضٍ، وَاِذَا رَأَیْتَ الْوَبَاءَ قَدْ ظَھَرَ فَاعْلَمْ اَنَّ الزِّنَا قَدْ فَشَا (شعب الایمان للبیھقی حدیث نمبر ۳۱۶۲)

ترجمہ: جب آپ دیکھیں کہ بارش قحط کا باعث بن گئی ہے، تو آپ جان لیں کہ زکاۃ روک لی گئی ہے (یعنی لوگ زکاۃ ادا نہیں کر رہے) اور جب آپ دیکھیں کہ تلواریں ننگی ہوگئیں (یعنی قتل وقتال کے آلات کا استعمال بڑھ گیا) تو سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ضائع کردیا (اور توڑ دیا) گیا ہے، جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے کا دست وگریبان کردیا ہے، اور جب آپ دیکھیں کہ وبا پھوٹ پڑی ہے تو آپ جان لیں کہ زنا عام ہوچکا ہے (ترجمہ ختم)

بسلسلہ: تاریخی معلومات ⌛ مولوی طارق محمود

ماہِ جمادی الاخریٰ: تیسری نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

☐......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۵۳ھ: میں حضرت علی بن حسین بن مطر الدرہمی البصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: امیہ بن خالد، حسن بن حبیب بن ندبہ، خالد بن حارث، زکریا بن یحییٰ بن عمارہ، ابوقتیبۃ سلم بن قتیبۃ، ابوبدر شجاع بن ولید، ابوعاصم ضحاک بن مخلد اور عبداللہ بن داؤ دالخریبی رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: ابوداؤ د، ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الکندی الصیر فی، ابوبکر احمد بن محمد بن ابراہیم الکندی الصیر فی، احمد بن محمد بن عبدالکریم الجرجانی، احمد بن یحییٰ بن حبیب التمار، احمد بن یحییٰ بن زہیر التستر ی اور حسن بن علی بن نصر طوسی رحمہم اللہ۔ ۱؎

(تہذیب الکمال ج ۲۰ ص ۴۰۴، تہذیب التہذیب ج۷ص ۲۷۰)

☐......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۵۳ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن مسلم بن سعید الطّوسی بغدادری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، جریر بن عبدالحمید، یوسف بن یعقوب الماجشون، ہشیم بن بشیر، عبداللہ بن مبارک، یحییٰ بن ابی زائدہ، عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم اور ابو یوسف القاضی رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، بخاری، ابوداؤ د، نسائی، یحییٰ بن معین، ابوبکر الاثرم، ابنِ ابی الدنیا، عبداللہ بن احمد، ابومحمد بن صاعد، قاضی محاملی اور حسین بن عیاش رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، ۹۳ سال کی عمر میں اتوار کے دن بغداد میں انتقال ہوا۔ ۲؎

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۱ ص ۵۲۵، تہذیب الکمال ج ۲۱ ص ۱۳۴، تہذیب التہذیب ج۷ص ۳۳۴)

☐......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۵۴ھ: میں حضرت ابوالسائب سلم بن جنادۃ بن سلم بن خالد بن جابر بن سمرۃ السوائی العامری الکوفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، ابراہیم بن یوسف الکندی الصیر فی، احمد بن بشیر الکوفی، جنادۃ بن سلم السوائی (یہ آپ کے والد ہیں) حسین بن علی الجعفی، حفص بن غیاث، ابواسامہ حماد بن اسامہ، زید بن حباب اور عبداللہ بن ادریس رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، ترمذی، ابنِ ماجہ، ابوحامد احمد بن حمدون بن رستم الاعمش نیشاپوری، ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق البز ار، ابوبکر احمد بن محمد بن ابراہیم السعدی الزہری،

۱؎ قال ابو حاتم: صدوق. وقال النسائی: صدوق. وقال فی موضع آخر: لاباس به. وذکره ابن حبان فی کتاب الثقات وقال مستقیم الحدیث

۲؎ روی النسائی ایضاعن رجل عنه وقال لابأس به، وذکره ابن حبان فی کتاب الثقات

محمد بن ابوحمزہ الذہبی اور احمد بن محمد العجنس رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، کوفہ میں آپ کی وفات ہوئی۔ ؎۱ (تہذیب الکمال ج ۱۱ ص ۲۲۰، تہذیب التہذیب ج۴ ص ۱۱۴)

□......**ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۵۷ھ:** میں حضرت ابویعقوب اسحاق بن ابراہیم بن حبیب بن الشہید الشہیدی رحمہم اللہ کی وفات ہوئی، ابراہیم بن حبیب بن الشہید (یہ آپ کے والد ہیں) بزیع بن عبداللہ اللحام، بشر بن مفضل، حارث بن نعمان بن سالم بن ابوالنضر الاکفانی، حفص بن غیاث، حماد بن یحییٰ بن حماد اور حمید بن عبدالرحمٰن الرؤاسی رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابنِ ماجہ، ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم الشہیدی (یہ آپ کے بیٹے ہیں) ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الکندی الصیرفی، احمد بن بطۃ بن اسحاق الاصبہانی، احمد بن حمدون بن رستم الاعمشی، احمد بن بحر العطار البصری اور احمد بن محمد بن عبداللہ الجواربی رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں ؎۲ (تہذیب الکمال ج ۲ ص ۳۶۳، تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۸۷)

□......**ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۵۸ھ:** میں حضرت ابوبکر محمد بن عبدالملک بن زنجویہ بغدادی الغزال رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ بڑے فقیہ تھے اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے قریبی ساتھیوں میں شمار ہوتے ہیں، یزید بن ہارون، زید بن حباب، عبدالرزاق، جعفر بن عون اور محمد بن یوسف الفریابی رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابنِ ماجہ، ابویعلیٰ، بغوی، ابنِ صاعد، محاملی اور عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں۔ ؎۳

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۳۴۷، تہذیب الکمال ج ۲۶ ص ۱۸، العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص ۹۰، تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۲۸۰، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۵۴)

□......**ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۵۸ھ:** میں حضرت ابومحمد عباس بن جعفر بن عبداللہ بن الزبرقان البغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، ابراہیم بن صرمہ الانصاری، احمد بن اسحاق الحضرمی، احمد بن حارث بن واقد الغسانی، احمد بن عبداللہ بن یونس اور احمد بن یعقوب المسعودی رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، ابنِ ماجہ، ابراہیم بن حماد بن اسحاق بن اسماعیل بن حماد بن زید القاضی، ابوبکر احمد بن محمد بن ابی شیبۃ البغدادی

؎۱ قال ابوحاتم: شیخ صدوق وقال النسائی : کوفی صالح. وقال ابوبکر البرقانی: ثقة حجة لایشک فیه، یصلح للصحیح. وذکره ابنِ حبان فی کتاب الثقات

؎۲ قال عبداللہبن احمد بن حنبل عن ابیه: صدوق. وقال النسائی : ثقة. وقال الدارقطنی: ثقة مامون

؎۳ وثقه النسائی، وقال عبدالرحمان بن ابی حاتم : سمع منه ابی وسمعت منه، وهو صدوق. وذکره ابن حبان فی کتاب الثقات

Idara Ghufran

البز از، ابوعلی احمد بن محمد بن مصقلۃ الاصبہانی، عبداللہ بن اسحاق المدائنی، ابوبکر عبداللہ بن ابو داؤ داور ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی الدنیا رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، بدھ کے دن آپ کی وفات ہوئی۔ [1]
(تہذیب الکمال ج ۱۴ ص ۲۰۴، تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۱۰۱)

□......**ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۵۹ھ**: میں حضرت ابوزید عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن عیسیٰ بن نذیر الاموی القرطبی المالکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابنِ نذیر کے نام سے مشہور تھے، اور اندلس کے مفتی شمار ہوتے تھے، آپ کو فقہ میں بڑا مقام حاصل تھا اور فقہ کے گہرے اور دقیق مسائل کے حل کرنے کے ماہر تھے، ابوعبدالرحمٰن المقری، مطرف بن عبداللہ الیساری اور عبدالملک بن الماجشون رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، محمد بن عمر بن لبابۃ، سعید بن عثمان الاعناقی اور محمد بن فطیس رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، اندلس کے مشہور مقام قرطبہ میں آپ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۳۳۷)

□......**ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۵۹ھ**: میں حضرت ابوالقاسم محمود بن ابراہیم بن محمد بن عیسیٰ بن سمیع الدمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابنِ سمیع کے نام سے مشہور تھے، اور ''الطبقات'' کتاب کے مؤلف تھے، اسماعیل بن ابی اویس، یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر، ابوجعفر النفیلی اور صفوان بن صالح رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، ابوحاتم، ابوزرعہ الدمشقی اور ابنِ جوصا رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں۔ [2]
(سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۵۵، تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۵۳، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۶۱۴)

□......**ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۶۰ھ**: میں حضرت ابوبکر محمد بن عبدالرحمٰن بن حسن بن علی بن ولید الجعفی الکوفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ دمشق میں رہتے تھے، اور مشہور محدث حسین بن علی الجعفی رحمہ اللہ کے بھتیجے تھے، ابراہیم بن عیینہ، اسباط بن محمد القرشی، اسحاق بن منصور بن حیان الاسدی، جعفر بن عون، ابواسامہ حماد بن اسامہ، داؤد بن معاذ المصیصی، زید بن حباب، سعید بن کثیر بن عفیر، سعید بن مسلمہ الاموی اور ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید المقری رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، ابوداؤد، ابنِ ماجہ، ابواسحاق ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن مروان، ابوالجہم احمد بن حسین بن طلاب المشغرائی، ابوالفضل احمد بن عبداللہ بن نصر بن ہلال السلمی، ابوالحسن احمد بن عمیر بن جوصا رحمہم اللہ نے آپ سے

---

[1] قال عبدالرحمان بن ابی حاتم: سمعت منه مع ابی ببغداد وهو ثقة سئل عنه ابی فقال: بغدادی صدوق. وقال عبدالله بن اسحاق المدائنی: حدثنا عباس بن ابی طالب وکان ثقة. وذکره ابن حبان فی کتاب الثقات

[2] قال ابوحاتم: صدوق مارأیت بدمشق اکیس منه

حدیث کی سماعت کی ۔ ۱؎ (تہذیب الکمال ج۲۵ ص۲۰۶، تہذیب التہذیب ج۹ ص۲۶۳)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۶۰ھ: میں حضرت ابو محمد ہاشم بن قاسم بن شیبۃ بن اسماعیل بن شیبۃ القرشی الحرانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، بشر بن بکر التنیسی، عبداللہ بن وہب، عتاب بن بشیر، عثمان بن عبدالرحمٰن الطرائفی، عیسیٰ بن یونس، مبشر بن اسماعیل الحلبی، محمد بن سلمہ الحرانی، محمد بن عجلان الملطی اور مسکن بن بکیر رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، ابنِ ماجہ، ابراہیم بن محمد بن حسن متویہ الاصبہانی، احمد بن حسن بن الجعد، احمد بن حسن بن عبدالجبار الصوفی، ابوبکر احمد بن عمرو بن ابی عاصم، احمد بن عمرو القطرانی اور احمد بن ابوعوف البزوری رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ ۲؎

(تہذیب الکمال ج۳۰ ص۱۳۰، تہذیب التہذیب ج۱۱ ص۱۸)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۶۲ھ: میں حضرت ابوزید عمر بن شبۃ بن عبدۃ بن زید بن رائطہ الاخباری النمیری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ بغداد میں رہتے تھے، آپ کی ولادت ۱۷۳ھ میں ہوئی، یحییٰ بن سعید القطان، یوسف بن عطیہ، عمر بن علی المقدمی، عبدالوہاب الثقفی، عبدالاعلیٰ السامی، معاذ بن معاذ، علی بن عاصم، یزید بن ہارون، ابوزکیر یحییٰ بن محمد بن قیس اور ابواحمد الزبیری رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، ابنِ ماجہ، ابنِ ابی الدنیا، ابنِ صاعد، ابوالعباس السراج، ابونعیم بن عدی، محمد بن احمد الاثرم، ابوبکر بن ابی داؤد، محمد بن جعفر الخرائطی اور محمد بن مخلد رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، ۹۰ سال سے زائد کی عمر میں وفات ہوئی، آپ نے بصرہ کی تاریخ پر بڑی جامع کتاب لکھی، اس کے علاوہ اخبار المدینۃ، اخبار الکوفۃ، اخبارِ مکۃ، الامراء، الشعر والشعراء، اخبار المنصور، النسب، التاریخ آپ کی مشہور کتب ہیں۔ ۳؎

(سیر اعلام النبلاء ج۱۲ ص۳۷۱، تہذیب الکمال ج۲۱ ص۳۹۰)

□......ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۶۶ھ: میں حضرت ابوعبیداللہ حماد بن حسن بن عنبسۃ الوراق نہشلی رحمہ

۱؎ قال ابوحاتم: سألت ابابکر عنه فقال: کان یحفظ الحدیث، وکان جید الحفظ للمسند والمنقطع. وقال ابوزرعة: التقیت معه وحفظت منه اشیاء. وذکره ابن حبان فی کتاب الثقات وقال مستقیم الحدیث، حدثهم بالشام بالغرائب.

۲؎ قال عبدالرحمان بن ابی حاتم: کتب الی والی ابی ببعض حدیثه محله الصدق. وذکره ابن حبان فی کتاب الثقات

۳؎ وثقه الدارقطنی وغیر واحد. وقال عبدالرحمن بن ابی حاتم: کتبت عنه مع ابی، وهو صدوق، صاحب عربیة وادب. وقال ابوحاتم البستی: مستقیم الحدیث، وکان صاحب ادب وشعر، واخبار ومعرفة بایام الناس. قال ابوبکر الخطیب: کان ثقة عالما بالسیر وایام الناس وله تصانیف کثیرة. وذکره ابن حبان فی کتاب الثقات وقال مستقیم الحدیث، وکان صاحب ادب وشعر واخبار ومعرفة بایام الناس

اللہ کا انتقال ہوا، آپ سامراء میں رہتے تھے، آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: ازہر بن سعد السمان، حجاج بن نصیر، حسن بن عنبسۃ (یہ آپ کے والد ہیں) روح بن عبادۃ، سیار بن حاتم، ضحاک بن مخلد، عبدالعزیز بن خطاب، محمد بن بکر البرسانی اور ابوحذیفہ موسیٰ بن مسعود رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: مسلم، ابوذر احمد بن ابوبکر محمد بن محمد بن سلیمان الباغندی، عبد اللہ بن ابو داؤد، ابوبکر عبداللہ بن محمد بن زیاد نیشاپوری، عبدالرحمٰن بن سانجور الرملی اور عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رحمہم اللہ۔ [۱]
(تہذیب الکمال ج۷ص ۲۳۳، تہذیب التہذیب ج۳ص ۶)

□......**ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۶۶ھ**: میں حضرت ابوعمر عبدالحمید بن محمد بن مستام بن حکیم بن عمرو الحرانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ حرّان مقام میں جامع مسجدِ حران کے امام تھے، حسین بن عیاش الباجدائی، ابوجعفر عبداللہ بن محمد نفیلی، ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن محمد، عبدالجبار بن محمد الخطابی، عثمان بن عبدالرحمٰن الطرائفی اور عصام بن سیف الحرانی رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، نسائی، ابراہیم بن محمد بن حسن بن متویہ الاصبہانی، ابوسعید احمد بن طاہر الحرانی، ابوعروبۃ حسین بن محمد الحرانی، ابوالفضل عباس بن یوسف اسماعیل الشکلی، ابوالسائب عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد بن اسحاق المسیبی اور یحییٰ بن محمد بن صاعد رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں [۲] (تہذیب الکمال ج۱۶ ص ۴۵۸، تہذیب التہذیب ج۶ص ۱۱۰)

□......**ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۶۷ھ**: میں حضرت ابوزکریا یحییٰ بن محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن خالد بن فارس الذہلی نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ حیکان کے لقب سے مشہور تھے، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، اسماعیل بن ابی اویس، سلیمان بن حرب، علی بن عثمان اللاحقی، محمد بن کثیر العبدی، مسدد بن مسرہد، ابوعمر الحوضی اور ابوالولید الطیالسی رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، ابنِ ماجہ، ابراہیم بن ابی طالب، ابوعمرو احمد بن نصر، ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ اور محمد بن اسحاق الثقفی السراج رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، آپ نے احمد بن عبداللہ الخجستانی خارجی کے ظلم کے خلاف خروج کیا تھا، جس کی پاداش میں اس نے آپ کو شہید کرادیا تھا [۳] (تہذیب الکمال ج۳۱ ص ۵۳۰)

---

[۱] قال ابوحاتم: صدوق. قال ابنه عبدالرحمان بن ابی حاتم: ثقة صدوق. وقال ابوبکر بن زیاد نیشاپوری والدارقطنی: ثقة. وذکره ابن حبان فی کتاب الثقات

[۲] قال النسائی: ثقة. وقال عبدالرحمن بن ابی حاتم کتب عنه بعض اصحابنا، ولم یقض لی السماع منه. وذکره ابن حبان فی کتاب الثقات

[۳] قال عبدالرحمان بن ابی حاتم: سمعت منه وهو صدوق

□......**ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۶۷ھ**: میں حضرت ابوبکر اسحاق بن ابراہیم بن عبداللہ بن بکیر بن زید النہشلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ کا لقب شاذان تھا، ابوداؤ الطیالسی، وہب بن جریر اور اسود بن عامر شاذان رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، ابوبکر بن ابی داؤد، احمد بن علی الجارودی، عبدالرحمٰن بن خراش، محمد بن عمر الجورجیری، محمد بن حمزہ بن عمارہ اور نصر بن ابونصر الشیر ازی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی۔ [۱]
(سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۳۸۳)

□......**ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۷۰ھ**: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن مرزوق بن دینار البصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ مصر میں رہتے تھے، آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: ابوداؤ دالطیالسی، عثمان بن عمر، مکی بن ابرہیم، عبدالصمد بن عبدالوارث اور ابوعامر العقدی رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: نسائی، ابوجعفر الطحاوی، ابنِ صاعد، ابوعوانہ، عمر بن بجیر، ابوالعباس الاصم اور ابوالفوارس السندی رحمہم اللہ۔ [۲]
(سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۳۵۵، تہذیب الکمال ج۲ ص ۱۹۸)

□......**ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۷۱ھ**: میں حضرت ابوبکر محمد بن سنان بن یزید بن الذیال بن خالد بن عبداللہ بن یزید بن سعید القزاز البصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ بغداد میں رہتے تھے، آپ مصر کے مشہور محدث یزید بن سنان رحمہ اللہ کے بھائی تھے، روح بن عبادہ، ابوعاصم ضحاک بن مخلد، عمر بن یونس الیمامی، عمرو بن محمد بن ابی رزین، قریش بن انس محمد بن بکر البرسانی اور وہب بن جریر بن حازم رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، ابراہیم بن اسحاق الحربی، ابوذر احمد بن محمد بن محمد بن سلیمان الباغندی، اسماعیل بن محمد الصفار، حسین بن اسماعیل المحاملی، محمد بن جعفر المطیری، محمد بن عبدالملک التاریخی اور محمد بن مخلد رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں [۳] (تہذیب الکمال ج۲۵ ص ۳۲۵)

□......**ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۷۱ھ**: میں حضرت ابویعقوب یوسف بن سعید بن مسلم المصیصی رحمہ

---

[۱] قال عبدالرحمان بن ابی حاتم: کتب الی والی ابی وهو صدوق. وذكره ابوحاتم البستی فی الثقات

[۲] قال النسائی: صالح. وقال فی موضع آخر: لابأس به. وقال فی موضع آخر: لیس لی به علم. وقال الدارقطنی: ثقةالا انه كان يخطئ فيقال له فلايرجع. وقال سعيد ابن يونس: كان ثقة ثبتا

[۳] قال ابوعبید الآجری: وسمعته یعنی اباداؤد یتکلم فی محمد بن سنان يطلق فيه الكذب. وقال عبدالرحمان بن ابی حاتم: کتب عنه ابی بالبصرة، وكان مستورافی ذالک الوقت، فاتیته انا ببغداد سألت عنه عبدالرحمان بن خراش فقال: هو كذاب، روى حديث والان عن روح بن عباده فذهب حديثه. وقال ابوالعباس بن عقده: فی امره نظر، سمعت عبدالرحمان بن یوسف یذکره، فقال لیس عندی بثقة. وقال الحاکم ابوعبدالله عن ابی الحسن الدارقطنی: محمد بن سنان القزاز اصله بصری، سكن بغداد لابأس به

اللہ کا انتقال ہوا، آپ انطاکیہ میں رہتے تھے، حجاج بن محمد الاعور، محمد بن مصعب القرقسانی، عبیداللہ بن موسیٰ، خالد بن یزید القسری، ھوذہ بن خلیفہ، ابومسہر الغسانی اور محمد بن مبارک الصوری رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، نسائی، ابوعوانہ، یحییٰ بن صاعد، ابوبکر بن زیاد، محمد بن احمد بن صفوۃ اور محمد بن ربیع الجیزی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ۹۰ سال کے قریب عمر پائی۔ ۱؎

(سیراعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۶۳۳، تہذیب الکمال ج ۳۲ ص ۴۳۲، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۸۴)

□......**ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۷۳ھ**: میں حضرت ابوامیہ محمد بن ابراہیم بن مسلم بغدادی الطرسوسی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ طرسوس میں رہتے تھے، اور یہاں کے بڑے محدثین میں آپ کا شمار ہوتا تھا، آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: عبدالوہاب بن عطاء، عمر بن یونس الیمامی، روح بن عبادہ، جعفر بن عون، عبداللہ بن بکر السہمی، عثمان بن عمر بن فارس، عبیداللہ بن موسیٰ، حسن بن موسیٰ الاشیب اور شبابۃ بن سوار رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: ابوحاتم، ابنِ صاعد، ابوعوانہ، ابنِ جوصا، ابوالدحداح، ابوبکر بن زیاد، ابوالطیب بن عبادل، عثمان بن محمد السمرقندی اور ابوعلی الحصائری رحمہم اللہ۔ ۲؎

(سیراعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۹۲، تہذیب الکمال ج ۲۴ ص ۳۳۱، تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۱۴، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۵۸۱)

□......**ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۷۴ھ**: میں حضرت ابوعلی احمد بن محمد بن یزید بن مسلم بن ابی الخناجر الانصاری شامی الاطرابلسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، یزید بن ہارون، یحییٰ بن ابی بکیر، مؤمل بن اسمٰعیل، محمد بن مصعب القرقسانی اور معاویہ بن عمرو رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، ابونعیم بن عدی، ابنِ جوصا، ابنِ صاعد، ابن ابی حاتم اور خیثمہ بن سلیمان رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی۔ ۳؎

(سیراعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۲۴۰)

□......**ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۷۶ھ**: میں حضرت شیخ الاسلام ابوعبدالرحمٰن بقی بن مخلد بن یزید رحمہ اللہ

۱؎ قال النسائی: ثقة حافظ. وقال ابن ابی حاتم: کتب الی ببعض حدیثه وهو ثقة صدوقا، وذکره ابن حبان فی کتاب الثقات

۲؎ قال النسائی: هو بغدادی، سکن طرسوس. وقال ابن یونس: کان فهما حسن الحدیث. وقال ابوداؤد: ثقة. وقال ابوعبدالله الحاکم: ابوامیة صدوق کثیر الوهم. وقال ابوبکر الخلال الفقیه: ابوامیة رفیع القدر جدا، کان امام فی الحدیث. قال ابوعبید الآجری: سئل ابوداؤد عن ابی امیة الثغری، فقال ثقة. وقال ابن حبان فی کتاب الثقات: محمد بن ابراهیم بن مسلم ابوامیة السجستانی سکن طرسوس، حدثنا عنه ابراهیم بطرسوس، وکان من الثقات، دخل مصر، فحدثهم من حفظه من غیر کتاب باشیاء اخطأ فیها، فلایعجبنی الاحتجاج بخبره الا بما حدثت من کتابه

۳؎ قال ابن ابی حاتم: صدوق

Iqra Ghufran

کی وفات ہوئی، یحییٰ بن یحییٰ اللیثی، یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر، محمد بن عیسیٰ الاعشی، ابومصعب الزہری، صفوان بن صالح، ابراہیم بن منذر الحزامی، ہشام بن عمار، یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی اور محمد بن عبداللہ بن نمیر رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، احمد بن بقی بن مخلد (یہ آپ کے بیٹے ہیں) ایوب بن سلیمان المری، احمد بن عبداللہ الاموی، اسلم بن عبدالعزیز، محمد بن وزیر، محمد بن عمر بن لبابہ، حسن بن سعد الکنانی اور عبداللہ بن یونس المرادی القبری رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، آپ کی ولادت رمضان ۲۰۱ھ میں ہوئی، ابوعبیدہ فرماتے ہیں:

بقی ہررات میں تیرہ رکعتوں میں ایک قرآن ختم کرتے تھے، اور دن کو سو رکعت نوافل پڑھتے تھے، اور ہمیشہ روزے سے رہتے تھے۔

آپ اتنے بڑے محدث تھے اور صبح وشام دین کی تعلیم میں مصروف رہتے تھے، لیکن اس کے باوجود آپ جہاد فی سبیل اللہ سے بھی کبھی پیچھے نہ رہے، کہا جاتا ہے کہ آپ نے کفار کے خلاف تقریباً ۷۰ جنگوں میں حصہ لیا۔ (سیراعلام النبلاء ج۱۳ ص ۲۹۶، تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص ۶۳۱)

□......**ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۷۷ھ**: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن جہم السمری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ مشہور شخصیت یحییٰ الفراء رحمہ اللہ کے شاگرد تھے، یزید بن ہارون، عبدالوہاب بن عطاء، جعفر بن عون اور یعلیٰ بن عبید رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، موسیٰ بن ہارون، ابوبکر بن مجاہد، اسماعیل الصفار، ابوالعباس الاصم، ابوسہل بن زیاد اور ابوبکر الشافعی رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں۔ [۱] (سیراعلام النبلاء ج۱۳ ص ۱۶۴)

□......**ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۷۸ھ**: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن الہیثم البلدی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ بغداد میں رہتے تھے، ابوالیمان، آدم بن ابی ایاس، علی بن عیاش اور ابوصالح الکاتب رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، اسماعیل الصفار، النجار، ابوبکر الشافعی اور ابوعبداللہ بن مخرم رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی [۲] (سیراعلام النبلاء ج۱۳ ص ۴۱۲)

□......**ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۸۱ھ**: میں حضرت ابوزرعہ عبدالرحمٰن بن عمرو بن عبداللہ بن صفوان بن عمرو النصری الدمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ کو اپنے زمانے میں شام کا شیخ کہا جاتا تھا، ابراہیم بن عبداللہ بن علاء بن زبر، احمد بن خالد الوہبی، احمد بن عبداللہ بن یونس، احمد بن محمد بن حنبل، آدم بن ابی ایاس،

---

[۱] قال الدارقطنی: ثقة. وقال الذهبی: یقع حدیثه عالیا فی الغیلانیات.

[۲] قال ابن عدی: احادیثه مستقیمة، سوی حدیث الغار، فنالوا منه. قال الخطیب: هو ثقة ثبت عندنا

ابوالنضر اسحاق بن ابراہیم بن یزید الفردیسی اور اسحاق بن موسیٰ الانصاری رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، ابوداؤد، ابواسحاق ابراہیم بن اسحاق بن ابوالدرداء الصرفندی، ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن صالح بن سنان القرشی، ابوالحسن احمد بن سلیمان بن ایوب بن حذلم اور ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں۔ [1]

(تهذیب الکمال ج۱۷ ص ۳۰۴، تهذیب التهذیب ج۶ ص ۲۱۵، تذکرة الحفاظ ج۲ ص ۶۲۴)

□......**ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۸۳ھ:** میں حضرت ابوالعیناء محمد بن قاسم بن خلاد البصری الضریر رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ کی ولادت اہواز مقام پر ہوئی اور پرورش بصرہ میں ہوئی، ابوعبیدۃ، ابوزید، ابوعاصم النبیل اور اصمعی رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، حکیمی، ابوبکر الصولی، ابوبکر الادمی، احمد بن کامل اور ابنِ نجیح رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، ۹۲ سال کی عمر میں انتقال ہوا [2] (سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۳۰۹)

□......**ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۸۴ھ:** میں حضرت ابوعمرو احمد بن مبارک المستملی نیشاپوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ مستملی کے نام سے مشہور تھے، یزید بن صالح الفراء، احمد بن حنبل، قتیبۃ بن سعید، سہل بن عثمان العسکری، عبیداللہ القواریری، اسحاق بن راہویہ، ابومصعب اور سریج بن یونس رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، ابوعمرو احمد بن نصر الخفاف، جعفر بن محمد بن سوار، ابوعثمان سعید بن اسماعیل الحیری، ابوحامد بن الشرقی، زنجویہ بن محمد، محمد بن صالح بن ہانی اور محمد بن یعقوب بن الاخرم رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، آپ بہت زیادہ عبادت کیا کرتے تھے مستجاب الدعوات بھی تھے، آپ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو عبادت کیا کرتے، آپ کی وفات نیشاپور میں ہوئی۔

(سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۳۷۵، تذکرة الحفاظ ج۱ ص ۵۵، تذکرة الحفاظ ج۲ ص ۶۴۴)

□......**ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۸۶ھ:** میں حضرت ابوالعباس محمد بن یونس بن موسیٰ بن سلیمان بن عبید بن ربیعہ بن کدیم القرشی الکدیمی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ کی ولادت ۱۸۳ھ میں ہوئی، اور جس رات آپ کی ولادت ہوئی اسی رات حضرت ہشیم بن بشیر رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، روح بن عبادہ رحمہ اللہ آپ کے سوتیلے والد تھے، ابوداؤد الطیالسی، عبداللہ الخریبی، ازہر السمان، ابوزید الانصاری، روح بن عبادہ، ابوعاصم، اصمعی، عبدالرحمٰن بن حماد الشعیثی، حمیدی اور ابونعیم رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ابوبکر

---

[1] قال عبدالرحمان بن ابی حاتم عن ابیه: ذکر احمد بن ابی الحواری ابازرعةالدمشقی، فقال هو شیخ الشباب. وقال ایضا: کان رفیق ابی وکتب عنه وکتبنا عنه، وکان صدوقا ثقة، سئل ابی عنه فقال صدوق

[2] قال الدارقطنی: لیس بالقوی

بن الانباری، اسماعیل الصفار، ابوبکر الشافعی، احمد بن یوسف بن خلاد، احمد بن الریان المالکی، خیثمہ بن سلیمان، عثمان بن سنقۃ، ابوعبداللہ بن محرم، عمر بن سلم الختلی اور ابوبکر القطیعی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، آپ سے مروی ایک حدیث شریف میں حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء (ابوداؤد)

ترجمہ: تم زمین والوں پر رحم کروتو (اس کے بدلے میں) آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ [۱]

(سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص۳۰۵، تھذیب الکمال ج۲۷ ص۷۸، العبر فی خبر من غبر ج۱ ص۱۰۱، تھذیب التھذیب ج۹ ص۴۸۵)

□......**ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۸۶ھ:** میں حضرت ابوالفضل احمد بن سلمہ بن عبداللہ نیشاپوری البزار رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ نے امام مسلم رحمہ اللہ کی معیت میں طلبِ علم کے لئے کئی سفر کئے، آپ کے استاد درجِ ذیل ہیں: قتیبۃ، اسحاق بن راہویہ، محمد بن مہران الجمال، عبداللہ بن معاویہ، عثمان بن ابی شیبۃ، ابوکریب، ابنِ حمید اور احمد بن منیع رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: ابنِ وارہ، ابوزرعہ، ابوحاتم، ابوحامد بن الشرقی، یحییٰ بن منصور القاضی، سلیمان بن محمد بن ناجیۃ، علی بن عیسیٰ اور ابوالفضل محمد بن ابراہیم رحمہم اللہ (سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص۳۷۳، تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص۶۳۷)

□......**ماہِ جمادی الاخریٰ ۲۹۰ھ:** میں حضرت ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال الشیبانی بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ فقہ حنبلی کے بانی اور مشہور امام حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بیٹے تھے، آپ کی ولادت ۲۱۳ھ میں ہوئی، آپ اصبہان کے قاضی صالح بن احمد رحمہ اللہ کے چھوٹے بھائی تھے، احمد بن حنبل (یہ آپ کے والد ہیں) یحییٰ بن عبدویہ، شبان بن فروخ، سوید بن سعید، یحییٰ بن

---

[۱] قال ابن عدی: اتھم الکدیمی بوضع الحدیث. وقال ابن حبان: لعلہ قد وضع اکثر من الف حدیث. قال ابن عدی: وادعی رؤیۃ قوم لم یرھم، ترک عامۃ مشائخنا الروایۃ عنہ. وقال ابوالحسین بن المنادی: کتبنا عن الکدیمی، ثم بلغنا کلام ابوداؤد فیہ، فرمینا بما سمعنا منہ. قال ابوعبید الآجری: رأیت اباداؤد یطلق فی محمد بن یونس الکذب، وکان موسیٰ بن ھارون ینھی الناس عن السماع من الکدیمی. وقال موسیٰ وھو متعلق باستار الکعبۃ: اللھم انی اشھدک ان الکدیمی کذاب، یضع الحدیث. قال القاسم بن زکریا المطرز: انا اجاثی الکدیمی بین یدی اللہ واقول: کان یکذبک علی رسولک وعلی العلماء. واما اسماعیل الخطبی فتبارد وقال: کان ثقۃ. مارأیت ناسا اکثر من مجلسہ. وقال عبداللہبن احمد بن حنبل: سمعت ابی یقول: کان محمد بن یونس الکدیمی حسن الحدیث، حسن المعرفۃ. وقال الحافظ ابوبکر الخطیب: کان حافظا کثیر الحدیث

﴿بقیہ صفحہ ۷۲ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بسلسلہ: فقہی مسائل (پاکی ناپاکی کے مسائل: قسط۱۵) مفتی محمد امجد حسین

طاہر مطہر مکروہ پانی

(۱)......دھوپ میں رکھے رکھے جو پانی گرم ہوجائے گرم ہونے کی حالت میں اس سے وضو، غسل مکروہ (تنزیہی) ہے (شامی ج۱ص۱۸۰)

(۲)......جس تھوڑے (قلیل) پانی میں آدمی کا تھوک یا ناک کی آلائش مل جائے اس سے وضو، غسل مکروہ ہے (خزانۃ المفتیین)

(۳)......مستعمل پانی کا پینا اور کھانے کی چیزوں میں استعمال کرنا مکروہ ہے، (اور غسل و وضو اس سے جائز نہیں) (شامی ج۱)

(۴)......جس پانی کے ناپاک ہونے کا یقین یا غالب گمان نہ ہو صرف شک ہو جیسے چھوٹا بچہ پانی میں ہاتھ ڈال دے اور اس کے ہاتھوں کا ناپاک ہونا یقینی نہ ہو تو اس سے بھی وضو و غسل مکروہ ہے (جبکہ پاک پانی موجود ہو)

(۵)......مرد کو غیر محرم عورت کا جھوٹا پانی پینا اس طرح کسی خوبرو نوعمر لڑکے کا جھوٹا پانی پینا مکروہ ہے (جبکہ یہ پانی پینے سے خیالات میں فساد، شہوانیت آنے کا اندیشہ ہو اور عموماً یہ ہوتا ہے) اور یہی تفصیل عورت کو غیر محرم مرد کا جھوٹا پانی پینے میں بھی ہے (طحطاوی علی المراقی)

(۶)...... زمزم کے پانی سے ناپاک چیزوں کو دھونا مکروہ ہے۔

(۷)...... عورت کے وضو اور غسل کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو غسل و وضو کرنا مکروہ ہے (شامی)

(۸)......پانی کا جانور جس میں خون نہیں ہوتا پانی میں مر کر ریزہ ریزہ ہوجائے تو اس پانی کا پینا مکروہ ہے البتہ وضو، غسل اس پانی سے جائز ہے کیونکہ پانی کے ان حیوانات کے پانی میں مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

(۹)......وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجا مکروہ ہے۔

(۱۰)...... جن جگہوں میں اللہ کا عذاب نازل ہوا ہو اس مقام کے پانی سے وضو و غسل مکروہ ہے جیسے عاد و ثمود کی تباہ شدہ بستیوں کے پانی کے استعمال سے نبی علیہ السلام نے منع فرمادیا تھا (شامی۱)

ٹھہرے ہوئے اور بہتے ہوئے ہونے کے اعتبار سے پانی کی اقسام واحکام

ٹھہرے ہوئے پانی کو فقہی اصطلاح میں ماءِ راکد اور بہتے ہوئے پانی کو ماء جاری کہتے ہیں۔
پھر ماء راکد کی دو قسمیں ہیں۔

(۱)...... ماء راکد قلیل (ٹھہرا ہوا کم پانی) **(۲)**...... ماءِ راکد کثیر (ٹھہرا ہوا زیادہ پانی)

ماءِ جاری

شرعی حکم کے اعتبار سے جاری پانی وہ ہے جو تنکے کو بہا کر لیجائے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ جاری پانی وہ ہے جس کو لوگ جاری پانی سمجھتے ہوں اور عام عرف ومحاورہ میں جسے جاری پانی کہتے ہوں جیسے دریاؤں، ندیوں، نہروں، چشموں، پہاڑی نالوں، کاریزوں کا پانی۔

ملحوظہ: جنگلوں اور پہاڑی علاقوں میں بعض دفعہ چھوٹے بڑے نالوں میں تھوڑا تھوڑا پانی ہوتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ رکا ہوا ہے لیکن درحقیقت وہ بہت معمولی اور غیر محسوس رفتار سے جاری ہوتا ہے اگر تنکا وغیرہ ڈالا جائے تو وہ آہستہ آہستہ آگے کو بہہ جاتا ہے اس صورت میں یہ جاری پانی شمار ہوگا اور اس پر جاری پانی کے احکام لاگو ہوں گے اسی طرح ان پہاڑی دروں اور نالوں میں فاصلے فاصلے سے پانی کے گھاٹ بھی ہوتے ہیں جن میں تھوڑا یا زیادہ پانی جمع شدہ بظاہر ٹھہرا ہوا نظر آتا ہے مگر تحقیق وتلاش سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں پیچھے سے پانی آ بھی آ رہا ہے اور آگے سے نکل بھی رہا ہے لیکن یہ پیچھے سے آنا اور آگے سے نکلنا اتنا معمولی اور غیر محسوس انداز میں ہوتا ہے کہ سرسری نظر سے اس کا اندازہ نہیں ہو پاتا اور بظاہر یوں ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ رکا ہوا پانی ہے، حالانکہ وہ جاری پانی ہوتا ہے پس اس صورت میں اس پر جاری پانی کے احکام ہی لاگو ہوں گے ہاں اگر کسی جگہ واقعی برساتی پانی یا عام بارش کا پانی کھائی وغیرہ میں جمع ہوگیا اس کھائی کے آگے پیچھے ندی یا آبی گزرگاہ نہیں جس سے پانی آتا ہو یا آگے بہتا ہو (یا ندی، نالہ تو ہے لیکن بالکل خشک پڑا ہے) تو یہ البتہ ماء راکد یعنی کھڑا پانی ہی شمار ہوگا اور اس پر کھڑے پانی کے احکام ہی جاری ہوں گے، اس مسئلہ میں خوب عقل سے کام لو نہ غفلت کرو نہ وہم کرو۔

ماءِ جاری کا حکم

ماء جاری میں اگر نجاست (تھوڑی ہو یا زیادہ) گر جائے یا پڑ جائے تو جب تک نجاست کا رنگ یا بو یا ذائقہ

اس پانی میں ظاہر نہ ہو جائے اس وقت تک وہ پانی ناپاک نہیں ہوتا اس لئے وہ طاہر مطہر ہی رہے گا یعنی اپنی ذات میں بھی پاک ہی رہے گا اور نجاستوں (حقیقی ہوں یا حکمی) کا ازالہ بھی اس کے ذریعے ہو سکے گا۔

ماءِ راکد قلیل

یعنی ٹھہرا ہوا تھوڑا پانی۔ ماء راکد قلیل و کثیر میں حدِ فاصل یہ ہے کہ اگر استعمال کے وقت (مثلاً وضو کرتے وقت) ایک طرف کا پانی ہل کر لہریں دوسرے کنارے تک پہنچ جائیں تو یہ پانی قلیل ہے اور اگر دوسری طرف نہ پہنچیں تو کثیر ہے۔اور بعضوں نے یوں فرق کیا ہے کہ اگر اس کے ایک طرف نجاست گرے تو دوسری کسی طرف نجاست کا رنگ یا بُو یا مزہ (ذائقہ) محسوس نہ ہو تو کثیر ہے، ورنہ قلیل ہے، اس بارے میں اصل مذہب تو یہ ہے کہ قلیل و کثیر میں کوئی پیمائش وغیرہ مقرر نہ کی جائے بلکہ مبتلیٰ بہ کی رائے پر قلیل و کثیر کا معاملہ چھوڑا جائے لیکن متاخرین فقہاء نے عام لوگوں کی آسانی کے لئے شیخ ابوسلیمان جوزجانی کی روایت کی بنیاد پر (جو انہوں نے امام محمد رحمہ اللہ کی بیان کردہ ایک مثال سے اخذ کی ہے) دَہ در دَہ یعنی ۱۰×۱۰ ازراع کی پیمائش کو اختیار کیا ہے۔یعنی ایسا حوض، تالاب، ٹینکی وغیرہ جو اگر مربع ہوں تو طول وعرض میں اگر دس دس زراع (شرعی گز) یا اس سے زیادہ ہوں تو ماءِ کثیر ہے اس سے کم ہو تو ماءِ قلیل ہے۔اور اگر مستطیل ہوں تو طول وعرض (لمبائی چوڑائی) کا مجموعہ سو مربع زراع ہو تو ماءِ کثیر ہے اور اگر گول ہو تو پیمائش میں کئی قولوں میں سے درمیانہ اور زیادہ مناسب قول چھیالیس (۴۶) زراع کا ہے (وھوالمختار للفتوی عند المحقق ابن الہمام صاحب فتح القدیر) یعنی گولائی چھیالیس زراع یا اس سے زیادہ ہو تو ماء کثیر۔اس سے کم ہو تو ماء قلیل۔ (پیمائش کی یہ بحث طول وعرض یا گولائی کے متعلق ہے باقی گہرائی اتنی کافی ہے کہ اس پانی سے چلو بھرتے ہوئے زمین نہ کھلے یعنی ہاتھ پانی کے نیچے زمین کی سطح سے مَس نہ ہو) ایک زراع اندازاً ڈیڑھ فٹ بنتا ہے ۱۰×۱۰ کو اگر فٹ کے پیمانے سے ناپا جائے تو یہ ۱۵×۱۵ = ۲۲۵ مربع فٹ بنے گا اور گولائی جس کی پیمائش چھیالیس زراع ہے وہ ۶۹ فٹ بنے گی فقط واللہ اعلم (احسن الفتاویٰ ج ۲ ص ۴۵)

ماءِ راکد قلیل کا حکم

ماءِ راکد قلیل تھوڑی یا زیادہ نجاست کو برداشت نہیں کر سکتا اگر اس میں معمولی مقدار میں بھی نجاست گر جائے (مثلاً پیشاب یا شراب یا خون وغیرہ کا ایک قطرہ) تو یہ سارا پانی ناپاک ہو جائے گا۔اس سے نہ نجاست حکمیہ (وضو، غسل) کا ازالہ ہو سکے گا نہ نجاست حقیقیہ کا۔اب اپنے گردو پیش میں دیکھ لینا چاہیے

کہ ٹھہرے ہوئے پانی ماءقلیل ہیں یا کثیر۔ چونکہ ۱۰×۱۰ ذراع کی پیمائش تو کافی زیادہ بنتی ہے اس لئے گھروں وغیرہ میں عموماً جو پانی جمع شدہ ہوتا ہے خصوصاً برتنوں میں وہ ماءقلیل ہے معمولی نجاست گرنے سے پلید ہوجائے گا۔ فرش کے نیچے گھروں میں جوڈ گی بنائی جاتی ہے یعنی واٹر سپلائی کا پانی ذخیرہ کرنے کی زمین دوز ٹینکی اسی طرح مکانوں کی چھتوں پر جو پختہ ٹینکیاں بنائی جاتی ہیں مذکورہ مربع، مستطیل یا گول پیمائشوں کے مطابق ان کو بھی دیکھ لیا جائے تاکہ ان میں جمع شدہ پانی کے ماءقلیل یا کثیر ہونا واضح ہوجائے اور پھر اس کی روشنی میں پلیدی پڑنے کی صورت میں ان پانیوں کے ناپاک ونجس ہوجانے یا نہ ہونے کا فیصلہ ہوسکے۔

ماءراکد کثیر

یعنی ٹھہرا ہوا زیادہ پانی۔ ماءراکد قلیل کے تحت مذکور تفصیل سے ماءراکد کثیر کی مقدار بھی واضح ہوگئی کیونکہ مذکورہ پیمائشی اور غیر پیمائشی معیارات وعلامات قلیل وکثیر دونوں میں حد فاصل ہیں۔ جو قلیل ہے وہ کثیر نہیں اور جو قلیل نہیں وہ کثیر ہے۔ پس مذکورہ پیمائشوں کے بقدر جو پانی ہو یا ایک سرے سے چلو بھرتے وقت لہر دوسرے سرے تک نہ پہنچے یا ایک طرف نجاست گرنے سے اس کا رنگ، بو، مزہ دوسری طرف ظاہر نہ ہو تو یہ سب علامتیں ماءکثیر ہونے کی ہیں۔ اس لئے ان صورتوں میں جمع شدہ، ذخیرہ شدہ پانی ماءِ کثیر قرار پائے گا۔

ماءِ کثیر کا حکم

ماءِ کثیر ماءجاری کے حکم میں ہوتا ہے پس جس طرح ماءجاری میں جب تک نجاست کا رنگ یا بو یا مزہ ظاہر نہ ہو یعنی نجاست گرنے سے جاری پانی کا ذائقہ، بو یا رنگ بدل نہ جائے اس وقت تک وہ پاک اور پاک کرنے والا (طاہر مطہر) ہی شمار ہوگا اسی طرح ماءکثیر میں بھی جب تک نجاست گرنے کی صورت میں پانی کا رنگ یا بُو یا ذائقہ بدل نہ جائے تو ماءِ کثیر بھی پاک اور پاک کرنے والا ہی رہے گا۔ (جاری ہے..........)

بسلسلہ اصلاحِ معاملہ (معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام:قسط۲۰) مفتی محمد امجد حسین

بیع سلم کے احکام

بیع سلم کا مختصر تعارف پیچھے گزر چکا ہے کہ یہ ایک ایسی بیع ہے جس میں بائع متعلقہ چیز کا سودا کر کے قیمت تو نقد ایڈوانس وصول کر لیتا ہے لیکن مبیع کی ادائیگی یا فراہمی مستقبل کی کسی متعین تاریخ میں کرتا ہے۔اس لحاظ سے یہ بیع کے عام اصولوں سے ہٹ کر ایک استثنائی صورت ہے، کیونکہ عام شرعی اصول یہ ہے کہ بیع اس چیز کی ہو سکتی ہے جو بائع کے حسی یا معنوی قبضے میں موجود ہو، جو ابھی قبضے یا ملکیت میں ہی نہیں اس کی بیع یا مستقبل کی طرف منسوب بیع جائز نہیں، لیکن بوجہ ضرورت چند مخصوص شرائط کے ساتھ شریعت میں بیعِ سلم کی صورت میں اس قسم کی بیع کی اجازت دی گئی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زرعی کاشت کاروں اور تجارت پیشہ لوگوں کو بیعِ سلم کی گنجائش اس ضرورت کے تحت دی تھی کہ کسان، کاشتکار کو اکثر اوقات فصل اُگانے کے لئے بھی اور پھر فصل تیار ہو کر آنے تک کے عرصے میں اہل وعیال کے اخراجات کے لئے بھی رقم کی ضرورت ہوتی تھی، اب قرض لیتے تو اتنا قرض غیر سودی ملنا آسان نہیں اور سودی قرض جائز نہیں اس لئے ان کو اجازت دی گئی کہ وہ اپنی زرعی پیداوار جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئی یا پک کر تیار نہیں ہوئی اس کو مستقبل میں (یعنی سیزن میں فصل آنے پر) فراہم کرنے کی بنیاد پر پیشگی قیمت پر فروخت کر دیں، قیمت ابھی وصول کر لیں اور سودا یعنی یہ اجناس، غلے سیزن میں فصل آنے پر ادا کر دیں گے۔

اسی طرح عرب میں بیرونی تجارت ہوتی تھی (امپورٹ، ایکسپورٹ) جیسا کہ سورۃ قریش میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے، گرمی و سردی کے مختلف سیزنوں میں تجارتی قافلے یمن و شام کی طرف عرب کی مصنوعات، دستکاریاں وغیرہ لے جا کر بیوپار کرتے یہ چیزیں وہاں فروخت کرتے اور وہاں کا مال، ضرورت کی چیزیں خرید کر لاتے اور یہاں بیچتے۔اس مقصد کے لئے بھی بسا اوقات ان کو سرمائے کی ضرورت ہوتی تھی اس لئے انہیں اجازت دی گئی کہ وہ پیشگی قیمت پر آئندہ درآمد کی جانے والی اشیاء بیچ دیں، کہ قیمت طے کر کے ابھی لے لی اور مال تجارتی سفر کر کے آنے کے بعد حوالے کیا جائے گا۔بیع سلم کے اس عمل میں بائع مشتری دونوں کا فائدہ تھا، بائع کو تو قیمت پہلے مل جاتی تھی جس سے وہ اپنی ضروریات

پوری کرتا، زراعت وتجارت کے سلسلے کو جاری رکھ پاتا اور مشتری یعنی خریدار کا فائدہ یوں تھا کہ بیع سلم میں قیمت عموماً نقد سودے کے مقابلے میں کم اور رعایتی ہوتی تھی (مثلاً سیزن میں گندم اگر چھ سو یا سات سو روپے من کے حساب سے ملتی ہے تو بیع سلم میں چارسو پانچ سو روپے کے حساب سے سودا طے ہوگیا)

بیع سلم کن شرطوں کے ساتھ جائز ہوتی ہے

چونکہ بیع سلم کا جواز ایک استثنائی، رعایتی معاملہ ہے جو ہمارے دین کی منجملہ ان آسانیوں میں سے ایک ہے جو اس دین میں مسلمانوں کے لئے رکھی گئی ہیں۔ ورنہ بیع کے عام اصولوں کے تحت اس طرح کی بیع جائز نہیں بنتی، اس لئے اس کے جواز میں کچھ بنیادی ضروری شرائط بھی رکھی گئی ہیں کہ ان شرائط کی پابندی کرتے ہوئے ہی یہ بیع جائز ہوگی ان شرائط کی رعایت کئے بغیر بیع سلم جائز نہیں بنتی۔ وہ شرائط یہ ہیں۔

(۱)......خریدار پوری کی پوری طے شدہ قیمت بیع سلم کا عقد معاہدہ ہونے کے وقت ہی ادا کردے، ورنہ یہ کلی یا جزئی طور پر ادھار کی بیع ادھار کے بدلے میں ہوجائے گی یعنی بیع الدین بالدین ہوجائے گا جو کہ ناجائز ہے(لان النبی ﷺ نھی عن بیع الکالی بالکالی "نصب الرایہ ج۴ص ۲۹ بحوالہ قاموس الفقہ ج۳ص۲۷ وایضا الجامع الصغیر للسیوط)

(۲)......چیز کی جنس اور نوع پوری طرح واضح کردی جائے کوئی ابہام باقی نہ رہے جنس سے مراد یہ کہ گیہوں، چاول، مکئی، دالیں، اور نوع سے مراد یہ کہ اگر چاول خریدنے ہیں تو اس کی مختلف اقسام باسمتی، کرنل وغیرہ قسم کی تعیین ہوجائے (اس طرح تجارتی مصنوعات میں بھی یہی تفصیل ملحوظ رہے)

(۳)......جس چیز کا سودا کرنا ہے اس کی مقدار اور معیار (کوالٹی) دونوں چیزیں واضح کردی جائیں (اس لئے وہ اشیاء جن میں مقدار یا معیار کی قبل از وقت تعیین نہ کی جاسکتی ہو ان میں بیع سلم جائز نہیں)

(۴)......چیز کی جنس وکوالٹی کی تعیین کافی ہے، چیز کے متعینہ فرد کی تعیین درست نہیں مثلاً خریدار کا یہ شرط لگانا یا بائع کا یہ ذمہ داری قبول کرنا کہ میں آپ کو فلاں متعین کھیت یا باغ کی پیداوار میں سے ہی یہ چیز فراہم کروں گا یہ صحیح نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے اس متعین جگہ میں پوری پیداوار ہی نہ ہو یا پیداوار ناقص نکل آئے یا وہ ضائع ہوجائے۔

(۵)......بیچی گئی چیز کی سپردگی کی متعین تاریخ اور سپرد کرنے کی جگہ بھی عقد ومعاہدے کے وقت طے ہوجائے کہ مثلاً یکم رجب تک آپ کو چیز فلاں مقام پر حوالے کردی جائے گی۔

(۶)......یہ بیع سلم ایسی چیزوں کی نہ ہو جن کی فوری ادائیگی شرعاً ضروری ہوتی ہے جیسے سونے کی بیع چاندی کے بدلے میں ہو تو دونوں طرف سے مبیع وثمن کی ادائیگی موقعہ پر ہی ضروری ہوتی ہے اسطرح اگر گندم کی بیع جو کے بدلے میں ہو رہی ہے تو بھی بیع کی صحت کیلئے دونوں طرف سے ایک ہی مجلس میں چیز پر قبضہ ضروری ہوتا ہے (کیونکہ ربا الفضل میں جنس اور پیمانہ دونوں ایک ہوں تو کمی بیشی اور ادھار دونوں باتیں ناجائز اور سود ہیں اور اگر جنس بدل جائے پیمانہ ایک ہی ہو تو کمی بیشی تو جائز ہوتی ہے لیکن ادھار پھر بھی ناجائز ہوتا ہے، درمختار ج ۵، خانیہ ج ۲)

(۷)......ایک شرط خاص طور پر احناف کے نزدیک یہ بھی ہے کہ جس چیز کی بیع سلم ہو رہی ہے وہ بیع سلم ہونے سے مال کی سپردگی تک مارکیٹ میں دستیاب ہو پس جو چیزیں بازار میں، مارکیٹ میں سرِ دست میسر نہیں، ناپید ہیں، کمیاب ہیں تو اس وقت تک ان کی بیع سلم جائز نہیں جب تک بازار میں عام طور پر نہ ملنے لگیں اور سپردگی سے پہلے ناپید و کمیاب ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

(۸)......بیع سلم جس چیز میں کیا گیا ہے اس میں چیز کی ادائیگی اور سپردگی کے لئے کم از کم ایک ماہ کا عرصہ رکھا گیا ہو اگر ایک ماہ سے کم وقت چیز کی سپردگی کے لئے رکھا گیا ہے تو بیع سلم درست نہ ہوگی۔

ملحوظہ: یہ آخری دو شرائط چونکہ سب فقہاء کے نزدیک متفقہ نہیں خصوصاً شوافع کا نقطہ نظر اس کے برخلاف ہے یعنی شرط نمبر ۷ میں شوافع یہ ضروری قرار نہیں دیتے کہ بیع سلم کے وقت وہ چیز بازار میں دستیاب وموجود ہو بلکہ اس کو کافی قرار دیتے ہیں کہ چیز کی حوالگی وسپردگی کے وقت وہ چیز دستیاب ومیسر ہو سکے اور شرط نمبر ۸ میں وہ ایک ماہ یا کم وبیش عرصہ مدت کی تحدید سلم کی صحت کے لئے ضروری قرار نہیں دیتے بلکہ بائع ومشتری اپنی آزادانہ مرضی سے حسبِ حال کوئی بھی مدت متعین کر سکتے ہیں۔ اس لئے ان آخری دو شرطوں میں زیادہ تنگی نہیں برتی جائے گی آج کے دور میں بعض محقق علماءِ احناف بوقتِ ضرورت ان شرطوں میں لچک رکھتے ہیں (اسلامی بینکاری کی بنیادیں لشیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم)

عقد استصناع

استصناع کی بھی تعریف پیچھے اصطلاحات کے تعارف کے ضمن میں گزر چکی ہے یعنی کسی خریدار کا مصنوعات تیار کرنے والے ادارے کارخانہ، فیکٹری، فرم، یا نجی طور پر کام کرنے والے دستکار، کاریگر، ہنرمند کو یہ آرڈر دینا کہ وہ اس کے لئے فلاں مطلوبہ چیز بنا دے جس میں خام مال، مٹیریل خود اسی تیار کنندہ (Manufacturer) فرد یا ادارے کا ہو، جب یہ تیار کنندہ اس آرڈر کو لے لے، قبول کر لے تو عقد

استصناع متحقق ہو جائے گا۔اس کی صحت کی شرائط میں سے یہ ہے کہ عقد کے وقت اس مال، چیز کی قیمت بھی باہمی رضامندی سے طے ہو جائے اور اس مطلوبہ چیز کی کوالٹی، معیار اور دیگر ضروری، قابل وضاحت اوصاف متعین ہو جائیں۔واضح رہے کہ عقد استصناع کا جواز بھی استحساناً تعامل واجماع کی وجہ سے ہے ورنہ قیاس کی رو سے یہ عقد بھی معدوم کی بیع ہونے کی وجہ سے ناجائز ہونا چاہئے تھا۔عقد استصناع ہو جانے کے بعد تیار کنندہ جب تک اس چیز پر کام نہ شروع کر دے تو فریقین میں سے کوئی بھی دوسرے فریق کو نوٹس دیکر اس معاہدہ کو منسوخ کر سکتا ہے،لیکن جب تیار کنندہ اس چیز پر کام شروع کر دے تو پھر یکطرفہ طور پر یہ معاہدہ ختم نہیں کیا جا سکتا ہر فریق اس معاہدے کا پابند ہوگا الّا یہ کہ باہم رضامندی سے ختم کر لیں۔

سلم اور استصناع میں باہم فرق

دونوں کی نوعیت ملحوظ رکھتے ہوئے ان میں درجِ ذیل فرق کئے گئے ہیں۔

(۱)......عقد استصناع ایسی چیز میں ہوتا ہے جس کو بنانے، تیار کرنے کی ضرورت ہو جبکہ سلم عام ہے ہر چیز کی ہو سکتی ہے خواہ اسے بنانے، اُگانے، تیار کرنے کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔

(۲)......سلم میں پوری قیمت پیشگی (ایڈوانس) ادا کرنا ضروری ہے استصناع میں ضروری نہیں۔ پہلے بھی دے سکتے ہیں بعد میں بھی۔ کچھ پہلے، کچھ بعد میں بھی۔

(۳)......سلم کا عقد ہو جانے پر یکطرفہ طور پر اسے منسوخ نہیں کیا جا سکتا جبکہ استصناع میں تیار کنندہ نے جب تک وہ مال بنانا شروع نہیں کیا اسے اطلاع دیکر یہ منسوخ بھی کیا جا سکتا ہے اور وہ خود بھی دوسرے فریق (خریدار) کو مطلع کر کے منسوخ کر سکتا ہے۔

(۴)......سپردگی، حوالگی کا وقت طے کرنا سلم میں ضروری شرط ہے، استصناع میں مال تیار کر کے فراہم کرنے کا وقت طے کرنا ضروری نہیں۔

واضح رہے کہ: استصناع میں چونکہ خام مال، مٹیریل تیار کنندہ کا ہوتا ہے، (خواہ پہلے سے مٹیریل اس کے پاس موجود ہو یا آرڈر بک کرانے کے بعد مٹیریل حاصل کرے) اس سے استصناع کا عقد اجارہ سے بھی فرق واضح ہو گیا کہ اجارہ میں اجیر کی صرف محنت و ہنر ہوتا ہے مٹیریل وغیرہ ساری چیزیں مستاجر کی ہوتی ہیں اجیر اپنی محنت، ہنر، مہارت کی اجرت، مزدوری، تنخواہ لیتا ہے (اجارہ کے احکام آگے آئیں گے ان شاءاللہ)

(جاری ہے.........)

آداب المعاشرت

مفتی محمد رضوان

بجلی استعمال کرنے کے آداب

(۱)......بجلی کو حق تعالیٰ کی بڑی نعمت سمجھئے، اوراس پر اللہ تعالیٰ کا شکرادا کیجئے اوراس کی قدر کیجئے اور بے قدری کرنے سے بچائیے۔

(۲)......بجلی کی جس وقت اور جتنی ضرورت ہو، اس وقت اتنی ضرورت پر اکتفا کیجئے، بلاضرورت بجلی ہرگز استعمال نہ کیجئے، اورضرورت پوری ہونے پر فوراً اس کا استعمال موقوف کردیجئے۔

(۳)......جب دن اور سورج کی روشنی سے کام چل سکتا ہو، اس وقت تک بلب اور ٹیوب لائٹیں وغیرہ روشن نہ کیجئے اور دن اور سورج کی قدرتی وفطری روشنی سے کام چلایئے، اور ویسے بھی آنکھوں اور جسمانی صحت کے لئے دن کی اور سورج کی روشنی بہت فائدہ مند ہے، جبکہ بجلی کی روشنی کے بارے میں ماہرین کی رائے یہ ہے کہ نقصان دہ اور مُضر ہے۔

(۴)......بہت تیز روشنی والے بلب وغیرہ کے استعمال سے پرہیز کیجئے کیونکہ تیز روشنی آنکھوں کی بینائی کے لئے بہت خطرناک ہے۔

(۵)......جب ایک بلب، ایک پنکھے وغیرہ سے گزارا ہوسکتا ہوتو دوسرا بلب اور دوسرا پنکھا استعمال نہ کیجئے، اور مختلف افراد ایک جگہ کے بلب اور ایک پنکھے وغیرہ سے ضرورت پوری کرسکتے ہوں تو الگ الگ رہ کر مختلف بلب روشن اور پنکھے استعمال نہ کیجئے۔

(۶)......جہاں کہیں بلب، پنکھا یا بجلی کی دوسری چیز بلاضرورت چلتی دیکھیں اس کو فوراً بلاتاخیر بند کردیجئے اوراس کے لئے اٹھنے، تھوڑا بہت چلنے، اور ہلنے جلنے کی سستی ہرگز برداشت نہ کیجئے۔

(۷)......ایسی الیکٹرک اشیاء (بلب، پنکھے وغیرہ) کے استعمال کو ترجیح دیجئے جن میں بجلی کی کم از کم مقدار خرچ ہوتی ہو۔

(۸)......پنکھوں میں رفتار کم اور زیادہ کرنے کا آلہ (ریگولیٹر) لگوا کر رکھیے تاکہ بوقتِ ضرورت رفتار کم کی جاسکے، اور سوچئے کہ بلاضرورت تیز رفتار کی صورت میں بجلی کے بل ادا کرنے کی شکل میں جتنی مقدار آپ کو ادا کرنی پڑسکتی ہے، اس سے کم خرچ میں آپ رفتار کم کرنے والے آلہ کو خرید سکتے ہیں۔

Idara Ghufran

اگر یہ آلہ خراب ہو تو اس کو فوراً درست کرائیے۔

(۹)......کسی کمرے، بیت الخلاء، غسل خانے، باورچی خانے، اسٹور وغیرہ سے ضرورت پوری کر کے باہر آ رہے ہوں تو بلب، پنکھا وغیرہ فوراً بند کر دیجئے، اور اس میں تساہُل وتغافل اختیار مت کیجئے۔

(۱۰)......بجلی کی استری استعمال کرتے وقت اس کو اتنی رفتار پر رکھئے کہ کپڑے وغیرہ نہ جل جائیں، اور استری چلا کر کسی ایسے کپڑے، قالین وغیرہ پر رکھ کر نہ چھوڑیئے جس سے وہ کپڑا، قالین وغیرہ جل جائے، یا آگ لگ جائے، بلکہ ایسی چیز پر رکھئے جس کے جلنے اور آگ لگنے کا خطرہ نہ ہو، مثلاً کسی لوہے وغیرہ کی چیز پر، اور ضرورت پوری ہونے کے بعد فوراً اس کو بند کر دیجئے۔

(۱۱)......بجلی چوری چھپے وغیرہ استعمال نہ کیجئے اور یہ سمجھ لیجئے کہ یہ قوم کی اجتماعی امانت ہے، اس میں چوری اور غصب کرنے سے آپ پوری قوم وملت کے مجرم بن کر آخرت کے عذاب میں گرفتار ہو سکتے ہیں اور دنیا میں بھی کسی وبال میں مبتلا ہو سکتے ہیں، رشوت وغیرہ کے بل بوتے پر میٹر میں گڑبڑ یا کسی بھی طرح غیر قانونی بجلی کا استعمال کرنا سنگین گناہ ہے۔

(۱۲)......اگر بجلی کا آپ کو بل ادا نہیں کرنا پڑتا اور کسی ادارہ یا شخص کی طرف سے بجلی آپ کو مفت فراہم کی جاتی ہے یا دوسرا آپ کی طرف سے بل ادا کرتا ہے، تب بھی بجلی کا بے جا اور فضول استعمال نہ کیجئے اور یہ جان لیجئے کہ اس وقت بھی آپ کے لئے شرعاً بجلی کا فضول استعمال جائز نہیں، بلکہ اس صورت میں بسا اوقات جرم اور گناہ میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

(۱۳)......اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو صاحبِ حیثیت بنایا ہے اور بجلی کے بھاری مقدار کے بل ادا کرنے کی آپ کو قدرت حاصل ہے، تب بھی اپنے مال و دولت کے بل بوتے پر بجلی کے ضیاع کو برداشت نہ کیجئے، کیونکہ اولاً تو بجلی کے زیادہ استعمال سے ملک میں بجلی کی قلت ہوتی ہے، جس کے نقصان سے کل آپ اور آپ کی اولاد اور دوسرے مسلمان دوچار ہو سکتے ہیں، دوسرے آپ کو قیامت کے دن مال خرچ کرنے کا پائی پائی کا حساب دینا ہوگا اور بجلی کے فضول استعمال کی صورت میں جو زائد بل ادا کیا ہے، اس پر آپ کا مؤاخذہ ہوگا۔

(۱۴)......آجکل شہروں میں بجلی کی موٹر سے پانی حاصل کر کے استعمال کیا جاتا ہے، اس لئے پانی کا استعمال بھی احتیاط کے ساتھ کیجئے اور اس کو بھی فضول ضائع نہ کیجئے۔

(۱۵)......بجلی کا فضول استعمال تو اپنی جگہ گناہ ہے ہی، اس کو گناہوں کے کاموں میں استعمال کرنا ایک مستقل دوسرا گناہ ہے۔

لہٰذا بجلی کو گناہ کی چیز میں استعمال نہ کیجئے، الیکٹرک کیمروں سے بلاشرعی ضرورت کے تصویر کھینچنا، مووی بنانا، ٹیلی ویژن اور کیبل پر غیر شرعی پروگرام دیکھنا یہ سب چیزیں گناہ ہیں، اور بجلی کے فضول استعمال کا گناہ الگ ہے، اور گناہ میں استعمال کرنے کا گناہ الگ ہے۔

(۱۶)......شادی بیاہوں کی تقریبات میں اور اسی طرح سالانہ مختلف تاریخوں میں چراغاں کے عنوان سے بجلی ہرگز استعمال نہ کیجئے۔

(۱۷)......بجلی جہاں ایک طرف ضرورت اور فائدہ کی چیز ہے، وہاں دوسری طرف یہ انسان کے لئے بہت خطرناک اور مہلک بھی ہے، بجلی کا کرنٹ جان لیوا ثابت ہو جاتا ہے، اس لئے کرنٹ والے مقام سے اپنے جسم کو اور بچوں کو خاص طور پر محفوظ رکھنا ضروری ہے۔

(۱۸)......بجلی کا کوئی تار یا بٹن وغیرہ ٹوٹ جائے اور خراب ہو جائے تو اس کی اصلاح و درستگی کا اہتمام کیجئے، اور اس کی طرف سے غفلت و سُستی اختیار نہ کیجئے، کیونکہ اس سے بعض اوقات کسی کو کرنٹ لگ جاتا ہے، یا آگ بھڑک اٹھتی ہے، اور جانی و مالی نقصان کی نوبت آ جاتی ہے۔

(۱۹)......بجلی کے کرنٹ والی چیز کو استعمال کرتے وقت انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے، اگر پاؤں میں ربڑ یا پلاسٹک وغیرہ کے خشک جوتے پہنے ہوئے ہوں، تو کرنٹ کے حملے سے کافی حد تک حفاظت ہو جاتی ہے۔

(۲۰)...... عام طور پر کرنٹ ربڑ، خشک لکڑی، خشک کپڑے وغیرہ سے گزر کر نہیں آیا کرتا، اس لئے اگر ہاتھ میں ایسی چیز (مثلاً ربڑ چڑھے ہوئے پلاس وغیرہ کو) لے کر کرنٹ والے مقام پر کام کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

(۲۱)......بجلی کے لئے عام طور پر دو قسم کی تاریں استعمال ہوتی ہیں، ایک تار ٹھنڈی کہلاتی ہے اور دوسری تار گرم کہلاتی ہے، جن کے مجموعے سے بجلی کا کرنٹ مہیا ہوتا ہے، عام طور پر ٹھنڈی تار میں کرنٹ نہیں ہوتا، اور اگر اُس کو گرم تار سے الگ کر کے چھوا جائے، تو کرنٹ لگنے کا حادثہ پیش نہیں آتا، لیکن پیچھے کسی مقام سے دونوں تاروں کے ملنے کی وجہ سے کرنٹ کا خطرہ ہوتا ہے، نیز بعض اوقات پیچھے سے کسی فنی خرابی وغیرہ کے باعث ٹھنڈے تار میں بھی کرنٹ پہنچ جاتا ہے، اس لئے ٹھنڈی تار کو بھی پیچھے سے بجلی کا تعلق

منقطع کئے بغیر چھونا خلافِ احتیاط ہے۔

اوراس کے باوجود بھی زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ تار کو براہِ راست ہاتھ سے نہ چھُوا جائے، بلکہ کسی آلہ مثلاً پلاس وغیرہ کے واسطہ سے تار کو چھُونے اور کاٹنے چھانٹنے کا کام کیا جائے کہ مبادا پیچھے سوئچ میں بھی کوئی فنی خرابی پیش آ سکتی ہے۔

اسی طرح اگر کسی وقت بجلی موجود نہ ہو تب بھی تار اور کرنٹ والی جگہ کو چھُونا احتیاط کے خلاف ہے، کیونکہ کسی بھی وقت پیچھے سے بجلی کا کرنٹ پہنچ سکتا ہے۔

(۲۲)......اگر خدانخواستہ کبھی کرنٹ لگنے کا حادثہ پیش آ جائے تو فوراً پیچھے سے بٹن وغیرہ بند کر کے کرنٹ کی آمد کو منقطع کرنا چاہیئے۔

(۲۳)...... جو شخص کرنٹ کی زَد میں ہو، اُس کو براہِ راست چھُونے والا بھی کرنٹ کی زَد میں آ سکتا ہے، اس لئے کرنٹ زدہ شخص کو براہِ راست چھُونے اور اس کو پکڑ کر کرنٹ سے جدا کرنے کے بجائے یا تو پیچھے سے کرنٹ کی آمد والا بٹن بند کرنا چاہیئے یا پھر ربڑ، لکڑی، کپڑا یا رسی وغیرہ سے کرنٹ زدہ شخص کو کرنٹ سے جدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(۲۴)......رات کو سونے سے پہلے بلب وغیرہ بند کر دیا کیجئے، اور چراغ و موم بتی وغیرہ کو جلتا ہوا چھوڑ کر ہرگز نہ سویا کیجئے، اس سے آگ لگنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

لالٹین کا استعمال چراغ اور موم بتی وغیرہ کی بہ نسبت بہتر ہے، کیونکہ اس میں خرچ کم ہونے کے ساتھ ساتھ آگ لگنے کے خطرات بھی بہت کم ہوتے ہیں، اور ہوا وغیرہ میں بجھنے کا خدشہ بھی بہت کم ہوتا ہے، نیز ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے میں بھی سہولت ہوتی ہے۔

(۲۵)...... چراغ، موم بتی وغیرہ کو منہ سے پھونک مار کر بند کرنے سے حتی الامکان پرہیز کیجئے، اس سے چہرے کو آگ لگنے یا جھلس جانے کا خطرہ ہوتا ہے، اس کے بجائے ہاتھ یا کسی اور چیز سے ہوا کے ذریعہ بند کرنا بہتر ہے۔

(۲۶)......گھر میں بیٹری (ٹارچ) وغیرہ کا انتظام رکھا کیجئے، ضرورت پڑنے پر یہ بہت کام آتی ہے۔

(۲۷)...... ماچس اور چراغ وغیرہ مخصوص جگہ رکھنے کا اہتمام کیجئے، اس سے بہت سہولت رہتی ہے، اور اچانک بجلی چلی جانے اور اندھیرا ہو جانے کے وقت پریشانی نہیں ہوتی۔

مولانا محمد ناصر

اللہ تعالیٰ کے حقوق

(بسلسلہ: حقوق الاسلام)

انسان کے ذمہ سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہی اُسے وجود بخشا اور ہر طرح کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہی انسان کے حقیقی مُحسن ہیں۔

حقوق ادا کرنے کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا (سورة النساء آیت نمبر ۵۸)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ تم کو اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہلِ حقوق کو اُن کے حقوق (جو تمہارے ذمہ ہیں) پہنچا دیا کرو (ترجمہ ختم)

امام ابنِ کثیر سورۃ النساء کی مذکورہ آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں:

هٰذَا يَعُمُّ جَمِيعَ الْأَمَانَاتِ الْوَاجِبَةِ عَلَى الْإِنْسَانِ مِنْ حُقُوقِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى عِبَادِهٖ مِنَ الصَّلَوَاتِ وَالزَّكٰوةِ وَالْكَفَّارَاتِ وَالنُّذُوْرِ وَالصِّيَامِ وَغَيْرِ ذَالِكَ مِمَّا هُوَ مُؤْتَمَنٌ عَلَيْهِ (تفسیر ابن کثیر، درذیل سورة النساء آیت نمبر ۵۸)

ترجمہ: یہ آیت اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے اُن تمام امانتوں اور واجبات کو شامل ہے، جن کا ادا کرنا بندوں کے ذمہ ہے، اُن میں مثلاً نماز، زکاۃ، کفارے، منتیں، روزے اور اس کے علاوہ جتنے بھی حقوق انسان کے ذمہ ہیں، سب شامل ہیں (ترجمہ ختم)

اللہ تعالیٰ کے حقوق کے بارے میں شیخ ابنِ عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَنَّ الْأُمُوْرَ الَّتِىْ يَتَصَرَّفُ فِيْهَا الْاِنْسَانُ حُقُوْقُ اللهِ كُلُّهَا غَيْرَ أَنَّ هٰذِهِ الْحُقُوْقُ وَإِنْ كَانَتْ كَثِيْرَةً فَإِنَّهَا بِوَجْهٍ مَّا مُنْحَصِرَةٌ فِىْ قِسْمَيْنِ، قِسْمٌ مِّنْهُمَا حَقُّ الْخَلْقِ لِلّٰهِ ...... وَالْقِسْمُ الْآخَرُ حَقُّ اللهِ لِلّٰهِ (الفتوحات المكية لابن العربى، فى اسرار الزكاة، باب وصل فى ذكر من تجب لهم الصدقة، جزء۲ صفحه ۱۹۳)

ترجمہ: انسان جتنے بھی اعمال سرانجام دینے کا پابند ہے، وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے ہی

حقوق ہیں؛ لیکن کیونکہ وہ (سب اعمال) بہت زیادہ ہیں، اس لیے ایک لحاظ سے ان اعمال کی دو قسمیں ہیں؛ ایک قسم میں اللہ تعالیٰ کا حق مخلوق کے ذریعے سے ہے......اور دوسری قسم میں اللہ تعالیٰ کا حق اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے (ترجمہ ختم)

مذکورہ تفصیل کے مطابق اسلام میں مسلمانوں کو جتنے بھی اعمال کرنے اور جتنے بھی کام چھوڑنے کا حکم دیا گیا ہے، وہ سب دراصل اللہ تعالیٰ کے حقوق میں داخل ہیں؛ یہ الگ بات ہے کہ بہت سے اعمال کا تعلق بغیر کسی واسطے کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے، جنہیں حقوق اللہ کہا جاتا ہے، جیسے نماز، زکاۃ، روزہ، کفارے، نذر اور منت اور ان کے علاوہ بہت سی چیزیں۔

اور بہت سے اعمال کا تعلق مخلوقات کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے، ایسے اعمال کو حقوق العباد کہہ دیا جاتا ہے؛ لیکن کیونکہ حقوق العباد ادا کرنے کا بھی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، اس لیے ایک اعتبار سے حقوق العباد کا ادا کرنا بھی حقوق اللہ میں داخل ہے، تو اس طرح انسان جتنے بھی اعمال سرانجام دینے کا پابند ہوا، ایک اعتبار سے وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے ہی حقوق ہوئے۔

گویا کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق بندوں پر یہ ہیں کہ جن باتوں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، ان کو پورا کریں، اور جن باتوں سے منع کیا ہے، اُن سے رُکیں؛ اس طرح حقوق اللہ کی مکمل پاسداری کر کے ایمان مکمل کیا جاسکتا ہے۔

اور کیونکہ انسان ناقص اور کمزور ہے، اور اللہ تعالیٰ کے حقوق بے شمار ہیں، اس لیے یہ خطرہ تھا کہ وہ اس خیال اور گھمنڈ میں مبتلا نہ ہوجائے کہ اُس نے اسلام کے تمام حکموں یعنی اللہ تعالیٰ کے تمام حقوق پورے کردیے ہیں۔

اس بارے میں ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ لَنْ تُطِيْقُوْا أَوْ لَنْ تَفْعَلُوْا كُلَّ مَا أُمِرْتُمْ بِهِ وَلٰكِنْ سَدِّدُوْا وَأَبْشِرُوْا (ابوداؤد، حدیث نمبر ۹۲۴)

ترجمہ: اے لوگو! بے شک تم اس بات کی طاقت نہیں رکھتے، یا تم وہ تمام کام نہیں کرسکتے، جن کا تمہیں حکم دیا گیا ہے، لیکن تم سیدھے راستے پر رہو، اور (اونچے درجات اور اللہ تعالیٰ کی قُربت کی) بشارت پاؤ۔

اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کے بارے میں حضرت طلق بن حبیب (تابعی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ حُقُوقَ اللّٰهِ أَثْقَلُ مِنْ أَنْ يَّقُوْمَ بِهَا الْعِبَادُ، وَإِنَّ نِعَمَ اللّٰهِ اَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُّحْصِيَهَا الْعِبَادُ وَلٰكِنْ اَصْبِحُوْا تَوَّابِيْنَ وَأَمْسُوْا تَوَّابِيْنَ (مصنف ابن ابی شیبة، جزء۸ صفحه ۲۵۰)

بے شک اللہ تعالیٰ کے حقوق بندوں کے ادا کرنے کے اعتبار سے بہت ثقیل ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بندوں کے شمار کرنے سے بھی زیادہ ہیں؛ تو بجائے (مایوس ہونے کے) صبح شام (اللہ تعالیٰ سے) بہت زیادہ توبہ کرتے رہو (ترجمہ ختم)

معلوم ہوا کہ ایمان والے بندے اپنے عقائد واعمال کی اصلاح اور درستگی میں مشغول رہیں، اور اسی کے ساتھ اپنی عبادتوں کو ناقص سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے اور توبہ کرتے رہیں، اور اللہ تعالیٰ سے معافی اور بخشش کی اُمید رکھیں۔

اور کافروں کو آخرت میں جو ہمیشہ ہمیشہ سزا ہوگی، اُس کی وجہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق غیر متناہی ہیں، اور کفر کرنے سے اللہ تعالیٰ کے حقوق فوت ہوتے ہیں، اس لیے کفر کرنے اور اللہ تعالیٰ کے حقوق فوت کرنے کی سزا بھی غیر متناہی ہونی چاہیے؛ جبکہ دینِ اسلام میں حقوق اللہ کی رعایت ہے، اور حقوق اللہ غیر متناہی ہیں، تو ان کی رعایت کا بدلہ بھی غیر متناہی ہونا چاہیے۔ [۱]

بہرحال حقوق اللہ اگرچہ بہت زیادہ ہیں، اور اُن سب کو اس مختصر مضمون میں علیٰحدہ علیٰحدہ ذکر کرنا دشوار ہے، تاہم سمجھنے اور یاد رکھنے میں آسانی کے لیے مختلف اہلِ علم بزرگانِ دین نے اپنے اپنے انداز میں حقوق اللہ کی مختلف موٹی موٹی قسمیں بنائی ہیں، جن میں سے ایک تقسیم چند بنیادی قسموں پر مشتمل یہ ہے:

(۱)...... اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات پر قرآن وحدیث کی تعلیمات کے مطابق عقیدہ رکھا جائے۔

(۲)...... اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق عقائد، اعمال، معاملات اور اخلاق اختیار کیے جائیں اور جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ ہوں، اُن کو چھوڑا جائے۔

(۳)......سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی فکر کی جائے، اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور

[۱] (وعظ محاسنِ اسلام، مشمولہ خطباتِ حکیم الامت بعنوان محاسنِ اسلام، جلد۱۲، صفحہ۲۴۵ ملخصاً)

محبت کو سب کی رضا اور محبت پر مقدم رکھا جائے۔

(۴)......جس سے بھی محبت یا بُغض رکھا جائے، اللہ تعالیٰ ہی کے لیے رکھا جائے؛ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی کسی کے ساتھ حُسنِ سلوک کیا جائے یا قطع تعلقی کی جائے (حقوق الاسلام صفحہ ۶)

تشریح

(۱)......اللہ تعالیٰ کی ذات پر قرآن وحدیث کی تعلیمات کے مطابق عقیدہ رکھنے میں یہ بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایک سمجھا جائے، اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمام چیزوں کو مخلوق سمجھا جائے، اور یہ کہ وہ کسی کا محتاج نہیں، نہ اس نے کسی کو جنا، نہ وہ کسی سے جنا گیا، اُس کی کوئی بیوی نہیں، اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اور کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے مِثل نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کی صفات پر قرآن وحدیث کی تعلیمات کے مطابق عقیدہ رکھنے میں یہ بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قادر سمجھا جائے، اور یہ کہ کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں، وہ سب کچھ دیکھتا، سنتا اور کلام فرماتا ہے، لیکن اُس کا کلام ہم لوگوں کے کلام کی طرح نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ مخلوق کی طرح اپنے کام میں کسی چیز کا محتاج نہیں، اس لیے وہ آنکھ، کان، زبان اور حروف، لہجہ، تلفظ وغیرہ کا محتاج بھی نہیں۔

اللہ تعالیٰ نہ سوتا ہے اور نہ اونگھتا ہے، اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات بھی ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی، اور اس کی کوئی صفت کبھی بھی ختم نہیں ہوگی؛ اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا، اللہ تعالیٰ سب عیبوں سے پاک ہے؛ اور اللہ تعالیٰ کی حقیقت کو کوئی نہیں جان سکتا۔

اور قرآن وحدیث میں جہاں پر اللہ تعالیٰ کے لیے مخلوق جیسی صفات کا ذکر ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا چہرہ، ہاتھ، پنڈلی اور اللہ تعالیٰ کا عرش پر قائم ہونا وغیرہ، تو ان کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، بندوں کو ایسی چیزوں کی حقیقت کی جستجو کیے بغیر ایمان لانے کا حکم ہے، کیونکہ ان کی حقیقت کا سوال آخرت میں بندوں سے نہیں ہوگا؛ البتہ یہ یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا چہرہ، ہاتھ اور پنڈلی مخلوق کی طرح کے نہیں ہیں، کیونکہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے مِثل نہیں۔

اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے، کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے، اُسی کے حکم سے ہوتا ہے، بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے ذرہ بھی نہیں ہل سکتا کوئی اللہ تعالیٰ کو روک ٹوک کرنے والا نہیں؛ اور اُس کا کوئی شریک نہیں؛ اللہ تعالیٰ

Idara Ghufran

ساری چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے، اُس کو کوئی پیدا کرنے والا نہیں؛ وہی زندہ کرتا اور وہی مارتا ہے؛ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے؛ وہی روزی دینے والا ہے، جس کی روزی چاہے زیادہ کردے، اور جس کی چاہے تنگ کردے، جس کو چاہے عزت دے، اور جس کو چاہے ذلت دے؛ وہی اپنے بندوں کو سب مصیبتوں سے بچاتا ہے، اُسی کی عبادت کرنی چاہیے اور وہی دعا قبول فرماتا ہے، اور اُس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔

(۲)......حقوق اللہ میں دوسرا حق یہ ہے کہ مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق اپنے عقائد، اعمال، معاملات اور اخلاق اختیار کرے اور جو اعمال واخلاق، عادات واطوار اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ ہوں، اُن کو چھوڑ دے۔

دراصل اسلام کے احکام کے پانچ حصے ہیں، عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاق۔

مذکورہ حق میں اسلام کے پانچ میں سے چار حصوں کی درستگی کا ذکر ہے؛ یعنی عقائد ونظریات؛ عبادات (مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، جہاد، ذکراذکار وغیرہ)

معاملات (مثلاً نکاح، طلاق، خرید وفروخت، کرایہ داری، ملازمت، مزدوری، تجارت، اور لین دین کی دیگر اقسام)

اور اچھے اخلاق مثلاً صبر، شکر، اخلاص توکل، قناعت، اللہ تعالیٰ کے فیصلوں اور تقدیر پر راضی رہنا، اور ان جیسے اچھے اخلاق اختیار کرنا۔

اور بُرے اخلاق مثلاً غرور، تکبر، غصہ، لالچ، حسد، بغض، بخل، حرص، مال کی محبت، خود پسندی، خودرائی، دنیا کی محبت ان بُرے اخلاق سے بچنا۔

(۳)......حقوق اللہ میں سے تیسرے حق کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان بندے کے پیشِ نظر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہو، اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مقابلے میں کوئی چیز بھی مسلمان بندے کے لیے رُکاوٹ نہ بنے؛ ایسی حالت میں ایمان والا بندہ وہی نظریات اور اعمال اختیار کرے گا جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مقابلے میں دوسرے نظریات اور اعمال خواہ اپنی یا دوسروں کی خواہشات کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں، مسلمان بندہ اُنہیں اختیار نہیں کرے گا؛ گویا کہ حقوق اللہ میں سے مذکورہ تیسرا حق ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ کے دوسرے حقوق صحیح طریقے پر ادا ہو سکتے ہیں۔

(۴)......حقوق اللہ میں سے چوتھا حق یہ ہے کہ مسلمان بندے کا کسی سے تعلق رکھنا یا تعلق توڑنا دنیوی،

سفلی ونفسانی اغراض کی بجائے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہو؛ اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے تعلق اسی وقت کہلائے گا جب اللہ کے پسندیدہ یعنی نیک بندوں سے دوستی اور محبت والا تعلق ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں سے دوستی اور محبت والا تعلق قائم کرنے سے اللہ کی رضا حاصل نہیں ہوتی۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطیٰ لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانُ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۴۰۶۱)

یعنی ”جس شخص نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے (کسی بُرے شخص سے) بغض رکھا اور اللہ کو راضی کرنے کے لئے مال خرچ کیا اور اللہ کو راضی کرنے کے لئے (غلط جگہ مال خرچ کرنے سے) رُکا تو اس نے اپنا ایمان مکمل کرلیا“

ایسی حالت میں ایمان والے بندے کی معاشرت اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہوجائے گی۔

اور اس طرح حقوق اللہ مکمل طریقے پر ادا کرنے سے بندہ اپنا ایمان مکمل کرسکتا ہے۔

حقوق اللہ کی حقیقت

حقوق اللہ کا یہ مطلب نہیں کہ حقوق اللہ ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ کو فائدہ ہوتا ہے، کیونکہ عام مفہوم کے اعتبار سے حق وہ ہوتا ہے کہ اگر اس کو نہ ادا کیا جائے تو صاحبِ حق کا نقصان ہو، جیسے کسی کے دس روپیہ ہمارے ذمہ ہوں، تو اگر ہم اُس کو اُس کی رقم نہ دیں تو اس کا نقصان ہے؛ لیکن اگر ہم نماز نہ پڑھیں یا روزہ نہ رکھیں تو اللہ تعالیٰ کا کیا نقصان ہے؟

دراصل حقوق اللہ ادا کرنے سے بندہ اپنے تخلیق اور وجود کے تقاضے اور مقصد کو پورا کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے مخلوق ہونے اور بندہ ہونے کے تعلق کو نبھاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی منشاء اور رضا بھی اسی میں ہے کہ بندہ بندگی کا ثبوت دے، اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کا قُرب، رحمت، مغفرت کا بندہ حقدار ہوجاتا ہے، اور یہی بندے کی بڑی کامیابی ہے۔

اس طرح حقوق اللہ کی بجاآوری کا فائدہ خود بندہ ہی کی طرف لوٹتا ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات بے نیاز ہے، ساری مخلوق بھی اس کی نافرمانی کرے تب بھی اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے، خالق ہونے اور رب ہونے میں ذرّہ برابر فرق نہیں آسکتا۔

بسلسلہ : اصلاح وتزکیہ		اصلاحی مجلس: حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب

اصلاحِ نفس کے دو دستورُ العمل (چوتھی وآخری قسط)

مؤرخہ ۲۵/ شعبان ۱۴۲۰ھ بمطابق 4 / دسمبر 1999ء بروز ہفتہ حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم نے ادارہ غفران ،راولپنڈی میں تشریف لاکر اصلاحی مجلس میں اپنے ملفوظات وارشادات سے لوگوں کو مستفید فرمایا، جس کو مولانا محمد ناصر صاحب سلمہٗ نے کیسٹ سے نقل کیا، اب حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم کی نظرِ ثانی کے بعد انہیں شائع کیا جارہا ہے(ادارہ......)

اصلاحِ نفس کا دوسرا دستورُ العمل

اور اصلاحِ نفس کا ایک اور دستورُ العمل بھی حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے تجویز فرمایا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

وہ دستورُ العمل جو دل سے پردے اُٹھاتا ہے، اس کے چند اجزاء ہیں:

ایک تو دینی کتابیں پڑھنا، یا سُننا، جیسے مواعظ ہیں اور ملفوظات ہیں۔

دوسرے علماء سے مسائل دریافت کرتے رہنا۔

تیسرے اہلُ اللہ کے پاس آناجانا رکھنا جسے صحبتِ اہلُ اللہ کہتے ہیں، اگر ان کی خدمت میں آمدورفت نہ ہوسکے تو بجائے اُن کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات وملفوظات کا مطالعہ کرنا یا اُنہیں سُننا۔

اور چوتھے تھوڑی دیر اللہ اللہ کرنے اور ذکر کرنے کے لیے وقت نکالنا۔

تو یہ دستورُ العمل بھی اصلاحِ قلب کے لیے بہت ہی معین ہے، اس پر عمل کرنا چاہیے۔

مجاہدہ، مراقبہ اور محاسبہ

اور اصلاحِ نفس کے لیے جو کچھ دیر اللہ اللہ کرنے کے لیے وقت نکالا جاتا ہے، اس میں محاسبے اور مراقبے پر بھی عمل کرنا چاہیے۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنی مجلس میں فرمایا کرتے تھے کہ بھائی دیکھو صبح ہوئی، فجر کی نماز کے بعد اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کرلو کہ:

یا اللہ میں آج کا سارادن آپ کی مرضیات کے مطابق گزاروں گا، اور کوئی خطا، غلطی ہوگئی تو معافی چاہ لوں گا اور توبہ کرلوں گا، یہ عہد معاہدہ کرلیا کرو۔

تو دن کے شروع میں سب سے پہلا کام معاہدہ ہوا، معاہدے کے بعد مراقبہ ہوگا۔

مراقبے کے معنیٰ نگرانی کے ہیں کہ جو اللہ سے معاہدہ کیا ہے اُس کو پورا کرنے کے لیے اُس کا دھیان رکھو، کہیں نفس بہک نہ جائے۔ اب مراقبے یعنی نگرانی کے دوران جب بھی نفس گناہ کا تقاضا پیدا کرے، تو اس کی مخالفت کرو؛ مثلاً زبان غیبت کرنے لگے جو کہ آج کل اتنی ہے کہ حد نہیں، حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ آج کل غیبت بہت عام ہے۔

جبکہ غیبت کا معاملہ بڑا سخت ہے، حدیث شریف میں ہے کہ دو اشخاص نے نماز پڑھی اور اُن کا روزہ تھا، حضور ﷺ دیکھ رہے تھے، نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ وضو کرو اور پھر دوبارہ نماز پڑھو، اور روزہ بھی دوبارہ رکھنا کیونکہ تم نے غیبت کی ہے، اور آج کا روزہ تو پورا کرو گے لیکن بعد میں قضاء بھی کرو گے۔

نماز بھی دوبارہ پڑھوائی اور روزہ قضاء کرنے کا حکم دیا؛ تو غیبت اتنی ناپسندیدہ اور گناہ کا عمل ہے۔

خلاصہ یہ کہ صبح کو اوّل کرو معاہدہ، اور معاہدے کے ساتھ ساتھ چلے گا مراقبہ اور پھر آخر میں رات کو سوتے وقت ہوگا محاسبہ؛ اور محاسبے میں اپنے نفس سے خطاب ہوگا، کیونکہ درحقیقت اس نفس ہی کو تابع اور رام کرنا ہے تو محاسبے کے وقت یوں کہو کہ:

اے نفس! تجھے ایک دن دنیا سے جانا ہے اور موت بھی آنے والی ہے، اس وقت یہ مال و دولت سب یہیں رہ جائے گا، بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا، اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور اگر گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا، جو قابلِ برداشت نہیں ہے، اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ! اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر! یہ عمر بڑی قیمتی دولت ہے، اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر، مرنے کے بعد تو اس کی تمنا کرے گا کہ کاش کچھ وقت مجھے مل جائے، اور کاش کہ میں کچھ نیک عمل کرلوں، لیکن اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہوگی۔

بس زندگی کو غنیمت سمجھ اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کرلے، ابھی وقت ہے، ابھی مہلت ہے!

خواجہ صاحب فرماتے ہیں:

دفعۃً سَر پر جو آپہنچے اَجَل — پھر کہاں تو اور کہاں دارُ العمل
جائے گا یہ بے بہا موقع نکل — ارے پھر نہ ہاتھ آئے گی عمرِ بے بدل
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے — کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

اور اکبر الہ آبادی کا شعر یاد آیا:

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی　　　اللہ نے گھڑی عمر کی اِک اور گھٹا دی

ارے! ہم وقت کی قدر نہیں کرتے، یہ گھڑی جو چل رہی ہے، اور اس میں جو ایک ایک سیکنڈ اور منٹ چلا جا رہا ہے یہ ہماری زندگی سے سے ایک ایک منٹ گھٹ رہا ہے، بقول خواجہ صاحب کے:

ہو رہی ہے عمر مثلِ برف کم　　　چپکے چپکے رفتہ رفتہ دَم بدَم

جیسے برف کی سِل کم ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ پگھل جاتی ہے، اور اس کا پتہ بھی نہیں چلتا، یہی ہماری عمر کا حال ہے۔ ایک دن دنیا سے جانا ہے، کسی وقت بھی اَجل آ جائے، کسی کو ہارٹ اٹیک ہوگیا، کسی کا ایکسیڈنٹ ہوگیا، اس لیے اپنے انجام کو سوچنا چاہیے اور آخرت کے لیے کچھ کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ. وَاتَّقُوا اللّٰهَ (سورة الحشر، آیت نمبر ۱۸) [۱]

اپنے نفس سے پوچھو اور کہو کہ! کل کے لیے کیا سامان اور توشہ لے کر جا رہا ہے؟ کچھ اپنے انجام کو سوچ لے، یہ عمر پھر نہیں آئے گی، اعمال کا سلسلہ بس یہیں ختم ہو جائے گا، جو بندہ دنیا سے گزر جاتا ہے، پھر واپس نہیں آتا۔

مال، آل اور اعمال

ایک روایت کا مفہوم ہے کہ دنیا میں جن چیزوں سے واسطہ پڑتا ہے، مال ہے، آل ہے، اور اعمال ہیں۔

اب مال تو سب سے پہلے چھوڑتا ہے، جس سے ہم اتنی محبت رکھتے ہیں، مال کمانے کے لیے جائز ناجائز حرام حلال سب کچھ کرتے ہیں، آج ہم جو کہتے ہیں کہ کرپشن ہے، رشوت ہے، سود ہے، مال ہی کی وجہ سے ہے، پھر بھی سارے مال ہی میں پڑے ہوئے ہیں، منہمک ہیں، مال کے لیے انہماک فی الدنیا ہے۔

ہمارے بڑوں کی یہ حالت نہیں تھی۔

ایک بزرگ کا واقعہ لکھا ہے کہ عیادت کے لیے اُن کے دوست آئے، اُن کا آخری وقت تھا، وہ اُن کے سرہانے بیٹھے کچھ پڑھ رہے تھے، اور ایک طرف چراغ جل رہا تھا، اس زمانے میں بجلی نہیں تھی، تو اتنی دیر

---

[۱] ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو، اور ہر شخص دیکھ بھال لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اُس نے کیا ذخیرہ بھیجا ہے'' (ترجمہ از بیانُ القرآن)

Iqra Ghufran

میں روح پرواز کرگئی، فوراً وہ بزرگ اُٹھے اور چراغ بجھادیا کہ اس چراغ میں جو تیل تھا، اب وہ ان کے ورثاء کا ہوگیا، فوت ہونے والے کا نہیں رہا، تو بزرگ تو حرام حلال اور جائز ناجائز کا اس حد تک اہتمام کرتے تھے۔ بہرحال مال سب سے پہلے چھوڑتا ہے۔ پھر آل اولاد بھی بس قبر میں رکھ کر چلے آتے ہیں۔ تو مرنے کے بعد کیا چیز کام آتی ہیں،؟ صرف اعمال کام آتے ہیں، یہی مرنے والے کے ساتھ جاتے ہیں، یہی قرآن شریف شفاعت کرے گا، سفارشی بن کر آئے گا اور اللہ سے سفارش کرے گا۔

رات کے وقت سورۂ ملک کی تلاوت عذابِ قبر سے حفاظت کا ذریعہ

مثلاً سورۂ ملک جو رات کو سونے سے پہلے پڑھ لے گا تو یہ سورۃ قبر کے عذاب سے بچائے گی، یہ اعمال ساتھ دیں گے، یہ مال اور آل کچھ کام نہیں آئے گا۔

تو ابھی ہمیں مہلت ملی ہوئی ہے، مرنے کے بعد یہ مہلت نہیں ملے گی؛ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّا رَزَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ فَیَقُوۡلَ رَبِّ لَوۡ لَاۤ اَخَّرۡتَنِیۡۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنۡ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ (سورة المنفقون آیت نمبر ۱۰) [۱]

موت ہماری گھات میں ایسے ہے جیسے شکاری مچھلی کا شکار کرتے وقت بیٹھا رہتا ہے، اور اُس نے کانٹے میں مچھلی کا لقمہ اور غذاء لگا رکھی ہے۔

بقول شاعر:

مچھلی نے ڈھیل پائی ہے، لقمہ پہ شاد ہے
اور صیاد مطمئن ہے کہ کانٹا نگل گئی

ہم دنیا میں منہمک ہیں، خوش ہیں، اور یہ حالت ہے جو قرآن شریف نے بیان کی ہے:

اِنَّ الَّـذِیۡنَ لَا یَرۡجُوۡنَ لِقَآءَ نَا وَرَضُوۡا بِالۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَاطۡمَاَنُّوۡا بِهَا وَالَّذِیۡنَ هُمۡ عَنۡ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوۡنَ(۷) اُولٰٓئِکَ مَاۡوٰهُمُ النَّارُ بِمَا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ (سورة یونس آیت نمبر۸) [۲]

---

[۱] ترجمہ: ”اور (من جملہ طاعات کے ایک طاعتِ مالیہ کا حکم کیا جاتا ہے کہ) ہم نے جو کچھ تم کو دیا ہے، اُس میں سے (حقوقِ واجبہ) اس سے پہلے پہلے خرچ کرلو کہ تم میں سے کسی کی موت آ کھڑی ہو، پھر وہ (بطورِ تمنا وحسرت) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار! مجھ کو اور تھوڑے دِنوں کیوں مہلت نہ دی گئی، کہ میں خیر خیرات دے لیتا اور نیک کام کرنے والوں میں شامل ہوجاتا“ (ترجمہ از بیانُ القرآن)

[۲] ترجمہ: ”جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے، اور وہ دنیوی زندگی پر راضی ہوگئے ہیں (آخرت کی طلبِ اصلاح نہیں کرتے) اور اس میں جی لگا بیٹھے ہیں (آیندہ کی کچھ خبر نہیں) اور جو لوگ ہماری آیتوں سے بالکل غافل ہیں، ایسے لوگوں کا ٹھکانہ اُن کے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے“ (ترجمہ از بیانُ القرآن)

تو ہمیں بھی یہ ڈھیل دے رکھی ہے، موت ایک ساتھ آ کر دبوچ لے گی،

بحرِ غفلت یہ تیری ہستی نہیں دیکھ جنت اس قدر سستی نہیں

اختتامی دعا

بس یہی چند باتیں کہنی تھیں، اب دعا کریں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلاَ نَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلاَ نَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ. رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ. رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَ کَفِّرْعَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ .

یا اللہ آپ ہمیں معاف کردیں، ہم واقعی مجرم ہیں، خطاوار ہیں، یا اللہ آپ صرف اپنے فضل سے اپنی رحمت سے ہم سب حاضرین کو ہمارے اہل وعیال کو گھر والوں کو کل مؤمن مؤ منات کی مغفرت فرمادیجیے، یا اللہ آیندہ رمضان المبارک کے جو لمحات آنے والے ہیں، اُنہیں ہماری اصلاح کا ذریعہ بنادیں؛ ہم اصلاح کے طالب ہیں، اور یہ طلب بھی آپ کی طرف سے ہے، ہم میں ہمت نہیں ہے، یہ حضرت حکیم الامت نے فرمایا؛ یا اللہ آپ ہی ہمیں ہمت دیدیجیے آپ ہی ہماری اصلاح کردیجیے۔

یَا حَیُّ یَاقَیُّوْمُ، یَا حَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ نَسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا کُلَّہٗ وَلَاتَکِلْنَا اِلیٰ اَنْفُسِنَا طَرْفَۃَ عَیْنٍ.

یا اللہ آپ ہماری اصلاح فرمادیجیے، یا اللہ ہماری جتنی بھی جائز حاجتیں ہیں وہ سب پوری فرمادیجیے، ہماری پریشانیاں کو مصائب تکالیف کو دور فرمادیجیے، یا اللہ! ہم میں تحمل نہیں ہے، ہمارے اہل وعیال کو ہمارے سب اعزہ اقرباء رشتہ دار یا اللہ سب کو عافیت عطا فرمایئے، یا اللہ جو ہم سے قصور ہوگئے ہیں بالخصوص جن بندوں کے ہم نے حقوق ادا نہیں کیے ہیں یا اللہ آپ کو پوری قدرت ہے، یا اللہ اس معاوضے سے بری کردیجیے، اُن کو اس کا نعم البدل عطا فرمادیجیے تاکہ روزِ محشر ہماری نیکیاں نہ چلی جائیں، اس سے بچالیجیے

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ . وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ .

بسلسلہ : اصلاحُ العلماء والمدارس

مفتی محمد رضوان

اہتمام میں وراثت جاری نہیں ہوتی

آج کل عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے، کہ دینی مدارس کے اہتمام وانصرام کا عہدہ وراثت در وراثت منتقل ہوتا ہے، اور اہتمام وانصرام کی اہلیت وقابلیت اور امانت ودیانت داری کے مقابلہ میں قرابت داری کو ترجیح دی جاتی ہے، جس کے نتیجہ میں بڑے بڑے دینی ادارے نہ صرف تباہ وبرباد ہوکر رہ جاتے ہیں، بلکہ اسی کے ساتھ نااہل ورثاء بزرگوں کی بدنامی کا ذریعہ وسبب بھی بنتے ہیں، اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ عموماً اہتمام وانتظام کے عہدے ومنصب کو مال وجائیداد کی طرح وراثت کی چیز سمجھا جاتا ہے۔

ان حالات میں ایک طبقہ تو اس مروجہ وراثتی نظام سے من وعن اتفاق رکھتا ہے، اور دوسرا طبقہ اس پر مرتب ہونے والے مفاسد کو دیکھتے ہوئے کسی عزیز وقریب کو اہتمام وانتظام سپرد کرنے کی کلی مخالفت کرتا ہے۔

مگر شریعت نے اس سلسلہ میں جو نظام پیش کیا ہے، وہ ہر طرح کی افراط وتفریط سے پاک ہوکر اعتدال کے اصول پر مبنی ہے۔

شریعت کے پیش کردہ نظام میں نہ تو اہتمام وانتظام کا معاملہ مالی وراثت کی طرح ہے، اور نہ ہی کسی عزیز وقریب کو اس عہدے کا سپرد کرنا فی نفسہٖ کوئی شجرۂ ممنوعہ ہے، بلکہ اس کا دارومدار اہلیت وصلاحیت اور امانت ودیانت پر مبنی ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی نے اپنے والد کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ملازم رکھ لینے کا مشورہ دیتے وقت یہ دلیل پیش فرمائی تھی کہ:

يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ (سورہ قصص آیت نمبر ۲۶)

ترجمہ: آپ ان کو ملازم رکھ لیجیے، کیونکہ اچھا ملازم وہ شخص ہے جو مضبوط (ہو اور) امانت دار (بھی) ہو (اور حضرت موسیٰ میں دونوں صفتیں ہیں)

اس سے کسی شخص کو کوئی عہدہ سپرد کرنے کی دو صفات معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ وہ قوی ہو، جس سے مراد اس کام کی قوت وصلاحیت والا ہونا ہے، جو کام اُس کے سپرد کیا جائے؛ دوسری صفت یہ ہے کہ وہ امین ہو، جس سے مراد یہ ہے کہ اُس کی سابقہ زندگی کے حالات اس کی امانت ودیانت کی گواہی دیتے ہوں (کذافی

معارف القرآن جلد۶ صفحہ۱۰۷)

اس قرآنی ہدایت کی روشنی میں اہتمام ایسے شخص کو سپرد کرنا چاہئے جس میں اہتمام کو چلانے کی صلاحیت واستعداد ہواور وہ امانت ودیانت دار ہو، پھر اگر یہ دوصفات دوسروں کے مقابلہ میں کسی عزیز وقریب میں پائی جائیں تو اس کو اہتمام سپرد کردینے میں بھی کوئی حرج نہیں، بلکہ بعض اوقات یہ زیادہ مفید ہے، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب کلامِ الٰہی کا خاص شرف حاصل ہوا، اور نبوت ورسالت کا منصب عطا ہوا، تو اللہ تعالیٰ سے اُنہوں نے چند دُعائیں کی تھیں، جن میں سے ایک دُعا یہ تھی:

وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْ. ھٰرُوْنَ اَخِیْ. اشْدُدْ بِہٖٓ اَزْرِیْ . وَاَشْرِکْهُ فِیْٓ اَمْرِیْ

(سورہ طہ آیات نمبر ۲۹ تا آیت نمبر ۳۲)

ترجمہ: اور میرے واسطے میرے کُنبے میں سے ایک وزیر (ومعاون) مقرر کردیجیے، یعنی ہارون کو جو میرے بھائی ہیں، اُن کے ذریعے سے میری قوت کو مستحکم کردیجیے، اور اُن کو میرے کام میں شریک کردیجیے (ترجمہ ختم)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ان آیات کے ضمن میں فرماتے ہیں:

اس دعا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو وزیر طلب فرمایا، اُس کے ساتھ ایک قید مِنْ اَھْلِیْ کی بھی لگادی، کہ یہ وزیر میرے خاندان واقارب میں سے ہو، کیونکہ اپنے خاندان کے آدمی کے عادات واخلاق دیکھے بھالے اور طبائع میں باہم اُلفت ومناسبت ہوتی ہے، جس سے اس کام میں مدد ملتی ہے، بشرطیکہ اس کو کام کی صلاحیت میں دوسروں سے فائق دیکھ کرلیا گیا ہو، محض اقربا پروری کا داعیہ نہ ہو۔

اس زمانے میں چونکہ عام طور پر دیانت واخلاص مفقود اور اصل کام کی فکر غائب نظر آتی ہے، اس لیے کسی امیر کے ساتھ اس کے خویش وعزیز کو وزیر یا نائب بنانے کو مذموم سمجھا جاتا ہے، اور جہاں دیانت داری پر بھروسہ پورا ہو، تو کسی صالح واَصلَح خویش وعزیز کو کوئی عہدہ سپرد کردینا کوئی عیب نہیں، بلکہ مہمّاتِ اُمور کی تکمیل کے لیے زیادہ بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین میں عموماً وہی حضرات ہوئے، جو بیتِ نبوت کے ساتھ رشتہ داریوں کے تعلقات بھی رکھتے تھے (معارف القرآن جلد۶ صفحہ۷۸)

دراصل کسی اجتماعی عہدے ومنصب کا معاملہ ایک ذمہ داری ہے، اس کو ذمہ داری سمجھ کر ہی اختیار اور دوسرے کو سپرد کرنا چاہیئے، اوراس کو اپنی قدر ومنزلت بڑھانے اور حصولِ جاہ کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیئے۔

جس شخص کے پیشِ نظر اس منصب کی بھاری ذمہ داری کا معاملہ ہوگا، وہ ہرگز بھی اس کو حلوہ بے دود سمجھ کر چٹ کرنے کی کوشش نہیں کرے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا:

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ اَلْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ اَهْلِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَّعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ قَالَ وَحَسِبْتُ اَنْ قَدْ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ مَالِ اَبِيْهِ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ (بخاری حدیث نمبر ۸۴۴) [1]

ترجمہ: تم سب نگران وذمہ دار ہو، اورتم سب سے اپنی نگرانی وذمہ داری کے بارے میں (قیامت کے دن) سوال کیا جائے گا، امام (یعنی حکمران وصاحبِ اقتدار) نگران ہے، اور اس سے اپنی رعایا کے بارہ میں سوال کیا جائے گا، اورآدمی اپنے گھر والوں کا نگران ہے، اوراس سے اس کی رعایا (گھر والوں) کے بارہ میں سوال کیا جائے گا، اورعورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے، اوراس سے اس کی رعایا (گھریلوامور) کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اورخادم اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اوراس سے اس کی رعایا (مالک کے مال) کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا گمان یہ ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا اورآدمی اپنے والد کے مال کا نگران ہے، اوراس سے اس کی رعایا (والد کے مال) کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اورتم سب نگران ہو اور ہر ایک کی رعایا کے بارہ میں سوال کیا جائے گا (ترجمہ ختم)

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

---

[1] قال العلماء: الراعی هو الحافظ المؤتمن الملتزم صلاح ماقام علیه، وما هو تحت نظره، ففیه ان کل من کان تحت نظره شیئ فهو مطالب بالعدل فیه، والقیام بمصالحه فی دینه ودنیاه ومتعلقاته (شرح النووی درذیل حدیث نمبر ۳۴۰۸)

اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ فَالْاَمِیْرُالَّذِیْ عَلَی النَّاسِ رَاعٍ وَھُوَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْھُمْ وَالْمَرْأَۃُ رَاعِیَۃٌعَلٰی بَیْتِ بَعْلِھَاوَوَلَدِہٖ وَھِیَ مَسْئُوْلَۃٌ عَنْھُمْ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیِّدِہٖ وَھُوَمَسْئُوْلٌ عَنْہُ .اَلَافَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ (مسلم حدیث نمبر ۳۴۰۸ واللفظ لہٗ، بخاری حدیث نمبر ۲۳۶۸،ابوداؤد حدیث نمبر ۲۵۳۹،ترمذی حدیث نمبر ۱۶۲۷،مسند احمد حدیث نمبر ۴۲۶۶)

ترجمہ: آگاہ ہوجاؤ! کہ تم سب راعی (نگران وذمہ دار) ہو، اورتم سب سے اپنی رعایا (زیرِنگرانی وذمہ داری) کے بارے میں (قیامت کے دن) سوال کیا جائے گا، پس لوگوں کا امیرنگران ہے، اوراس سے اپنی رعایا (لوگوں) کے بارہ میں سوال کیا جائے گا، اورآدمی اپنے گھر والوں کا نگران ہے، اوراس سے گھر والوں کے بارہ میں سوال کیا جائے گا، اورعورت اپنے شوہر کے گھر اورشوہر کی اولاد کی نگران ہے، اوراس سے ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اورغلام اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اوراس سے مالک کے مال کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔خبردار ہوجاؤ کہ تم سب نگران ہواورتم سب سے اس کی نگرانی وذمہ داریوں کے بارہ میں سوال کیا جائے گا (ترجمہ ختم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی بھی عہدہ ومنصب ایک ذمہ داری کا معاملہ ہے، لہٰذا جب اس عہدے ومنصب کو اَحسن طریقے پر نباہنے اور چلانے کی استعداد وقابلیت نہ ہو، یا استعداد وقابلیت تو ہومگر امانت ودیانت اور خدا خوفی کا فقدان ہوتو ہرگز بھی اس عہدے ومنصب کو اختیار نہیں کرنا چاہیے، اور جب یہ دونوں صفات موجود ہوں، خواہ کسی عزیز وقریب میں ہوں، یا اجنبی میں، تو پھر کسی عہدے ومنصب کو سنبھالنے میں حرج نہیں بلکہ بعض جہات سے عزیز وقریب میں ان صفات کا پایا جانا زیادہ مؤثر وکارآمد ہے

(کمامرّ بحوالۃ معارف القرآن)

لہٰذا دینی اداروں اور مدرسوں کے اہتمام اوراسی طریقے سے مساجد کی امامت وخطابت کووراثت کی چیز سمجھنا بہت بڑا جُرم ہے، اور کیونکہ ان عہدوں اور منصبوں سے قوم کا اجتماعی حق وابستہ ہوتا ہے، اس لیے ان میں خیانت کا ارتکاب کرنا کوئی عام جُرم نہیں ہوگا، بلکہ اجتماعی جُرم ہوگا، جس کی تلافی ومعافی آسان کام نہیں

علم کے مینار مولانا محمد امجد حسین

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

سرگذشت عہدِ گُل (قسط۹)

(سوانح حضرتِ اقدس مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم)

مضمون کا درجِ ذیل حصہ مفتی صاحب موصوف کا خودنوشتہ ہے

(۳)......حضرت مولانا محمد یامین صاحب جلال آبادی رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد یامین صاحب جلال آبادی رحمہ اللہ جو کہ وصال پاچکے ہیں،ان سے بھی مجھے شرفِ تلمذ حاصل ہوا۔ مولانا موصوف بھی ایک ذی استعداد اور باصلاحیت عالمِ دین تھے،اور آپ ارائیں برادری سے تعلق رکھتے تھے اور کچھ کھیتی باڑی کا مشغلہ بھی رکھتے تھے اور قصبہ جلال آباد کے ہی متوطن تھے۔

آپ کو وعظ وتقریر پر بڑا ملکہ حاصل تھا،جس کی وجہ سے آپ کو مختلف مقامات پر منعقد ہونے والے دینی جلسوں میں مدعو کیا جاتا تھا،قصبہ تھانہ بھون میں مدرسہ امداد العلوم اور قصبہ کی عیدگاہ میں عیدین کی نماز سے پہلے آپ کا ایک عرصہ تک بیان ہوتا تھا۔

مصروفیت کے باعث آپ کو درسی کتابوں کا سبق پڑھانے سے پہلے مطالعہ کا وقت تو کم ہی ملتا تھا،لیکن آپ کی قوتِ حافظہ اور مطالعہ کی رفتار بہت تیز تھی،جس کے نتیجہ میں آپ سبق پڑھاتے پڑھاتے حواشی سے استفادہ کرتے ہوئے اس تسلسل اور روانی کے ساتھ سبق پڑھادیا کرتے تھے کہ طلبہ کو اس کا احساس بھی نہیں ہوتا تھا،اور جن طلبۂ کرام کو اس کا علم تھا،ان کے لئے یہ حواشی کے حل ہونے کا بہت اچھا ذریعہ ہوتا تھا۔

مولانا موصوف سے ایک عرصہ تک بندہ کا قریبی تعلق رہا،اور کئی مرتبہ مختلف جلسوں میں مولانا مجھے ساتھ لے گئے۔ اور مجھ سے ایک مرتبہ جلسہ میں مختصر تقریر بھی کرائی تھی،میری کسی بھی مجمع میں پہلی تقریر تھی،مولانا موصوف اس وقت اسٹیج پر میرے پیچھے کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے اور مجھے اپنے سامنے کھڑا کر کے اسپیکر میں تقریر کرا رہے تھے،جہاں میں تقریر میں اٹکتا تھا،ساتھ ہی پیچھے سے لقمہ بھی دیئے جاتے تھے،جس سے مجھے کچھ حوصلہ پیدا ہوا،اور آئندہ کے لئے کچھ آسانی پیدا ہوگئی تھی۔

مولانا موصوف بھی چائے کا کچھ شوق رکھتے تھے،اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ چائے پیتے جاتے

Idara Ghufran

تھے اور سبق پڑھاتے جاتے تھے، مگر چائے پینے کی وجہ سے سبق کی روانی میں خلل محسوس نہیں ہوتا تھا، سبق کی تقریر کرتے وقت درمیان میں سانس لیتے وقت جلدی سے چائے کی چسکی بھرلیا کرتے تھے۔

مولانا موصوف سے میں نے جلالین شریف دوسری جلد اور حماسہ وغیرہ پڑھی ہیں۔

مولانا موصوف بہت زیادہ منکسر المزاج تھے اور طلبہ کرام کے ساتھ گھل مل کر اور بے تکلف ہو کر رہتے تھے اور قصبہ میں آپ کو غیر معمولی مقبولیت حاصل تھی۔

مختلف لوگوں کے تنازعے اور جھگڑے سلجھانے اور ختم کرنے کی صلاحیت بھی اللہ تعالیٰ نے بہت اعلیٰ عطا فرمائی تھی، جس کی وجہ سے آپ کے پاس لوگوں کے مختلف تنازعات صلح وصفائی کے لئے پیش ہوتے رہتے تھے۔

میری مدرسہ سے فراغت کے بعد ان کا انتقال ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت اور درجات بلند فرمائیں۔آمین۔

(۴)......شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب مدظلہم

اس وقت مدرسہ کے شیخ الحدیث کے عہدہ پر حضرت مولانا یٰسین صاحب مدظلہم فائز تھے، جو تادمِ تحریر بحمد اللہ تعالیٰ حیات ہیں، اور بعض ذرائع سے شنید ہے کہ اس وقت مولانا موصوف پر ضعف کا غلبہ ہے، اور مستقل تدریس کا مشغلہ ترک فرما دیا ہے، البتہ قصبہ میں واقع آپ کی رہائش گاہ پر اصلاحی مجالس کا قیام ہوتا ہے۔واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

مولانا موصوف دراصل حضرت مولانا مفتی نصیر احمد صاحب رحمہ اللہ کے ہم عصر ساتھیوں میں سے ہیں، آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے حافظہ بڑا عالیشان عطا فرمایا تھا۔اور آپ کو بھی حضرت مفتی نصیر احمد صاحب رحمہ اللہ کی طرح درسِ نظامی کے تقریباً تمام علوم پر غیر معمولی دسترس حاصل تھی۔

اور آپ کے پاس اسباق کی تعداد بھی غیر معمولی ہوا کرتی تھی، اور مختلف فنون کی مشکل کتابیں آپ کے حصہ میں آیا کرتی تھیں، ہماری طالب علمی کے زمانے میں مولانا موصوف نے اپنے آپ کو درس وتدریس کے لئے پوری طرح وقف کیا ہوا تھا، دورہ شریف کے اسباق ویسے ہی دوسرے درجات کے مقابلہ میں زیادہ وقت تک جاری رہتے ہیں۔اوپر سے اسباق کی تعداد بھی زیادہ ہو تو پھر انسان کو دوسرے کاموں کی فرصت کیسے ہوسکتی ہے؟ اسی کے ساتھ قصبہ کی ایک مسجد میں مولانا موصوف امامت بھی فرمایا کرتے تھے، اور قصبہ کے مختلف لوگ آپ کے پاس دم درود اور تعویذ وغیرہ کے لئے بھی آتے تھے۔معلوم نہیں کہ مولانا

موصوف مطالعہ کس وقت میں اور کیا کرتے ہوں گے۔

مولانا موصوف سبق پڑھاتے وقت اس میں اتنا منہمک ہو جایا کرتے تھے کہ دائیں بائیں کی خبر بھی نہیں رہتی تھی، اور اکثر دونوں آنکھیں بند کر کے سبق پڑھایا کرتے تھے، درمیان درمیان میں آنکھیں کھولتے بھی رہتے تھے، اور بعض اوقات ایک آنکھ تھوڑی سی کھول کر دیکھ لیا کرتے تھے، لیکن آنکھیں بند ہونے کے باوجود آپ کا چہرہ دائیں بائیں اور سامنے تمام طلبہ کی طرف باری باری سلیقے سے گھومتا رہتا تھا، اور کسی بھی طرف منہ کرنے کی حالت میں اچانک دونوں یا ایک آنکھ کھول لیا کرتے تھے، جس کے نتیجہ میں آپ کے سبق میں موجود تمام طلبہ چوکنے رہتے تھے اور کوئی حرکت وشرارت وغیرہ کرنے سے اس ڈر سے باز رہتے تھے کہ کہیں اس کی طرف منہ کرنے کی حالت میں آنکھیں نہ کھول لیں اور اس کی حرکت سے آگاہ نہ ہو جائیں۔

سردیوں کی راتوں میں خصوصاً سال کے آخری حصہ میں رات کو بارہ بارہ بجے تک بخاری شریف کا درس جاری رہتا تھا۔ اور اس دوران مولانا موصوف آنکھیں بند کر کے گہری نیند سو رہے ہوتے تھے، لیکن ہاتھوں اور چہرے کی حرکت جاری رہتی تھی، مگر ان سب باتوں کے باوجود آپ کے سبق کی روانی اور بیان میں کسی قسم کا خلل محسوس نہیں ہوتا تھا، اور طلبۂ کرام آپ کے اس عمل کو آپ کی کرامت سے تعبیر کیا کرتے تھے، اور آپ کے گہری نیند میں ہونے کا علم ایک تو اس طرح ہوتا تھا کہ جب آپ ایک طویل وقت گزرنے کے بعد آنکھیں کھولتے تھے تو آپ کی آنکھیں نیند سے بیدار ہونے کی گواہی دے رہی ہوتی تھیں، دوسرے جب آپ کو آنکھیں بند کئے ہوئے لمبا وقت گزر جاتا تھا، تو آپ کو آزمانے کے لئے بعض طلبہ زور سے کھانس دیا کرتے تھے یا کوئی اور کھٹکا کر دیا کرتے تھے، جس سے فوراً ہڑبڑا کر آپ بیدار ہوتے تھے اور معلوم کرتے تھے کہ کیا ہوا، یا کبھی کہتے تھے کہ ''ہیں'' اور اس طرح بیدار ہونے کی صورت میں آپ کی تقریر کا تسلسل ٹوٹ جاتا تھا۔

اور پھر آپ طلبہ سے معلوم کرتے تھے کہ میں کیا کہہ رہا تھا، لیکن یقین جانئے کہ ان کی نیند کے وقت کی جانے والی تقریر کو مختلف طریقوں سے آزمایا گیا اور دیکھا گیا وہ بالکل صحیح ہوتی تھی، اور یوں لگتا تھا، جیسا کہ مولانا کی زبان اور اعضاء احادیث اور ان کی شرح اور دیگر شرعی مضامین کے گویا کہ حافظ ہو چکے ہیں جو مولانا کا دماغ سو جانے کے باوجود بھی سبق پڑھانے میں مصروف ہیں۔

پھر مولانا خواہ رات کو ایک بجے گھر جائیں یا دو بجے صبح تہجد میں اٹھ کر اپنے معمولات شروع فرما دیا کرتے

تھے جو پھر شام بلکہ رات تک جاری رہتے تھے، دوپہر میں سونے کا مولانا کو موقع کہاں ملتا تھا؟ بس اسباق پڑھاتے پڑھاتے جو نیند پوری کرلی تو کرلی، ورنہ مستقل بستر پر لیٹ کر سونے کی نوبت تو رات کے کسی حصہ میں ہی آتی تھی اور وہ بھی زیادہ دیر کے لئے نہیں۔

ایک صوفی، محقق، مفسر، محدث، فقیہ، منطقی، فلسفی اور نحوی وعرفی اور کیا کچھ کہا جائے سب کچھ ہونے کے باوجود مولانا موصوف کی سادگی اور مسکینیت کا یہ عالم تھا، کہ نہ لباس کی پرواہ ہے کہ کیسا ہے کیسا نہیں نہ کھانے کی پرواہ ہے کہ کیا ملا اور کیا نہیں، نہ کسی سے کوئی شکوہ ہے، اور نہ شکایت، اور نہ کسی سے جھگڑا ہوا اور نہ کسی کا برائی کے ساتھ تذکرہ، گویا کہ آپ نے ماسویٰ اللہ سے اپنا تعلق ختم کرلیا ہے اور جو ہے بھی وہ بھی صرف اللہ کے لئے اور حقوق کی ادائیگی کے لئے بقدرِ ضرورت اور بوقتِ ضرورت۔

پھر مولانا موصوف کا اندازِ بیان اور اندازِ کلام جو ہوتا تھا اس سے بھی پوری طرح مسکنت کے ساتھ ساتھ مضمون کی پوری ترجمانی ہوتی تھی، جہاں عاجزی وانکساری والا مضمون آتا وہاں آپ کی آواز اور جسم میں ایسی حلاوت والی عاجزی پیدا ہوتی کہ دل کھنچتے اور بچھتے چلے جاتے تھے اور جہاں جلالی مضامین کا تذکرہ آتا وہاں آواز بھی جلالی اثر ظاہر ہوجاتا تھا، جس سے سامعین کے دلوں میں اپنے اپنے حسبِ توفیق لرزہ پیدا ہوجاتا تھا، اور لگتا تھا کہ آپ اپنے ہر انداز سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ترجمانی فرمارہے ہیں اور حلِ سبق کے ساتھ احادیث کی ایسی دلنشیں تقریر فرماتے تھے کہ لگتا تھا کہ گویا کہ انہوں نے دین کو عین الیقین کے ساتھ حاصل کیا ہے، اور جہاں کہیں احادیث کے راویوں پر کلام آتا تھا تو بڑے بڑے محدثین کی یاد تازہ ہوجاتی تھی، غرضیکہ آپ اپنے زمانے کے ایک کامل شیخ الحدیث واستاذ الفنون کہلانے کے مستحق تھے۔ (جاری ہے............)

تذکرۂ اولیاء امتیاز احمد

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ (دوسری وآخری قسط)

معمولات: ہر شب کو علاوہ دیگر معمولات کے تین ہزار مرتبہ درود شریف بھی آپ کا معمول تھا، نکاح کے زمانہ میں بیوی کی ملاطفت کو مقدم سمجھ کر دو تین روز نہیں پڑھ سکے، کہ انیس احمد نے (جو کہ حضرت کا خادم تھا) ایک خواب دیکھا کہ ایک بڑا عالیشان محل ہے اس کے باہر ایک بڑا مجمع اکٹھا ہو رہا ہے، لیکن اندر کوئی نہیں جاتا، ایک سفید پوش بزرگ ہیں جو اندر باہر آتے جاتے ہیں، تحقیق سے معلوم ہوا کہ مکان میں حضور اقدس فخرِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، اور یہ بزرگ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں جو باہر والوں کے پیغام اندر لے جاتے ہیں، ان انیس احمد نے بھی تمنائے زیارت کا اظہار کیا، اور اجازت کی درخواست پیش کی، وہاں سے حکم ہوا کہ تم میں ابھی زیارت کی اہلیت نہیں، البتہ قطب الدین سے سلام کہو اور یہ کہو کہ تین دن سے تمہارا تحفہ نہیں پہنچا۔

حضرت کا معمول تھا کہ سو (۱۰۰) رکعت روزانہ پڑھتے تھے، گویا یہی آپ کا تحفہ تھا، آپ پر استغراق کا غلبہ رہتا تھا، کوئی شخص جب حاضر ہوتا تو آپ کو دیر تک اس کے آنے کا علم نہیں ہوتا تھا۔

کاکی لقب مشہور ہونے کی وجہ تسمیہ: آپ کا لقب کاکی اس وجہ سے مشہور ہوا کہ جب آپ دہلی میں قیام پذیر تھے تو کسی سے کوئی چیز بھی قبول نہیں فرماتے تھے اور مستغرق رہتے تھے، ان دنوں کوئی خادم اور نوکر بھی نہیں تھا، ایک مسلمان شرف الدین نامی آپ کا ہمسایہ تھا اور اس کی عورت کبھی کبھی آپ کی اہلیہ کے پاس آتی تھی، ایک مرتبہ حضرت کے یہاں کھانے کے لئے کوئی چیز نہیں تھی، ایک دو وقت کے فاقے بھی ہو چکے تھے، حضرت کی اہلیہ نے اس عورت سے نصف ٹنکہ (سکّے کی کوئی مقدار) یا کم وبیش قرض لیا، ایک روز اس عورت نے اہلیہ محترمہ سے کہا کہ اگر ہم تمہیں قرض نہ دیں تو تم بھوکے مر جاؤ، یہ بات اہلیہ کو ناگوار گزری، اور عہد کرلیا کہ آئندہ ہرگز قرض نہیں لیں گے، ایک دن فرصت پا کر حضرت سے بھی یہ بات عرض کر دی، حضرت نے تھوڑی دیر سوچ کر فرمایا کہ اس عورت سے آئندہ کوئی چیز نہ لینا، اور ایک طاق (الماری) کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ضرورت کے وقت بسم اللہ پڑھ کر اس میں سے کاک نکال

Idara Ghufran

لیا کرو، اور جس کو چاہو دیدیا کرو، چنانچہ اہلیہ محترمہ اس میں سے کاک نکالتی رہتیں اور بانٹ دیا کرتیں، اسی لیے قطب الدین بختیار کاکی کے نام سے مشہور ہوئے۔ [۱]

استغناء: استغناء کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ سلطان شمس الدین التمش نے کسی کے ذریعہ سونے چاندی کے بہت سے ٹنکے (توڑے) بھیجے، تو حضرت نے ان کو دیکھا اور کہا کہ تم سلطان کے پاس واپس لے جاؤ، اور کہنا کہ میں ان کو اپنا دوست سمجھتا تھا لیکن وہ دشمن نکلے، یہ مال و دولت اللہ کے دوستوں کے بجائے اس کے دشمنوں کو دو (روضۃ الاقطاب)

ایک مرتبہ سلطان کا وزیر بھی کچھ گاؤں کی جاگیر آپ کو ہدیہ کرنے کیلئے حاضرِ خدمت ہوا اور قبول کرنے کی درخواست کی، لیکن خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ہمارے بڑوں نے کسی سے جاگیر قبول کی ہوتی تو ہم بھی قبول کر لیتے، اگر آج ہم یہ جاگیر لے لیتے ہیں تو قیامت کے دن اپنے خواجگان کو کیا منہ دکھائیں گے؟

تعلیمات: حضرت کی چند مجالس کے ملفوظات جن کو حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ نے جمع کیا ہے، راہِ سلوک طے کرنے والوں کے لئے بہت مفید ہیں، مثلاً سالک کم کھائے، اگر وہ پیٹ بھرنے کے لئے کھاتا ہے تو وہ نفس پرست ہے، کھانا صرف عبادت کی قوت کو قائم رکھنے کے لئے کھائے، اس کے لباس میں نمائش نہ ہو، اگر وہ کھانے کے لئے لباس پہنتا ہے تو راہِ سلوک کا راہزن ہے، کم کھائے، کم بولے، آلائش دنیا سے پاک رہے، حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ نے ستّر (۷۰) سال تک عبادت کی مگر جب مقامِ قُرب آیا تو ان کو قربت محض اس وجہ سے حاصل ہوسکی کہ ان کے پاس مٹی کا جو کوزہ اور چمڑے کا جو خرقہ تھا ان کو پھینک دیا تو یہ درجہ حاصل ہوا۔

سالک اور محبتِ الٰہی: سالک ہر وقت محبتِ الٰہی میں غرق رہے اور اس کا یہ حال ہو کہ اگر اسکے سینہ میں زمین و آسمان بھی داخل ہو جائیں تو اس کو خبر نہ ہو، اگر سالک راہِ سلوک کی تکلیف میں فریاد کرتا ہے تو محبت کا دعویدار نہیں ہوسکتا، بلکہ کاذب (جھوٹا) اور دروغ گو ہے، سچّی دوستی یہ ہے کہ جو کچھ دوست کی جانب سے پہنچے اس کو نعمتِ غیر مترقبہ سمجھے کہ اس بہانہ سے دوست نے اس کو یاد تو کیا، چنانچہ رابعہ بصری رحمہا اللہ پر جس دن مصیبت آتی تھی، وہ نہایت خوش ہوتی تھیں اور جس دن مصیبت نہ پہنچتی وہ بہت رنجیدہ خاطر رہتیں کہ دوست نے ان کو یاد نہیں کیا، حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ بھی فرماتے تھے کہ محبت کا دعویٰ اسی کو کرنا

---

[۱] لغت میں کاک کا معنیٰ روغنی ٹکیہ، گندم، خاک اور روپے پیسے کے سکّے پر بھی بولا جاتا ہے، غالباً آج جو کیک کہلاتا ہے یہ اسی کاک کا بدلا ہوا تلفظ ہے۔

چاہیے جو دوست کی بلا پر صبر کر سکے، کیونکہ دوست کی بلا دوست کے واسطے نعمت ہے جس دن یہ بلا نازل نہ ہو، سمجھنا چاہیے کہ یہ نعمت اس سے لے لی گئی، کیونکہ راہِ سلوک میں نعمت، دوست کی بلا (یعنی ابتلاء وآزمائش اور رفع درجات کے لئے کوئی بھی چھوٹی بڑی ناگوارِ طبع حالت) ہی کو کہتے ہیں (فوائد السالکین)

شریعت کی پابندی: حضرت قطب الدین صاحب نے شریعت کی پابندی سالک کے لئے لازمی قرار دی ہے، سالک کسی حال میں بھی ہو اس کا کوئی فعل شریعت کے خلاف نہ ہونا چاہیے، چنانچہ وہ خود جب کبھی عالم سکر میں ہوتے تو نماز کے وقت ہوش میں آجاتے اور نماز کے سوا حالتِ سکر طاری رہتی،

وفات: آپ کو سماع کا شوق تھا لیکن سماع کو چند شرائط کے ساتھ جائز قرار دیتے تھے۔ [1]

---

[1] سماع کی چند شرائط ہیں، مبتدی نہ ہو، گانے بجانے کا سامان مثلاً ڈھول، سارنگی باجا وغیرہ نہ ہو، نہ ہی کوئی خلاف شرع کلام واشعار ہوں، اشعار کہنے والا لڑکا یا عورت نہ ہو، اور اس مجلس میں کوئی شخص دوسرے مزاج و مذاق کا نہ ہو، (یعنی راہ سلوک کا سچا سالک ہو عام شخص نہ ہو) نفسانی غرض سے نہ سنا جائے، عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ عارف (حق کو پہچاننے والے) کے سوا دوسرے کے لیے صحیح نہیں (ص ۲۲۵)

چنانچہ مولانا جامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

زندہ دلاں مُردہ تناں راروا ست　　　مُردہ دلاں زندہ تناں راخطاست

ترجمہ: جن کے دل (بوجہ تعلق مع اللہ) زندہ ہوں اور بدن مردہ ہوں (یعنی نفس اور اس کے تقاضے مضمحل ہو چکے ہوں) ان کے لئے (سماع) جائز ہے اور جن کے دل مردہ اور بدن زندہ ہوں ان کے لئے سننا غلطی ہے (ترجمہ ختم)

اور اب چونکہ ہر قسم کے لوگ نفسانی اغراض سے جمع ہوتے ہیں اور طرح طرح کی منکرات وخرافات ان مجلسوں میں ہوتی ہیں، اور بزرگوں کے طریقے کی بدنامی کرتے ہیں، اگر اُس وقت یہ لوگ ہوتے تو یقیناً صوفیاء اور مشائخ بھی اس سماع کو جائز نہ کہتے۔

اور صوفیاء ومشائخ جو سنتے تھے وہ اتفاقاً جب سماع کی طرف رغبت ہوئی تو سن لیا، نہ یہ کہ اسکی عادت اور معمول بنالیا (عوارف المعارف) اور سننے والوں کی بھی یہ حالت ہوتی تھی کہ جس کے بارے میں خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل سماع اس گروہ کے لوگ ہیں کہ جب وہ سماع وتحیر میں مستغرق ہوتے ہیں تو ایسے بے خبر ہو جاتے ہیں کہ اگر ان کے سروں پر لاکھ تلواریں چلیں تو ان کو ذرّہ برابر خبر نہ ہو،

اہلِ حق مشائخ کا سماع فقہاء کرام کی نظر میں: سماع اگرچہ شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے بھی کیا جائے تب بھی فقہاء اس کو حرام کہتے ہیں، کیونکہ سماع کی خاصیت ہے کہ وہ کیفیتِ موجودہ کو قوی کر دیتا ہے، وہ جانتے ہیں کہ اگر سماع کی بھی اجازت دیدی جائے گی تو ان میں جو کیفیت اس وقت موجود ہے اسکو قوت ہوگی اور زیادہ تر نفس میں شر ہے اسکو قوّت ہو کر وہ مفاسد کی طرف پہنچائے گا کیونکہ عوام میں شہوت اور نفس کی خواہش غالب ہے سماع سے اس میں اور ہیجان ہوگا، قوت بڑھ جائے گی اور اس سے سخت مفاسد پیدا ہونگے، اسی لئے علماء نے کہا ہے ''اَلْغِنَاءُ رُقْیَۃُ الزِّنَا'' گانا زنا کا منتر ہے

فقہاء منتظم ہیں: فقہاء چونکہ منتظم ہیں اس لئے وہ بعض ایسی چیزوں سے بھی منع کر دیتے ہیں جس میں فی الوقت شرعاً کچھ گنجائش بھی ہو سکتی ہے، لیکن آگے چل کر وہ بدعات ومنکرات اور مختلف محرمات میں مبتلا ہونے کا ذریعہ ہو جائے گا، جس طرح وباء مثلاً ہیضہ وغیرہ کے زمانے میں ڈاکٹر کھیرے ککڑی وغیرہ کھانے سے مطلقاً منع کر دیتے ہیں، اگرچہ تھوڑی مقدار مضر نہیں ہوتی، اور صحیح معدہ والے کو زیادہ مقدار بھی مضر نہیں ہوتی،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

ایک مرتبہ کسی سے یہ شعر سنا ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است

ترجمہ: تسلیم و رضا کے خنجر سے مارے ہوؤں کو ،غیب سے دوسری نئی جانیں مل جاتی ہیں (ترجمہ ختم)

یہ سن کر حضرت چار دن تک بے ہوشی کی حالت میں رہے اور آخر پانچویں دن انتقال فرما گئے ،آپ کا جب وصال ہوا تو خواجہ شمس الدین التمش سلطان دہلی نے آپ کو غسل دیا ،اس کے بعد آپ کے خلیفہ خواجہ ابوسعید تبریزی نے حضرت کی یہ وصیت سنائی کہ میرے جنازہ کی نماز وہ شخص پڑھائے جس نے کبھی حرام کے لئے کمر بند نہ کھولا ہو ،سنتِ عصر اور تکبیر اولیٰ جماعت کی کبھی فوت نہ کی ہو ، یہ سن کر تھوڑی دیر سکتہ کا عالم رہا ، اس کے بعد سلطان شمس الدین آگے بڑھے اور فرمایا کہ میرا دل چاہتا تھا کہ کوئی شخص میرے حال پر مطلع نہ ہو مگر حضرت شیخ نے اظہار فرمادیا۔ ؎

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند در شہنشاہی فقیری کردی اند

ترجمہ: ’’وہ مسلمان کہ جنہوں نے حکمرانی کی ہے، انہوں نے بادشاہت میں بھی فقیری اختیار کی ہے‘‘

حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے اپنے ایک ملفوظ میں اس قصّہ کو ان الفاظ سے ذکر فرمایا ہے ،حضرت شیخ نے یہ وصیت کی تھی کہ میری نماز جنازہ وہ شخص پڑھائے جس کی ساری عمر نامحرم پر نظر نہ پڑی ہو ، بڑے بڑے لوگ موجود تھے ،اور سب حیران تھے کہ ایسے شخص کو کہاں سے لائیں ،آخر کار جب لوگ مایوس ہوگئے تو مجبوراً سلطان التمش کو ظاہر کرنا پڑا اور فرمایا کہ صاحبو! اگر حضرت ارشاد نہ فرماتے تو کبھی میں ظاہر نہ کرتا ، مگر جب شیخ ہی نے پردہ فاش کر دیا تو کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت مجھ کو نصیب کی ہے ،اس کے بعد انھوں نے شیخ کے جنازہ کی نماز پڑھائی (ماخوذ از القول الجلیل ،تاریخ صوفیاء ،اولیائے پاک و ہند ،تاریخ مشائخ چشت)

﴿گزشتہ صفحے کا باقی حاشیہ﴾ لیکن ڈاکٹر اس تفصیل سے منع کرے گا تو کوئی بھی اس کے کھانے سے باز نہ آئے گا ، ہر شخص اپنے کو صحیح المعدہ سمجھنے لگے گا اور کثیر مقدار کو بھی قلیل ہی کہے گا ،اس لئے انتظام کا مقتضیٰ یہی ہے کہ وباء کے زمانہ میں کسی کو بھی کھیرے ککڑی وغیرہ کی اجازت نہ دی جائے ۔یہی حالت فقہاء کی ہے کہ حضرات صوفیاء نے جس سماع کو اختیار کیا تھا اور شرعاً اس میں گنجائش بھی تھی مگر فقہاء نے انتظاماً اس سے بھی منع فرمادیا اور تاریخ شاہد ہے کہ بزرگوں کے بعد جاہل و نااہل صوفیوں اور حرص و ہوا کے بندوں نے بندروں کی سی نقالی کرتے ہوئے بزرگوں کا نام استعمال کر کے ہر طرح کی خرافات و محرمات کو ان مجلسوں میں شامل کر دیا (شریعت و طریقت)

لہذا اس کے ناجائز ہونے پر ائمہ اربعہ کا اجماع ہے اسلاف میں سے اگر کسی نے اضطراری اور خصوصی حالت کی وجہ سے سماع سن لیا تو ان کا یہ فعل (قوالی وغیرہ سننے کے لیے) حجت نہیں بن سکتا ، حجت شرعیہ تو قرآن ہے حدیث شریف ہے ،اور ان دونوں کی تشریح و تفصیل فقہ ہے اور بس (فتاوی محمودیہ ۴/۴۵۵)

پیارے بچو! حافظ محمد ناصر

بچو! اپنے ماحول کو صاف سُتھرا رکھو!

پیارے بچو! ہمارے مذہب اسلام میں صفائی سُتھرائی کو بہت پسند کیا گیا ہے۔
ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اسلام صاف ہے، تم بھی صاف سُتھرے رہو، اس لیے کہ جنت میں صاف سُتھرے لوگ ہی داخل ہوں گے۔ [1]

بچو جس طرح اپنا چہرہ، منہ، ہاتھ، پاؤں اور پورا جسم صاف سُتھرا رکھنا اچھی بات ہے، اسی طرح اپنے رہنے کی جگہ گھروں، گلیوں کو صاف سُتھرا رکھنا بھی اچھی بات ہے، اس لیے اپنے گھر کو، سبق پڑھنے کی جگہ کو اور راستوں اور گلیوں کو بھی صاف سُتھرا رکھنا چاہیے۔

جو بچے صفائی سُتھرائی کو پسند کرتے ہیں، اُن کا ہر کام صاف سُتھرا اور پسندیدہ ہوتا ہے۔

لیکن کچھ بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے اردگرد کے ماحول کو صاف سُتھرا نہیں رکھتے، بلکہ بازاروں سے کھانے پینے کی چیزیں اور گولیاں ٹافیاں خرید لیتے ہیں، اور پھر اُن چیزوں کے چھلکے گھر میں، راستوں میں یا کسی بھی جگہ پھینک دیتے ہیں۔

ایسی حرکتوں سے گھر میں صفائی کرنے والوں یا خود اُن کی اپنی والدہ کو تکلیف ہوتی ہے، بعض بچے پھل وغیرہ کھا کر اُن کے چھلکے گھر میں یا راستے میں پھینک دیتے ہیں، اس سے دوسروں کو تکلیف پہنچ سکتی ہے، اور کبھی ایسی حرکتوں سے خود کو بھی تکلیف پہنچ جاتی ہے۔

اچھے بچے کوڑا کرکٹ وغیرہ کوڑے دان یعنی ڈسٹ بن میں پھینکتے ہیں، اس لیے تمہیں بھی چاہیے کہ جو بھی کوڑا کرکٹ ہو، اُسے کوڑے دان میں ہی پھینکا کرو، اور راستوں میں کوڑا ڈال کر کسی کو بھی تکلیف نہ دیا کرو **بچو!** تم جانتے ہو کہ کسی کو تکلیف پہنچانا بہت گندی بات ہے، جیسے تم چاہتے ہو کہ تمہیں کوئی تکلیف نہ دے اسی طرح تمہیں اس کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ تم سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

---

[1] معجم اوسط طبرانی، حدیث نمبر ۵۰۵۰۔

بزمِ خواتین

مفتی ابوشعیب

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

خواتین کے لباس کے شرعی احکام (قسط۳)

زیب وزینت والا لباس پہننا

معزز خواتین! اعضائے مستورہ کو چھپانے اور گرمی وسردی سے جسم کی حفاظت کے علاوہ لباس پہننے کا ایک مقصد اپنے جسم کی آرائش بھی ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے سورۃ اعراف کی درج ذیل آیت میں اشارہ فرمایا ہے۔

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا (سورۃ اعراف آیت نمبر ۲۶)

ترجمہ: اے اولادِ آدم ہم نے تمہارے لئے ایسا لباس پیدا کیا ہے جو تمہارے ستر کو چھپاتا ہے اور زینت کا باعث بھی ہے''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ لباس میں زیب وزینت کا لحاظ رکھنا بھی ایک درجے میں مطلوب ہے۔

چنانچہ اس آیت کریمہ میں لفظ ''ریش'' کے بارے میں مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''ریش اس لباس کو کہا جاتا ہے جو آدمی زینت وجمال کے لئے استعمال کرتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ صرف ستر چھپانے کے لئے تو مختصر سا لباس کافی ہوتا ہے مگر ہم نے تمہیں اس سے زیادہ لباس اس لئے عطا کیا کہ تم اس کے ذریعہ زینت وجمال حاصل کر سکو اور اپنی ہیئت کو شائستہ بنا سکو'' (معارف القرآن ج۳ ص۵۳۳)

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم لفظ ریش کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''لباس کا دوسرا مقصد اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ ''ریشا'' یعنی ہم نے اس لباس کو تمہارے لئے زینت کی چیز اور خوبصورتی کی چیز بنائی ایک انسان کی خوبصورتی لباس میں ہے لہٰذا لباس ایسا ہونا چاہئے کہ جسے دیکھ کر انسان کو فرحت ہو، بدہیئت اور بے ڈھنگا نہ ہو جس کو دیکھ کر

دسروں کو نفرت اور کراہت ہو بلکہ ایسا ہونا چاہئے جس کو دیکھ کر زینت کا فائدہ حاصل ہو سکے۔'' انتہی بلفظہٖ (اصلاحی خطبات ج۵ص۲۷۶)

حضرت مولانا منظور نعمانی صاحب رحمہ اللہ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس آیت میں لباس کے دو خاص فائدے ذکر کئے گئے ہیں ایک ستر پوشی یعنی انسانی جسم کے ان حصوں کو چھپانا جن پر غیروں کی نظر نہیں پڑنی چاہئے اور دوسرے زینت وآرائش یعنی یہ کہ دیکھنے میں آدمی بھلا اور آراستہ معلوم ہو اور جانوروں کی طرح ننگ دھڑنگ نہ پھرے''

(معارف الحدیث ج۶ص۲۸۳)

لباس میں زیب وزینت کا لحاظ رکھنے سے متعلق بعض احادیث کی تشریح

بعض احادیث سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ لباس خوبصورت اور صاف ستھرا ہونا چاہئے۔

عَنْ اَبِیْ مَطَرٍ اَنَّ عَلِیّاً اِشْتَریٰ ثَوْباً بِثَلٰثَۃِ دَرَاھِمَ فَلَمَّا لَبِسَہٗ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَزَقَنِیْ مِنَ الرِّیَاشِ مَا اَتَجَمَّلُ بِہٖ فِی النَّاسِ وَاُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ ثُمَّ قَالَ ھٰکَذَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ (رواہ احمد)

حضرت ابو مطر (تابعی) سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین درہم میں ایک کپڑا خریدا اور جب اسے پہنا تو کہا:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِی رَزَقَنِیْ مِنَ الرِّیَاشِ مَا اَتَجَمَّلُ بِہٖ فِی النَّاسِ وَاُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ

حمد وشکر اس اللہ کے لئے جس نے مجھے یہ لباس زینت عطا فرمایا جس سے میں لوگوں میں آرائش حاصل کرتا ہوں اور اپنی ستر پوشی کرتا ہوں۔

پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ (کپڑا پہن کر) اسی طرح ان ہی الفاظ میں اللہ کی حمد وشکر کرتے تھے (مسند احمد)

اس کی تشریح میں مولانا موصوف فرماتے ہیں:

''جامع ترمذی میں قریب قریب اسی مضمون کی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے ان دونوں حدیثوں سے اور ان کے علاوہ بھی متعدد احادیث سے معلوم ہوا کہ لباس اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، اس کا شکر ادا کرنا چاہئے اور اس کا اصل مقصد ستر پوشی اور تجمل و

آرائش ہے'' (معارف الحدیث ج۶ص ۲۸۵)

عمدہ لباس پہننے کی صحیح غرض

عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَیَّ ثَوْبٌ دُوْنٌ فَقَالَ لِیْ اَلَکَ مَالٌ؟ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مِنْ اَیِّ الْمَالِ؟ قُلْتُ مِنْ کُلِّ الْمَالِ قَدْ اَعْطَانِیَ اللّٰهُ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْخَیْلِ وَالرَّقِیْقِ قَالَ فَاِذَا اٰتَاکَ اللّٰهُ مَالاً فَلْیُرَیٰ اَثَرُ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَیْکَ وَکَرَامَتِهٖ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنِّسَائِی)

ابوالاحوص (تابعی) اپنے والد (مالک بن فضلہ) سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں بہت معمولی اور گھٹیا قسم کے کپڑے پہنے ہوا تھا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھ سے فرمایا کیا تمہارے پاس کچھ مال ودولت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں (اللہ تعالیٰ کا فضل ہے) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوچھا کہ کس نوع کا مال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے اللہ نے ہر قسم کا مال دے رکھا ہے، اونٹ بھی ہیں، گائے بیل بھی ہیں، بھیڑ بکریاں بھی ہیں، گھوڑے بھی ہیں، غلام باندیاں بھی ہیں، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا جب اللہ نے تم کو مال ودولت سے نوازا ہے تو پھر اللہ کے انعام و احسان اور اس کے فضل وکرم کا اثر تمہارے اوپر نظر آنا چاہئے (مسند احمد، نسائی)

بعض لوگ کنجوسی کی وجہ سے یا طبیعت کے گنوار پن کی وجہ سے صاحبِ استطاعت ہونے کے باوجود بالکل پھٹے حال رہتے ہیں اس حدیث پاک میں ایسے ہی لوگوں کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ جب کسی بندے پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو (یعنی اس کو اللہ تعالیٰ نے مال ودولت کی نعمت سے نوازا ہو) تو اس کو اس طرح رہنا چاہئے کہ دیکھنے والوں کو بھی نظر آئے کہ اس پر اس کے رب کا فضل ہے، یہ شکر کے تقاضوں میں سے ہے (معارف الحدیث ج۶ص ۲۹۶، ۲۹۷ بتغیر قلیل)

اس کے برعکس بعض لوگ غریب ونادار ہوتے ہیں لیکن اپنے آپ کو مالدار اور اونچی سوسائٹی کا فرد ظاہر کرنے کے لئے اپنی حیثیت سے بڑھ کر شاندار اور مہنگا لباس خریدنے اور اس کو مروجہ فیشن کے مطابق سلوانے کے لئے بھاری رقم خرچ کرتے ہیں اور پھر ہر تقریب یا ہر عید کے موقع پر نیا جوڑا پہننے کی فکر میں رہتے ہیں اور پچھلی بار پہنے ہوئے لباس کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں، خصوصاً خواتین ان باتوں میں

پیش پیش رہتی ہیں، حالانکہ یہ بھی حدود سے تجاوز اور قابلِ اصلاح ہے، بس اللہ تعالیٰ نے مالی اعتبار سے جیسی حالت میں پیدا فرمادیا ہے اسی کے مطابق رہنا ہی بندگی کے لائق ہے، بے جا تکلف خواہ افراط کی صورت میں ہو یا تفریط کی صورت میں براہی ہے۔

عمدہ لباس پہننے کی ناجائز غرض

پھر صاحبِ حیثیت مَرد وعورت کو بھی عمدہ لباس پہنتے وقت اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ظاہر کرنا مقصود ہونا چاہئے لوگوں کو دکھانے کی نیت جس کو ریاکاری و دکھلاوا کہا جاتا ہے ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ جو لباس نمود و نمائش یا لوگوں کی نظر میں بڑا بننے کے لئے پہنا جائے وہ باعثِ وبال ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُھْرَۃٍ فِی الدُّنْیَا اَلْبَسَہُ اللّٰہُ ثَوْبَ مَذَلَّۃٍ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗد وَابْنُ مَاجَۃَ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی دنیا میں نمائش اور شہرت کے کپڑے پہنے گا اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت و رسوائی کے کپڑے پہنائے گا (مسند احمد، سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ)

حدیث شریف میں ''ثوب شہرت'' سے مراد وہ لباس ہے جو اپنی شان وشوکت کی نمائش کے لئے اور لوگوں کی نظر میں بڑا بننے کے لئے پہنا جائے اور ظاہر ہے کہ اس کا تعلق آدمی کے دل اور اس کی نیت سے ہے، ایک ہی کپڑا اگر نمود ونمائش کیلئے اور اپنی بڑائی کے مظاہرہ کے لئے پہنا جائے تو گناہ اور اس حدیث کا مصداق ہوگا اور وہی کپڑا اگر اس نیت کے بغیر پہنا جائے تو جائز اور بعض صورتوں میں موجب اجر وثواب ہوگا۔ اور چونکہ ہم بندوں کو کسی کی نیت اور دل کا حال معلوم نہیں اس لئے ہمارے لئے جائز نہ ہوگا کہ کسی کے لباس کو نمود ونمائش اور ریاکاری کا لباس قرار دے کر اس پر اعتراض کریں، ہاں اپنے دل، اپنی نیت، اور اپنے لباس کا محاسبہ کرتے رہیں یہی اس حدیث کا پیغام ہے (معارف الحدیث ج۶ ص۲۸۹، ۲۹۰)

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ اس بارے میں فرماتے ہیں:

''اگر لباس پہننے سے نہ تو آسائش مقصود ہے اور نہ آرائش مقصود ہے بلکہ نمائش اور دکھاوا مقصود ہے تاکہ لوگ دیکھیں کہ ہم نے اتنا شاندار کپڑا پہنا ہوا ہے اور اتنا اعلیٰ درجے کا لباس پہنا ہوا ہے اور یہ دکھانا مقصود ہے کہ ہم بڑی دولت والے بڑے پیسے والے ہیں اور دوسروں پر بڑائی

جتانا، اور دوسروں پر رعب جمانا مقصود ہے یہ سب باتیں نمائش میں داخل ہیں اور حرام ہیں اس لئے کہ نمائش کی خاطر جو بھی لباس پہنا جائے وہ حرام ہے'' انتہی بلفظہٖ (اصلاحی خطبات ج ۵ ص ۲۷۹)

خلاصہ یہ کہ لباس میں ستر پوشی کے ساتھ ساتھ حسبِ حیثیت عمدگی اور آسائش و آرائش کا لحاظ رکھنا بھی شرعاً مطلوب و پسندیدہ عمل ہے لیکن نمائش کی خاطر لباس پہننا قیامت کے دن ذلت و رسوائی کا باعث ہوگا اس لئے نمائش سے بچنا بہت ضروری ہے۔

آرائش کی آڑ میں نمائش

آرائش کی آڑ لے کر نمائش کے تقاضے کو پورا کرنے والے مرد اور عورتیں اس بات کو یاد رکھیں کہ حق تعالیٰ دلوں کے بھید اور ارادے جاننے والے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کس نے آرائش و زیبائش کیلئے لباس پہنا ہے اور کس نے نمائش کے لئے۔

مولانا منظور نعمانی صاحب رحمہ اللہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سلسلہ (یعنی لباس کے سلسلہ۔ ناقل) کے ارشادات اور ذاتی معمولات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس باب کی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم و ہدایت کا بنیادی نقطہ یہی ہے کہ لباس ایسا ہو جس سے ستر پوشی کا مقصد حاصل ہو اور دیکھنے میں آدمی باجمال اور باوقار معلوم ہو نہ تو ایسا ناقص ہو کہ ستر پوشی کا مقصد ہی پورا نہ ہو اور نہ ہی ایسا گندہ یا بے تُکا ہو کہ بجائے زیب و زینت کے آدمی کی صورت بگاڑ دے اور دیکھنے والوں کے دلوں میں تنفر و توحش پیدا ہو۔ اسی طرح یہ کہ آرائش و تجمل کے لئے افراط اور بے جا اسراف بھی ہو علیٰ ہٰذا شان و شوکت کی نمائش اور برتری کا اظہار و تفاخر بھی مقصود نہ ہو جو مقامِ عبدیت کے بالکل ہی خلاف ہے''...... (کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں) ''اس سلسلہ میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ بھی ہدایت فرمائی کہ جن بندوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو انہیں چاہئے کہ اس طرح رہیں اور ایسا لباس پہنیں جس سے محسوس ہو کہ ان پر ان کے رب کا فضل ہے، یہ شکر کا ایک شعبہ ہے لیکن بے جا تکلف و اسراف سے پرہیز کریں، اسی کے ساتھ اس کا بھی لحاظ رہے کہ غریب و نادار بندوں کی دل شکنی اور انکے مقابلہ میں تفوق و بالاتری کی نمائش نہ ہو نیز ہر لباس کو اللہ تعالیٰ کا خاص عطیہ سمجھیں اور اسی کے شکر کے ساتھ استعمال کریں بلاشبہ

ان احکام و ہدایات کی تعمیل کے ساتھ ہر لباس کا استعمال ایک طرح کی عبادت اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا وسیلہ ہوگا'' (معارف الحدیث ج۶ص۲۸۴)

قرآن پاک کی مذکورہ بالا آیت کریمہ اور احادیث سے نیز اکابر علماء کی مذکورہ تشریحات سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ خواتین کے لئے مزین خوبصورت اور صاف ستھرا لباس پہننا شرعاً پسندیدہ ہے بلکہ اس کی ترغیب دی گئی ہے لیکن زیب و زینت والا لباس اجنبی مردوں کو اپنی زینت دکھلانے کیلئے یا عورتوں پر اپنی بڑائی جتلانے کیلئے پہننا سخت گناہ اور دنیوی واخروی وبال کا باعث ہے، اس لئے حدودِ شرع کو ملحوظ رکھتے ہوئے صحیح نیت اور درست ارادے سے زیبائش والا لباس پہنا جائے تاکہ آرائش کا مقصد حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ حق تعالیٰ بھی راضی رہیں۔ (جاری ہے............)

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۳۰ ''تاریخی معلومات''﴾

معین، محمد بن صباح دولابی، ہیثم بن خارجہ، عبدالاعلیٰ بن حماد، ابوالربیع الزہرانی، ابوبکر بن ابی شیبۃ اور ابراہیم بن حجاج السامی رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، نسائی، ابنِ صاعد، ابوعوانہ الاسفرائینی، خضر بن المثنیٰ الکندی، ابوبکر بن زیاد، محمد بن مخلد، محاملی، اسحاق بن احمد الکاذی اور ابوبکر النجاد رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، آپ اپنے والد کی زندگی میں طویل عرصہ تک زندہ رہے، اور اپنے والد سے خوب فیض حاصل کرکے اس کو آگے پھیلایا، اتوار کے دن آپ کی وفات ہوئی، اور دن کے آخری حصہ میں آپ کو دفن کیا گیا، آپ کے بھتیجے زہیر بن صالح رحمہ اللہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی، اور باب التبن کے مقبرہ میں دفن ہوئے۔

(سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۵۲۳، تہذیب الکمال ج۱۴ ص ۲۹۱، العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص ۱۰۳، تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص ۲۶۶)

آپ کے دینی مسائل کاحل ادارہ

ایصالِ ثواب سے متعلق چند سوالات کے جوابات

ایصالِ ثواب کے فوائد

سوال:...... کسی مسلمان کو ایصالِ ثواب کیا جائے، تو اس سے اس کو کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں؟

جواب:...... کسی مسلمان کو ایصالِ ثواب کرنے سے اُس کو کیونکہ نیک عمل کا ثواب پہنچتا ہے، اور نیک عمل عذاب میں تخفیف اور درجات کی بلندگی کا ذریعہ بنا کرتا ہے۔

اس لئے جس مُردہ کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے، اگر وہ عذاب میں مبتلا ہے تو عذاب میں کمی ہوتی ہے، ورنہ درجات میں ترقی ہوتی ہے، مُردہ اس سے خوش ہوتا ہے اور اس کے غم میں کمی ہوتی ہے (کذافی عقائد الاسلام کاندھلوی حصہ اول ص ۶۰ وفتاویٰ محمودیہ مبوب جلد ۹ ص ۲۰۵)

ایصالِ ثواب کی شرائط

سوال:...... ایصالِ ثواب کی کیا شرائط ہیں؟ یعنی کن شرائط کے پائے جانے پر ایصالِ ثواب ہوتا ہے؟

جواب:...... ایصالِ ثواب میں کیونکہ دوسرے کو نیک عمل کا ثواب پہنچایا جاتا ہے، اور اس عمل پر عامل کے لئے پہلے ثواب مرتب ہونا ضروری ہے، اسی کے بعد وہ کسی دوسرے کو اس کا ثواب پہنچا سکتا ہے، اس لئے ایصالِ ثواب ہونے کے لئے چند بنیادی اور اصولی شرطیں ہیں۔ جب تک وہ موجود نہ ہوں، اس وقت تک ایصالِ ثواب متحقق نہیں ہوتا، اور وہ بنیادی شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)......ایصال ثواب کرنے والا مؤمن اور مسلمان ہو۔

کیونکہ ایمان کے بغیر کوئی عمل عبادت نہیں بنتا، اور کسی عمل پر ثواب مرتب نہیں ہوتا۔ [۱]

---

[۱] علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْقُرْبَۃُ مَتٰی حَصَلَتْ وَقَعَتْ عَنِ الْفَاعِلِ لَالِغَیْرِہٖ وَلِھٰذَا تُعْتَبَرُ اَھْلِیَّۃُ الْفَاعِلِ وَنِیَّتُہٗ (رسائل ابن عابدین ج ۱ ص ۱۵۷، الرسالۃ السابعۃ "شفاء العلیل وبل الغلیل فی حکم الوصیۃ بالختمات والتھالیل")

امداد الفتاویٰ میں ہے:

وصولِ ثواب کے لئے اس عمل پر اول عامل کو ثواب ملنا شرط ہے، اور ثواب ملنے کے لئے ایمان شرط ہے، پس غیر مومن کے اس عمل یعنی اعطاء وانفاق کا ثواب تو پہنچ نہیں سکتا (امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۵۴۶)

IdaraGhufran

(۲)......جس کو ایصالِ ثواب کیا جارہا ہے وہ مسلمان ہو اگرچہ گناہ گار کیوں نہ ہو۔
کیونکہ کافر کو کسی عمل کا ثواب نہیں پہنچتا۔ [۱]

(۳)......جو عمل کیا جائے، وہ خالصۃً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو۔
اور اس میں نام و نمود وریاکاری اور دکھلاوا، اور مخلوق کی خوشنودی پیشِ نظر نہ ہو۔
کیونکہ اخلاص کے بغیر کسی بھی عمل وعبادت پر ثواب مرتب نہیں ہوتا، اور جب عمل کرنے والے ہی کو ثواب حاصل نہ ہوگا تو وہ دوسرے کو اس کا ایصالِ ثواب کیسے کرسکے گا۔ [۲]

(۴)......ایصالِ ثواب کے لئے جو عمل کیا جائے وہ عمل شریعت کے مطابق ہو، اور اس میں کسی

---

[۱] فتاویٰ ہندیہ میں ہے

رَجُلٌ تَصَدَّقَ عَلَى الْمَيِّتِ اَوْ دَعَالَهٗ فَاِنَّهٗ يَصِلُ الثَّوَابَ اِلَى الْمَيِّتِ اِذَا جَعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهٖ لِغَيْرِهٖ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ جَازَ كَذَا فِي السَّرَاجِيَّةِ(الهندية ج۴، الباب الثانی عشر فی الصدقة)

عقائد الاسلام میں ہے:

زندہ مسلمانوں کی دعا اور خیرات سے مسلمان مُردہ کو نفع پہنچتا ہے، مُردہ کافر کے لئے دعا اور صدقہ ہرگز نفع نہیں دیتا، کیونکہ کافروں کے تمام اعمال حبط ہیں، اور نہ کسی کی دعا وغیرہ سے ان کے عذاب میں تخفیف ہوسکتی ہے، ”لایخفف عنهم العذاب ولاهم ینصرون“ (عقائد الاسلام کاندھلوی حصہ اول ص ٦۰)

[۲] علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ان القراءة فی نفسها عبادة ، وكل عبادة لابد فيها من الاخلاص لله تعالیٰ بلارياء حتی تكون عبادة يرجی بها الثواب وقد عرفوا الرياء بان يراد بالعبادة غير وجهه تعالیٰ، فالقارئ بالاجرة ثوابه ماأراد القراء ة لاجله،وهو المال............واذا كان لا ثواب له لم تحصل المنفعة المقصودة للمستأجر لانه استأجره لاجل الثواب فلا تصح الاجارة (رسائل ابنِ عابدين ج ۱ ص۱٦۷ ،الرسالة السابعة”شفاء العليل وبل الغليل فی حكم الوصية بالختمات والتهاليل“)

فالحاصل ان ماشاع فی زماننا من قراء ة الاجزاء بالاجرة لايجوز، لانه فيه الامربالقراء ة واعطاء الثواب للآمر والقراءة لاجل المال، فاذا لم يكن للقارئ ثواب لعدم النية الصحيحة فاين يصل الثواب الی المستأجر ولو لا الاجرة ماقرء احد لاحد فی هذ الزمان بل جعلوا القرآن العظيم مكسبا ووسيلة الی جمع الدنيا انا للهواناالیه راجعون (ردالمحتار ج مطلب فی الاستئجار علی الطاعات)

اور علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وقد قال العلماء ان القارئ اذا قرأ لاجل المال فلا ثواب له فای شیئ يهدی الی الميت وانما يصل الی الميت العمل الصالح والاستئجار علی مجرد التلاوة لم يقل به احد من الائمة وانما تنازعوا فی الاستئجار وعلی التعليم ولابأس بجواز اخذ الاجرة علی الرقية ونص عليه احمد(الفتاویٰ الكبریٰ لابنِ تيميه، ج۵،باب الاجارة)

شریعت کے حکم کی خلاف ورزی نہ کی گئی ہو، اور نہ ہی کوئی بدعت وغیرہ اس میں شامل کی گئی ہو کیونکہ شریعت کا حکم توڑ کر کوئی عمل عبادت نہیں رہتا، اور بدعت کے ارتکاب سے بھی نیک عمل عبادت کے زمرے سے نکل کر گناہ کے زمرے میں داخل ہو جاتا ہے۔

ایصالِ ثواب زندہ و مردہ دونوں کو کیا جا سکتا ہے

سوال:...... کیا ایصالِ ثواب صرف فوت شدہ مسلمانوں کو ہی کیا جا سکتا ہے یا جو مسلمان زندہ ہوں ان کو کرنا بھی درست ہے؟

جواب:...... ایصالِ ثواب مُردوں کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ زندہ مسلمانوں کو بھی ایصالِ ثواب کرنا درست ہے، کیونکہ ایصالِ ثواب اس عمل کا کیا جاتا ہے، جس کا عمل کرنے والے کو خود بھی ثواب پہنچتا ہے، اور عمل کرنے والا زندہ ہوتا ہے، تو جس طرح وہ زندہ ہونے کی حالت میں اپنے لئے ثواب حاصل کر سکتا ہے، اسی طرح اس ثواب کو دوسرے زندہ مسلمان کو پہنچانے میں بھی کوئی رکاوٹ نہیں، البتہ اس میں شک نہیں کہ زندہ آدمی کو تو عمل کر کے ثواب حاصل کرنے کا اختیار ہوتا ہے، لیکن فوت ہونے کے بعد خود سے عمل کر کے ثواب حاصل کرنے کا اختیار نہیں رہتا، اس حیثیت سے فوت شدہ انسان زندہ کی بہ نسبت ایصالِ ثواب کا زیادہ محتاج ہوتا ہے۔ علامہ ابنِ قیم رحمہ اللہ نے ''کتاب الروح'' میں اس پر تفصیل سے کلام کیا ہے، اور زندوں کو ایصالِ ثواب کے درست ہونے پر کئے جانے والے اعتراضات کا مدلل جواب دیا ہے۔

اور علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ صَامَ اَوْ صَلّٰی اَوْ تَصَدَّقَ وَجَعَلَ ثَوَابَهٗ لِغَيْرِهٖ مِنَ الْاَمْوَاتِ وَالْاَحْيَاءِ جَازَ وَيَصِلُ ثَوَابُهَا اِلَيْهِمْ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ كَذَافِى الْبَدَائِعِ وَبِهٰذَا عُلِمَ اَنَّهٗ لَافَرْقَ بَيْنَ اَنْ يَّكُوْنَ الْمَجْعُوْلُ لَهٗ مَيِّتًا اَوْحَيًّا (رسائل ابنِ عابدين ج ۱ ص ۱٦٦، الرسالة السابعة ''شفاء العليل وبل الغليل فى حكم الوصية بالختمات والتهاليل'')

ترجمہ: جس نے روزہ رکھا یا نماز پڑھی یا صدقہ کیا اور ان کا ثواب فوت ہونے والوں اور زندوں کو کر دیا تو جائز ہے، اور اہلُ السنۃ والجماعۃ کے نزدیک ان اعمال کا ثواب ان لوگوں کو پہنچے گا، جیسا کہ بدائع میں ہے؛ اور اسی سے معلوم ہوگیا کہ جس کو ثواب کیا گیا ہے اُس کے فوت شُدہ یا زندہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا (ترجمہ ختم)

ایصالِ ثواب کا طریقہ

سوال:...... ایصالِ ثواب کا کیا طریقہ ہے؟ بعض لوگ ایصالِ ثواب کے لیے مولوی صاحب کو بُلاتے ہیں، جو مختلف دعائیں پڑھ کر ایصالِ ثواب کرتے ہیں، کیا ایصالِ ثواب خود عمل کر کے نہیں کیا جا سکتا، اور اس کے لیے مولوی صاحب کا تعاون ضروری ہے؟

جواب:...... ایصالِ ثواب کا طریقہ بہت آسان ہے، اور وہ یہ ہے کہ کوئی بھی نیک عمل کرتے وقت یا عمل کرنے کے بعد یہ نیت کرلیں کہ یا اللہ میں جو یہ عمل کرنے جا رہا ہوں، یا میں نے جو یہ عمل کیا ہے اس کا ثواب فلاں فلاں مسلمانوں کو پہنچا دیجئے، ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے ایصالِ ثواب ہو جائے گا۔

اگر نیک عمل اس نیت سے کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ثواب فلاں کو پہنچا دے تب بھی کافی ہے اور اگر بغیر اس نیت کے کیا جائے تب بھی بعد میں دوسرے کو ثواب پہنچانے کی دعا کرنے سے اس کو ثواب پہنچ جاتا ہے (کذا فی فتاویٰ محمودیہ مبوب جلد ۹ صفحہ ۲۰۳)

اور سوال میں ایصالِ ثواب کے لئے جو مولوی صاحب سے تعاون حاصل کرنے کا ذکر کیا گیا ہے، یہ فضول اور لایعنی طریقہ ہے، شریعت کی کسی دلیل سے اس کا ثبوت نہیں ملتا ہے، اور علماء کی تحقیق کے مطابق یہ طریقہ لالچی مولویوں نے اپنی نفسانی اغراض پوری کرنے کے لئے نکالا ہوا ہے، تا کہ لوگ ایصالِ ثواب میں اپنے آپ کو ان کا محتاج سمجھیں، اور کھانے وغیرہ میں ان کو شریک کریں۔

علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالظَّاهِرُ اَنَّهٗ لَافَرْقَ بَيْنَ اَنْ يَّنْوِىَ بِهٖ عِنْدَالْفِعْلِ لِلْغَيْرِ اَوْ يَفْعَلَهٗ لِنَفْسِهٖ ثُمَّ بَعْدَ ذَالِكَ يَجْعَلُ ثَوَابَهٗ لِغَيْرِهٖ لِاِطْلَاقِ كَلَامِهِمْ (رسائل ابن عابدين ج ا ص ۱۶۶، الرسالة السابعة "شفاء العليل وبل الغليل فى حكم الوصية بالختمات والتهاليل")

ترجمہ: اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں کوئی فرق نہیں کہ نیک عمل کرتے وقت دوسرے کو ثواب پہنچانے کی نیت کی جائے یا اپنے لیے پھر اس کے بعد دوسرے کو اُس (نیک عمل) کا ثواب کر دے (اور یہ بات فقہاء) کے کلام کے مطلق ہونے کی وجہ سے ہے (ترجمہ ختم)

ایصالِ ثواب کرنے والے کو ثواب

سوال:...... جب کوئی شخص دوسرے کو کسی نیک عمل کا ایصالِ ثواب کرتا ہے تو کیا ایصالِ ثواب کرنے

Idara Ghufran

والے کو بھی ثواب حاصل ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب:...... احادیث وروایات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایصالِ ثواب کرنے والا بھی خود ثواب سے محروم نہیں ہوتا، اوراس کے نامۂ اعمال میں بھی ثواب درج ہوتا ہے، اوراس کا ثواب کم نہیں کیا جاتا، بلکہ ایصالِ ثواب کرنے سے اُس کو زیادہ ثواب ملتا ہے، ایک تو خود اُس نیک عمل کو انجام دینے کا اور دوسرے کسی مسلمان کو ایصالِ ثواب کرنے کا، پھر اگر کئی افراد کو ایصالِ ثواب کیا جائے تو ان کے عدد کے برابر ثواب ملتا ہے (کذافی فتاویٰ محمودیہ مبوب جلد۹ص ۲۰۶)

ایک عمل کا ثواب کئی افراد کو جائز ہے

سوال:...... کسی نیک عمل کا ایصالِ ثواب کئی مسلمانوں کو کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب:...... کوئی بھی نیک عمل کر کے ایک سے زیادہ مسلمانوں کو اس کا ایصالِ ثواب کرنا درست ہے، اوراس میں کوئی قباحت وبرائی نہیں، بلکہ تمام مومنین ومومنات کو ایصالِ ثواب کرنا افضل ہے، حضور ﷺ نے ایک مینڈھے کی قربانی کر کے اپنی پوری امت کو ایصالِ ثواب فرمایا تھا۔

فتاویٰ تاتارخانیہ اورشامی میں ہے:

اَلْاَفْضَلُ لِمَنْ یَّتَصَدَّقُ نَفْلًا اَنْ یَّنْوِیَ لِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ لِاَنَّھَاتَصِلُ اِلَیْھِمْ وَلَا یَنْقُصُ مِنْ اَجْرِہٖ شَیْئٌ (ردالمحتار، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی القراء ۃ للمیت واھداء ثوابھا لہ ج۲ ص۲۴۳، کذا فی الفتاویٰ التاتارخانیۃ، کتاب الزکوۃ الفصل السادس عشر فی ایجاب الصدقۃ وما یتصل بہ من الھدی ج۲ص۳۱۳)

ترجمہ: جو شخص کوئی نفلی صدقہ کرے، تو اُس کے لیے افضل یہ ہے کہ سارے مؤمن مَردوں اور مؤمن عورتوں کو ثواب پہنچانے کی نیت کرے، کیونکہ اس طرح ان سب کو ثواب پہنچ جاتا ہے، اور ثواب پہنچانے والے کے اجروثواب میں کوئی کمی نہیں کی جاتی (ترجمہ ختم)

کئی افراد کو کیا گیا ایصالِ ثواب پورا پورا ہوگا یا تقسیم ہوکر

سوال:...... اگر کسی نیک عمل کا ثواب کئی افراد کو پہنچانا درست ہے، تو پھر دریافت طلب بات یہ ہے کہ اس نیک عمل کا ثواب اُن سب افراد کو تقسیم ہو کر پہنچتا ہے، یا ہر ایک فرد کو پورا پورا ثواب پہنچتا ہے؟

جواب:...... جب کسی نیک عمل کا ثواب چند افراد کو بخشا جائے تو اس عمل کا یہ ثواب ان سارے افراد کو

تقسیم ہوکر ملے گا، یا ہر ایک فرد کو اس عمل کا پورا پورا ثواب ملے گا؟ اِس میں دونوں قول پائے جاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے فضل والی شان کا تقاضا یہ ہے کہ سب کو پورا پورا ثواب ملے، اور بعض احادیث وروایات سے بھی اس کی طرف اشارہ ملتا ہے، اس لئے یہ امید رکھ کر سب کو ایصالِ ثواب کرنا چاہئے (کذافی فتاویٰ محمودیہ مبوب جلد۹ ص۲۰۹ وص۲۲۲)

علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَيَصِحُّ اِهْدَاءُ نِصفِ الثَّوَابِ وَرُبُعِهٖ كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ اَحْمَدُ وَلَامَانِعَ مِنْهُ وَيُوْضِحُهُ اَنَّهُ لَوْ اَهْدَى الْكُلَّ اِلٰى اَرْبَعَةٍ يَحْصُلُ لِكُلٍّ مِّنهُمْ رُبُعُهُ فَكَذَا لَوْ اَهْدَى الرُّبُعَ وَاَبْقَى الْبَاقِيَ لِنَفْسِهٖ قُلْتُ لٰكِنْ سُئِلَ ابْنُ حَجَرِ الْمَكِّيُّ اَمَّا لَوْ قَرَءَ لِاَهْلِ الْمَقْبَرَةِ اَلْفَاتِحَةَ هَلْ يُقْسَمُ الثَّوَابُ بَيْنَهُمْ اَوْ يَصِلُ لِكُلٍّ مِّنْهُمْ ثَوَابُ ذَالِكَ كَامِلًا؟فَاَجَابَ بِاَنَّهُ اَفْتٰى جَمْعٌ بِالثَّانِیْ ،وَهُوَ اللَّائِقُ بِسِعَةِ الْفَضْلِ اھ (ردالمحتار ، باب صلاۃ الجنازۃ ،مطلب فی القراء ۃ للمیت واھداء ثوابھا لہ ج۲ ص۲۴۵)

ترجمہ: اور کسی نیک عمل کا آدھا اور چوتھائی وغیرہ کا ایصالِ ثواب کرنا صحیح ہے، جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے، اور اس میں کوئی مانع ورکاوٹ نہیں، اور اس کی وضاحت اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اگر کسی نیک عمل کا پورا ثواب مثلاً چار اشخاص کو پہنچائے ،تو ان میں سے ہر ایک کو چوتھائی ثواب پہنچے گا، پس اسی طریقہ سے یہ بھی صحیح ہے کہ اگر عمل کے چوتھائی حصہ کا ایصالِ ثواب کرے اور باقی (تین حصے) اپنی ذات کے لئے باقی رکھ لے۔

(علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں لیکن علامہ ابنِ حجر مکی رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ اگر پورے قبرستان والوں کے لئے سورہ فاتحہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کرے ،تو کیا ان قبرستان والوں میں اس کا ثواب تقسیم ہوگا، یا ان میں سے ہر ایک کو پوری پوری سورہ فاتحہ کا ثواب حاصل ہوگا؟ تو علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا کہ ایک بہت بڑی جماعت کا فتویٰ اس پر ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو پوری پوری سورہ فاتحہ کا ثواب حاصل ہوگا، اور اللہ تعالیٰ کے وسیع فضل کے لائق بھی یہی بات ہے (ترجمہ ختم)

حضورﷺ کو ایصالِ ثواب

سوال:...... کیا حضورﷺ کے لئے ایصالِ ثواب کرنا درست ہے، جبکہ آپﷺ کے درجات بہت بلند ہیں، اور آپ کسی کے ایصالِ ثواب کے محتاج نہیں؟

جواب:...... ایصالِ ثواب کا ایک مقصد دوسرے کے درجات کی بلندگی بھی ہے، اوراس کے علاوہ بعض اوقات ایصالِ ثواب کرنے والے پر دوسرے کے احسانات کا تقاضا بھی ہوتا ہے کہ اس کو ایصالِ ثواب کیا جائے، تو حضورﷺ کو ایصالِ ثواب کرنے سے آپ کے درجات بلند ہوتے ہیں، اور امت پر آپﷺ کے جو بے شمار احسانات ہیں، ان کا تقاضا بھی یہ ہے کہ آپﷺ کو ایصالِ ثواب کیا جائے۔

اور امت کے صلحاء و اولیاء کا طرزِ عمل بھی حضورﷺ کو کثرت سے ایصالِ ثواب کا رہا ہے، نیز آپﷺ پر جو درود و سلام بھیجا جاتا ہے، اس سے بھی آپﷺ کو ایصالِ ثواب کرنے کی تائید ہوتی ہے، کیونکہ اس درود و سلام سے بھی آپﷺ کے درجات بلند ہوتے ہیں، اور امت کی طرف سے آپ کے احسانات کا ایک طرح سے بدلہ ہوتا ہے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَوْلُ عُلَمَائِنَا لَهُ اَنْ يَّجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهٖ لِغَيْرِهٖ يَدْخُلُ فِيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَاِنَّهٗ اَحَقُّ بِذَالِكَ حَيْثُ اَنْقَذَنَا مِنَ الضَّلَالَةِ، فَفِيْ ذَالِكَ نَوْعُ شُكْرٍ وَاِسْدَاءِ جَمِيْلٍ لَهٗ، وَالْكَامِلُ قَابِلٌ لِزِيَادَةِ الْكَمَالِ، وَمَااسْتَدَلَّ بِهٖ بَعْضُ الْمَانِعِيْنَ مِنْ اَنَّهٗ تَحْصِيْلُ الْحَاصِلِ لِاَنَّ جَمِيْعَ اَعْمَالِ اُمَّتِهٖ فِيْ مِيْزَانِهٖ، يُجَابُ عَنْهُ بِاَنَّهٗ لَامَانِعَ مِنْ ذَالِكَ، فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَخْبَرَنَا بِاَنَّهٗ صَلّٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ اَمَرَنَا بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ، بِاَنْ نَّقُوْلَ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ (شامی ج ۲ ص ۲۶۳)

ترجمہ: اور ہمارے علماء کا فرمانا ہے کہ اپنے عمل کا دوسرے کو ثواب پہنچانا جائز ہے، اوراس میں نبیﷺ بھی داخل ہیں، بلکہ نبیﷺ اس کے زیادہ حق دار ہیں، کیونکہ آپ ہی کی بدولت ہم ضلالت و گمراہی سے محفوظ ہوئے، پس آپﷺ کو ایصالِ ثواب کرنے میں ایک طرح کا شکر اور آپﷺ کے عظیم احسانات کا (کسی درجہ میں) بدلہ پایا جاتا ہے، اور کامل کمال کی زیادتی کے زیادہ قابل اور لائق ہے، اور جو حضورﷺ کو ایصالِ ثواب کرنے سے منع کرنے

والے بعض لوگوں نے اس سے استدلال کیا ہے کہ آپ ﷺ کو ایصالِ ثواب کرنا تحصیلِ حاصل (اور فضول کام) ہے، کیونکہ آپ ﷺ کی امت کے تمام اعمال (خود بخود) آپ ﷺ کے نامۂ اعمال میں بھی درج ہوتے ہیں (کیونکہ آپ کے ذریعے سے ہی سارا دین پہنچا ہے، اس لئے سارے اعمالِ دین کا آپ واسطہ ہونے کی وجہ سے ثواب کے مستحق ہیں) تو اس کا یہ جواب ہے کہ اس میں کوئی رکاوٹ نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بات کی خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ پر درود (یعنی رحمت) بھیجتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا ہے کہ ہم حضور ﷺ پر درود بھیجیں اس طور پر کہ ہم یہ کہیں کہ اے اللہ محمد ﷺ پر درود ہو (لہٰذا جس طرح آپ ﷺ پر درود بھیجا جاتا ہے، اسی طرح آپ ﷺ کو ایصالِ ثواب بھی کیا جا سکتا ہے) اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ جانتے ہیں (ترجمہ ختم)

کیا فرائض وواجبات کا ایصالِ ثواب بھی جائز ہے؟

سوال:...... کیا نفلی عمل کے علاوہ فرائض وواجبات کا بھی دوسرے کو ایصالِ ثواب کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب:...... نفل اعمال کے ایصالِ ثواب کرنے میں تو کوئی شبہ نہیں البتہ فرائض وواجبات کا ایصالِ ثواب بھی کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

اس میں اہلِ علم کا اختلاف ہے، لیکن اس میں بھی راجح یہ ہے کہ فرائض وواجبات کا ایصالِ ثواب بھی جائز ہے، کیونکہ کسی عمل کا ایصالِ ثواب کرنے سے دوسرے کو صرف ثواب پہنچتا ہے، ایصالِ ثواب سے بذاتِ خود دوسرے کا عمل ذمہ سے ادا نہیں ہوتا، البتہ جس عمل کو دوسرے کی طرف سے نیابتاً ادا کیا جائے (جیسے حجِ بدل وغیرہ) تو اس میں دوسرے کی طرف سے عمل بھی ادا ہو جاتا ہے، مگر نیابت کا یہ عمل ایصالِ ثواب سے الگ چیز ہے۔

علامہ ابنِ قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قُلْتُ وَقَدْ نَقَلَ جَمَاعَةٌ اَنَّهُمْ جَعَلُوْا ثَوَابَ اَعْمَالِهِمْ مِنْ فَرْضٍ وَّنَفْلٍ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَقَالُوْا نَلْقَى اللّٰهُ بِالْفَقْرِ وَالْاِفْلَاسِ الْمُجَرَّدِ وَالشَّرِيْعَةُ لَاتَمْنَعُ مِنْ ذَالِكَ، فَالْاَجْرُ مِلْكُ الْعَامِلِ فَاِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَهٗ لِغَيْرِهٖ فَلَا حِجْرَ عَلَيْهِ فِيْ ذَالِكَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ (كتاب الروح لابن القيم ص ۲۱۲، ۲۱۳)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ ایک جماعت سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے فرض اور نفل اعمال کا مسلمانوں کو ایصالِ ثواب کیا ہے، اور فرمایا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے فقر اور خالی ہاتھ ملاقات کریں گے، اور شریعت اس سے روکتی نہیں، کیونکہ ثواب عمل کرنے والے کی ملکیت ہے، پس اگر وہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ثواب دوسرے کو پہنچادے تو اس میں کوئی رکاوٹ نہیں، واللہ اعلم (ترجمہ ختم)

ایصالِ ثواب میں ثواب پہنچتا ہے اصل چیز نہیں

سوال:...... جب کسی چیز کے ذریعہ سے صدقہ وغیرہ کر کے مُردہ کو ایصالِ ثواب کیا جائے تو بعض لوگ ایسی چیزوں کی تخصیص کرتے ہیں جو مُردہ کو زیادہ مرغوب اور پسند تھیں، ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ اس سے مُردہ کو زیادہ فائدہ ہوتا ہے، کیا ایسی بات شریعت سے ثابت ہے؟

جواب:...... بعض عوام کا یہ عقیدہ کہ مُردہ کو ایصالِ ثواب کرنے کے لئے جو چیز صدقہ کی جائے بعینہٖ وہی چیز مُردہ کو پہنچتی ہے، اور اسی وجہ سے ان لوگوں کا صدقہ خیرات سے ایصالِ ثواب کرتے وقت ایسی چیزوں کو منتخب کرنا، جو مُردہ کو زندگی میں پسند تھیں، مثلاً حلوہ، جلیبی، میٹھے چاول وغیرہ۔

یہ عقیدہ غلط ہے کیونکہ نیک عمل کا ایصالِ ثواب زندہ اور مُردہ دونوں کو جائز ہے، جیسا کہ پہلے گزرا، اور جس طرح زندہ کو نیک عمل کا ایصالِ ثواب کرنے سے اس کو بعینہٖ وہ چیز نہیں پہنچتی، بلکہ اس عمل کا ثواب پہنچتا ہے اور یہ بات مشاہدہ سے ثابت ہے، اسی طرح مُردہ کو بھی بعینہٖ وہی چیز نہیں پہنچتی، بلکہ اس کا ثواب پہنچتا ہے۔

اس کے علاوہ ایصالِ ثواب صدقہ کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ تلاوت، نماز، روزہ وغیرہ کے ذریعہ سے بھی ایصالِ ثواب کرنا درست ہے، اور جس طرح بعینہٖ یہ اعمال مُردہ کو نہیں پہنچتے، بلکہ ان کا ثواب پہنچتا ہے، اسی طرح صدقہ کی جانے والی چیز بھی بعینہٖ مردہ کو نہیں پہنچتی بلکہ اس کا ثواب پہنچتا ہے، لہٰذا بعینہٖ اس چیز کے مُردہ کو پہنچنے کا عقیدہ رکھنا سراسر غلط ہے۔

یہاں تک کہ قربانی کے موقع پر خاص جانور کو ذبح کرنے کا حکم ہے، مگر اس میں بھی جانور کا گوشت پوست اور خون اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نہیں پہنچتا، بلکہ اس کا ثواب پہنچتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآئُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ (سورہ حج آیت ۳۷)

﴿بقیہ صفحہ ۸۶ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

کیا آپ جانتے ہیں؟　ترتیب: مفتی محمد یونس

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

سوالات وجوابات

۲۰ رربیع الاول ۱۴۲۴ھ بعد نماز جمعہ کے سوالات اور حضرت مدیر کی طرف سے ان کے جوابات

ان مضامین کو ریکارڈ کرنے کی خدمت مولانا محمد ناصر صاحب نے، ٹیپ سے نقل کرنے کی خدمت مولانا ابرار ستی صاحب نے اور نظر ثانی، ترتیب وتخریج نیز عنوانات قائم کرنے کی خدمت مولانا مفتی محمد یونس صاحب نے انجام دی ہے، اللہ تعالیٰ ان سب کی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں......ادارہ

صدقہ کرنے سے بلا ٹلنے کا مطلب

سوال: جب ہم کسی دینی یا دنیوی کام کے لئے نکلتے ہیں تو کسی فقیر کو خیرات اس لئے دیتے ہیں کہ اب ہمارا کام ہو جائے گا، اسی طرح جب ہمارے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ جاتا ہے، تو ہم سوچتے ہیں کہ آج چونکہ ہم نے کسی ضرورت مند کو پیسے نہیں دیئے، اس لئے یہ حادثہ پیش آیا، کیا ایسا سوچنا درست ہے؟

جواب: کسی کام کے ہو جانے کی بنیاد صدقہ یا خیرات کرنے پر رکھ دینا یا اگر کوئی حادثہ پیش آیا ہے اس کی بنیاد صدقہ نہ دینے پر رکھ دینا یہ غلط ہے، اس لئے کہ بعض صدقے تو قبول ہی نہیں ہوتے پھر کس طرح یقین کر سکتے ہیں، کہ میرا فلاں کام فلاں موقع پر صدقہ کرنے کی برکت سے ہوا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ حلال مال سے ہی صدقہ قبول فرماتے ہیں، حرام سے قبول نہیں فرماتے، پس اگر کوئی حرام مال سے صدقہ دے اور پھر یہ سمجھنا شروع کر دے کہ میری فلاں بلا اس صدقہ کی برکت سے ٹل گئی ہے، تو اس کا یہ سمجھنا غلط ہوگا، اس لئے کہ اس کا صدقہ قبول ہی نہیں ہوا تو اس صدقہ سے بلا کیسے ٹل سکتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ کسی کام کے نہ ہونے میں بھی بعض اوقات بندے کی مصلحت ہوتی ہے، اور صدقہ کرنے ہی کا اثر ہوتا ہے کہ وہ کام نہیں ہو پاتا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہوتا ہے کہ اس کام کے ہونے میں بندے کا فلاں نقصان ہے، اگر یہ کام ہو گیا تو اسے وہ نقصان اٹھانا پڑے گا، اگر بندہ صدقہ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ اس بندے کے مستقبل پر نظر کرتے ہوئے اس کام کے ہونے

کا فیصلہ ختم فرما دیتے ہیں، مثلاً کئی دفعہ مال کا نہ آنا مفید ہوتا ہے، اگر مال آ تا تو اس مال کی وجہ سے انسان کسی بڑے گناہ میں مبتلا ہو جاتا، یا اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت اختیار کر لیتا، تو کئی دفعہ مال اس لئے رکتا ہے کہ بندے کا مستقبل اور آخرت خراب نہ ہو، اور وہ بڑے نقصان سے بچ جائے، ہاں اتنی بات یقینی ہے کہ صدقہ اور خیرات بلاؤں کو دفع کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے، لیکن اس صدقہ سے کونسا غضب ٹلا ہے، یہ انسان خود طے نہیں کر سکتا، یہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ صدقہ قبول ہوا یا نہیں ہوا، اور اگر قبول ہوا ہے تو اس سے کوئی بلا ٹلے گی یا نہیں، اگر ٹلے گی تو فی الفور ٹلے گی یا کچھ مدت کے بعد نیز یہ کہ دنیا کی بلا ٹلے گی یا آخرت کی وغیرہ یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتی ہیں، انسان کو یہ باتیں معلوم نہیں ہوتیں، اور نہ ہی انسان خود سے ان کو طے کر سکتا ہے، البتہ یہ بات کہ انسان نے صدقہ حلال مال سے دیا ،حرام مال سے دیا، اخلاص سے دیا ہے یا ریا کاری سے، مستحق کو دیا ہے یا غیر مستحق کو، ان باتوں کا علم صدقہ دینے والے انسان کو بھی ہو سکتا ہے لیکن یہ کہ یہ صدقہ قبول ہوا ہے یا نہیں اور اس صدقہ سے کونسی بلا ٹلی ہے؟ یا ٹلے گی؟ یہ انسان نہیں طے کر سکتا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ صدقہ بلاؤں کو ٹلاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے تو جان لیجئے کہ بلائیں عام ہیں، دنیا کی بھی اس میں داخل ہیں اور آخرت کی بھی، کئی دفعہ ممکن ہے کہ کسی صدقہ سے دنیا کی کوئی بلا نہ ٹلے بلکہ آخرت کی بلا ٹل جائے، اور بڑی بلا تو آخرت ہی کی ہے، اس لئے اگر آخرت کا عذاب ٹل جائے تو یہ بھی بہت بڑی (بلکہ اصل) کامیابی ہے، اور پھر ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کبھی دنیا کا عذاب بھی ٹال دیتے ہیں، اسی طریقے سے صدقہ کی برکت سے اگر اللہ تعالیٰ کا غضب ٹھنڈا ہو گیا تو غضب ٹھنڈا ہونے کا اصل فائدہ بھی آخرت میں حاصل ہوگا کہ انسان قبر کے عذاب سے اور آخرت کے عذاب سے بچ جائے گا، اس لئے اصل فائدہ آخرت کا ہے، اور اصل بلا کا ٹلنا آخرت کے اعتبار سے ہے، اور اصل اللہ تعالیٰ کے غضب کے دور ہونے اور رحمت کے مستحق ہونے کا فائدہ آخرت کے اعتبار سے ہے، لیکن دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہو جاتی ہے۔

لہٰذا اس پر بنیاد قائم کرنا کہ چونکہ صبح کو ہم صدقہ کر کے نکلے تھے اس لئے اس حادثے سے بچ گئے، یہ بات ضروری نہیں ہے، بلکہ یہ اللہ کے تعالیٰ کے علم میں ہے اس لئے اپنی طرف سے اس کو متعین کر لینا صحیح نہیں ،البتہ صدقہ خیرات انسان کو کرتے رہنا چاہیے، اگر چہ حادثے پہ حادثے آتے رہیں، چاہے کتنی بیماریوں میں انسان مبتلا ہو اور حادثات ختم نہ ہوں اگر چہ حادثات بڑھتے رہیں، کیونکہ یہ بات پکی ہے کہ صدقہ سے اللہ

تعالیٰ کا غضب ٹھنڈا ہوتا ہے

دعا سب سے بڑا وظیفہ ہے

سوال: (اس دوران مجلس میں موجود ایک صاحب نے سوال کیا) کئی مرتبہ کوئی کام نہیں ہو رہا ہوتا اس کے لئے کوئی وظیفہ پڑھا جاتا ہے، پھر بھی وہ کام نہیں ہوتا، تو اس بارے میں شک سا ہونے لگتا ہے کہ کیا یہ وظیفہ صحیح بھی ہے یا نہیں؟

جواب: سب سے بڑا وظیفہ تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مانگا جائے، اور دعا بھی مکمل کرنی چاہئے، ہم ادھوری دعا کرتے ہیں، اور پوری دعا یہ ہے، کہ یوں دعا کی جائے: اے اللہ اگر اس کام میں میرے لئے خیر ہو تو کر دیجئے، اور اگر اس کام میں میرے لئے شر ہو تو نہ کیجئے! اور ہم ادھوری دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ بس کر ہی دیجئے چاہے خیر ہو یا شر، اور ہم ادھوری دعا کرتے ہیں اور ادھورا ہی تصور اس دعا کے قبول ہونے کا ہمارے ذہنوں میں ہوتا ہے، اس کام کے بارے میں جو یہ طے کرلیا جاتا ہے کہ بس یہ کام اسی طرح سے ہونا چاہئے۔

یہ بات ذہن سے نکالنی چاہئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں پر دارومدار رکھا ہے وہ تو اختیار میں نہیں ہیں، مثلاً یہ کہ بندہ چاہ رہا ہو کہ مجھے جنت مل جائے، اللہ کی رضا مل جائے، پھر کوشش بھی کر رہا ہو، جدوجہد بھی کر رہا ہو، اور اس کے وظائف بھی کر رہا ہو پھر بھی نہ ملے، پھر تو اللہ تعالیٰ کی طرف یہ قصور لوٹ سکتا ہے، لیکن ایسا ہوتا نہیں کیونکہ جو بندہ سچی کوشش کرتا ہے اس کو کامیابی مل جاتی ہے جنت بھی ملتی ہے اور اللہ کی رضا بھی ملتی ہے۔ مگر دنیا کا معاملہ ایسا نہیں ہے، دنیا کا معاملہ تو ایسا ہے جیسے بچہ کئی دفعہ بڑوں سے کوئی چیز مانگتا ہے، مگر بڑے اس کو وہ چیز نہیں دیتے، کیونکہ وہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ یہ چیز اس کے لئے مضر ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ سے پوری دعا کرنی چاہئے کہ اے اللہ اگر اس کام میں خیر ہو، تو یہ کام میرے حق میں مقدر فرما دیجئے اور اگر شر ہو اس کو میرے سے دور فرما دیجئے، اور اس کے مقابلے میں اچھا کام مقدر فرما دیجئے، اس کے لئے سب سے بڑا وظیفہ دعا ہی ہے۔

پھر دعا کے مختلف طریقے ہیں، ایک طریقہ یہ ہے کہ صلاۃ الحاجۃ پڑھی جائے، پھر دعا کی جائے، یہ سب سے اعلیٰ درجہ کا طریقہ ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ فرائض کی پابندی بھی کی جائے، یہ نہیں کہ فرض نماز تو پڑھتے نہیں اور صلاۃ الحاجۃ پڑھ پڑھ کے مانگ رہے ہیں، اور یہ کہہ رہے ہیں کہ صلاۃ الحاجۃ بھی پڑھتا ہوں پھر بھی کام نہیں بنتا، جتنا صلاۃ الحاجۃ پڑھنے سے حاجت پوری ہوتی ہے، اس سے زیادہ فرض ادا کرنے سے

پوری ہوتی ہے، پھر جتنا صلاۃ الحاجۃ ادا کرنے سے فائدہ ہوتا ہے، اس سے زیادہ نقصان گناہ کرنے سے ہوتا ہے، اور فرض نماز کا ضائع کرنا بھی بڑا گناہ ہے، اس لئے انسان کو چاہئے کہ مکمل وظیفہ کرے اور مکمل وظیفہ یہ ہے کہ گناہوں کو چھوڑے، فرائض واجبات پر عمل کرے، سنتوں پر عمل کرے، تب صلاۃ الحاجۃ کا پورا فائدہ حاصل ہوگا اور اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا بھی فائدہ ہوگا اور اگر گناہ نہیں چھوڑ رہا، جبکہ گناہ اللہ کے غضب کو لاتے ہیں، اور صدقہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے، تو ایک صدقہ کیا اور دس گناہ کر لئے، تو ایسی صورت میں اللہ کا غضب ہی متوجہ ہوگا، اور اس صدقے کے پورے فوائد حاصل نہیں ہوں گے، اس لئے کہ اگرچہ صدقہ کے فوائد تو حاصل ہونے تھے، لیکن اس کے مقابلے میں جو چیز گناہوں کی صورت میں ہوگئی وہ زیادہ ہے، اس لئے اس صدقہ کا اثر جتنا ہوتا اس سے زیادہ اثر اس دوسری چیز (گناہوں) کا ہوجاتا ہے، کیونکہ دوائی جتنا اثر دکھاتی ہے، اس سے زیادہ بد پرہیزی اثر دکھا دیتی ہے، مثال کے طور پر آپ نے جوشاندہ پیا اور ساتھ ساتھ کھٹی دہی بھی ایک کلو اوپر سے چڑھا گئے، تو ظاہر ہے کہ یہ نہیں کہا جائے گا، کہ جوشاندے نے اثر نہیں دکھایا، کیونکہ جوشاندے نے تو اپنا اثر دکھایا تھا، مگر اس کھٹی دہی کا اثر اس پر غالب آ گیا، جس کی وجہ سے جوشاندے کا اثر ظاہر نہیں ہوا بلکہ دب گیا کیونکہ جوشاندے کا اثر ایک پاؤ کے برابر اور اس کھٹی دہی کا اثر ایک کلو کے برابر ہوا، تو جوشاندے کا اثر کیسے ظاہر ہوتا، بہرحال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ لوگ مختلف وظیفے پوچھتے رہتے ہیں، حالانکہ قرآن حدیث میں بتا دیا گیا ہے کہ اصل وظیفہ یہ ہے کہ فرائض وواجبات ادا کریں اور ہر طرح کے چھوٹے بڑے گناہوں سے بچیں، البتہ بعض وظیفے بعض بزرگوں کے بتائے ہوئے ہیں، کہ اتنی دفعہ یہ پڑھ لو، اتنی دفعہ وہ پڑھ لو، ان وظائف کا درجہ اعمال کے برابر نہیں ہے بلکہ اعمال سے بہت کم ہے، مگر ہم لوگوں کا ذہن یہ بن چکا ہے، کہ اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے وظیفوں پر تو ہمارا عقیدہ نہیں ہوتا جبکہ اللہ تعالیٰ نے پکا وظیفہ بتا دیا کہ تمہارا وظیفہ یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے احکام کو پورا کرو اور اس کی نافرمانی سے بچو! تو اس وظیفے پر تو ہمارا یقین نہیں، اب ہم کہتے ہیں، کہ اگر فقر وفاقہ میں مبتلا ہیں تو آپ سورۂ واقعہ پڑھو، وہ کہتے ہیں کہ کوئی اور وظیفہ بتائیے، سورۂ واقعہ تو کئی دفعہ پڑھ لی اگر ہم ان سے یہ کہہ دیں کہ آپ نے سورۂ واقعہ ابھی تک واقع (حقیقت) کے مطابق نہیں پڑھی، یعنی جس طرح پڑھنی چاہئے تھی اس طرح نہیں پڑھی، اگر اس طرح پڑھ لیتے تو سورۂ واقعہ اس واقعے کو برآمد کر دیتی، یعنی آپ کا مقصد حاصل ہوجاتا مگر آپ نے اس طرح سے نہیں پڑھی، سوچ پہلے

سے یہی ہے کہ اگر سورۂ واقعہ سے کام نہیں چلا تو کسی سے جا کر کوئی اور وظیفہ پوچھیں گے، پہلے سے ہی دوسرا در سامنے ہے، اللہ کے در سے ملنے کا پکا یقین نہیں کہ ملے گا تو یہیں سے۔

ایک بزرگ رات کو اٹھ کر عبادت کیا کرتے تھے، نماز پڑھا کرتے تھے اور روزانہ آواز آتی تھی، کہ قبول نیست (یعنی قبول نہیں ہے) اور ان کے ایک خادم بھی تھے، انہوں نے ایک دن ان بزرگ سے کہا کہ آپ روزانہ اٹھ کر عبادت کرتے ہیں اور روزانہ یہ آواز آتی ہے، کہ قبول نہیں تو پھر آپ کیوں روزانہ عبادت کرتے ہیں، اور اللہ سے کیوں مانگتے ہیں، ان بزرگ نے کہا کہ مجھے بھی آواز آتی ہے، یہ نہیں کہ میرے کان بند ہیں یا میں بہرا ہوں، مجھے اس آواز پر یقین ہے، لیکن مجھے یہ بھی یقین ہے کہ قبول ہونے کی آواز بھی یہیں سے آئے گی، وہ کہیں اور سے نہیں آئے گی، یہ وہی صنم اور صمد والی بات ہے، کیونکہ صنم تو کبھی قبول نہیں کرتا، قبول تو صمد ہی کرتا ہے، تو بہر حال انسان کو اللہ سے مانگتے رہنا چاہئے، اگر انسان مانگتا رہے اور مایوس نہ ہو، کیونکہ مانگتے رہنے سے اتنا زیادہ مل جاتا ہے کہ کوشش اور جدوجہد کرنے سے بھی اتنا نہ ملتا، کیونکہ یہ دعا سب سے اعلیٰ تدبیر ہے۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۸۱ ''ایصالِ ثواب سے متعلق چند سوالات کے جوابات''﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو ہرگز بھی اس کا گوشت پوست اور خون نہیں پہنچتا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے پاس تم میں سے تقویٰ پہنچتا ہے۔

مطلب اس کا یہ ہے کہ:

اَیُ لَنْ یَّصِلَ اِلَی اللہِ تَعَالٰی لُحُوْمُھَا الْمُتَصَدِّقُ بِھَا ولا الدماء المھراقۃ بالنحر ولکن ینالہ التقویٰ منکم (عمدۃ القاری، کتاب الحج، باب رکوب البدن)

ترجمہ: یعنی ہرگز بھی اللہ تعالیٰ کے پاس اس کا گوشت پوست نہیں پہنچتا، جس کا صدقہ کیا جاتا ہے، اور نہ ہی قربانی میں ذبح شدہ جانور کا خون پہنچتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے پاس تو تم میں سے تقویٰ اور پرہیزگاری پہنچتی ہے (ترجمہ ختم)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد رضوانِ یکم/رجب المرجب ۱۴۲۹ھ بمطابق ۵/ جولائی ۲۰۰۸ء

دارالافتاء والاصلاح ادارہ غفران راولپنڈی

Idara Ghufran

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاِبْصَارِ﴾ ابوجویریہ

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط۶)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نکاح اور ذریعۂ معاش

فَجَاءَ اِبْرَاهِیْمُ بَعْدَ مَاتَزَوَّجَ اِسْمَاعِیْلُ یُطَالِعُ تَرِکَتَهٗ فَلَمْ یَجِدْ اِسْمَاعِیْلَ فَسَأَلَ اِمْرَأَتَهٗ عَنْهُ فَقَالَتْ یَبْتَغِیْ لَنَا ثُمَّ سَأَلَهَا عَنْ عَیْشِهِمْ وَهَیْئَتِهِمْ فَقَالَتْ نَحْنُ بِشَرٍّ نَحْنُ فِیْ ضِیْقٍ وَّشِدَّةٍ فَشَکَتْ اِلَیْهِ قَالَ فَاِذَا جَاءَ زَوْجُکِ فَاقْرَئِیْ عَلَیْهِ السَّلَامَ وَقُوْلِیْ لَهٗ یُغَیِّرْ عَتَبَةَ بَابِهٖ فَلَمَّا جَآءَ اِسْمَاعِیْلُ کَاَنَّهٗ آنَسَ شَیْئًا فَقَالَ هَلْ جَاءَ کُمْ مِنْ اَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ جَاءَ نَا شَیْخٌ کَذَا وَکَذَا فَسَأَلَنَا عَنْکَ فَأَخْبَرْتُهٗ وَسَأَلَنِیْ کَیْفَ عَیْشُنَا فَأَخْبَرْتُهٗ أَنَّا فِیْ جَهْدٍ وَّشِدَّةٍ قَالَ فَهَلْ اَوْصَاکِ بِشَیْئٍ قَالَتْ نَعَمْ اَمَرَنِیْ اَنْ اَقْرَأَ عَلَیْکَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ غَیِّرْ عَتَبَةَ بَابِکَ قَالَ ذَاکَ اَبِیْ وَقَدْ اَمَرَنِیْ اَنْ أُفَارِقَکِ اِلْحَقِیْ بِأَهْلِکِ فَطَلَّقَهَا وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ اُخْرٰی فَلَبِثَ عَنْهُمْ اِبْرَاهِیْمُ مَاشَاءَ اللهُ ثُمَّ أَتَاهُمْ بَعْدُ فَلَمْ یَجِدْهُ فَدَخَلَ عَلٰی اِمْرَأَتِهٖ فَسَأَلَهَا عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ یَبْتَغِیْ لَنَا قَالَ کَیْفَ اَنْتُمْ وَسَأَلَهَا عَنْ عَیْشِهِمْ وَهَیْئَتِهِمْ فَقَالَتْ نَحْنُ بِخَیْرٍ وَسَعَةٍ وَاَثْنَتْ عَلَی اللهِ فَقَالَ مَاطَعَامُکُمْ قَالَ اَللَّحْمُ قَالَ فَمَا شَرَابُکُمْ قَالَتْ اَلْمَاءُ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَهُمْ فِی اللَّحْمِ وَالْمَاءِ.

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ وَلَمْ یَکُنْ لَهُمْ یَوْمَئِذٍ حَبٌّ وَلَوْ کَانَ لَهُمْ دَعَالَهُمْ فِیْهِ قَالَ فَهُمَا لَایَخْلُوْ عَلَیْهِمَا اَحَدٌ بِغَیْرِ مَکَّةَ اِلَّا لَمْ یُوَافِقَاهُ قَالَ فَاِذَا جَاءَ زَوْجُکِ فَاقْرَئِیْ عَلَیْهِ السَّلَامَ وَمُرِیْهِ یُثْبِتُ عَتَبَةَ بَابِهٖ فَلَمَّا جَآءَ اِسْمَاعِیْلُ قَالَ هَلْ اَتَاکُمْ مِنْ اَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ أَتَانَا شَیْخٌ حَسَنُ الْهَیْئَةِ وَاَثْنَتْ عَلَیْهِ فَسَأَلَنِیْ عَنْکَ فَأَخْبَرْتُهٗ فَسَأَلَنِیْ کَیْفَ عَیْشُنَا فَأَخْبَرْتُهٗ أَنَا بِخَیْرٍ قَالَ فَأَوْصَاکِ بِشَیْئٍ قَالَتْ نَعَمْ هُوَ یَقْرَأُ عَلَیْکَ السَّلَامَ وَیَأْمُرُکَ اَنْ تُثْبِتَ عَتَبَةَ بَابِکَ قَالَ ذَاکَ اَبِیْ وَاَنْتِ الْعَتَبَةُ اَمَرَنِیْ اَنْ أُمْسِکَکِ الخ (صحیح البخاری حدیث نمبر ۳۱۱۳)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نکاح کے بعد ابراہیم علیہ السلام یہاں اپنے چھوڑے ہوئے سرمایہ کو دیکھنے تشریف لائے، اسماعیل علیہ السلام گھر پر موجود نہیں تھے، اس لئے آپ نے ان کی بیوی سے ان (اسماعیل علیہ السلام) کے متعلق دریافت فرمایا، انہوں نے بتایا کہ روزی کی تلاش میں کہیں گئے ہیں، پھر آپ نے ان سے ان کے معاش وغیرہ کے متعلق دریافت فرمایا، توانہوں نے کہا حالت اچھی نہیں ہے، بڑی تنگی میں گزر اوقات ہوتی ہے، اس طرح انہوں نے شکایت کی، ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تمہارا شوہر آئے توان سے میرا اسلام کہیں اور یہ بھی کہ وہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل ڈالیں، پھر جب حضرت اسماعیل علیہ السلام واپس تشریف لائے، توجیسے انہوں نے کچھ انسیت سی محسوس کی اور فرمایا کیا کوئی صاحب یہاں آئے تھے؟ ان کی بیوی نے بتایا کہ ہاں! ایک بزرگ اس اس صورت کے یہاں آئے تھے، اور آپ کے بارے میں پوچھ رہے تھے، میں نے انہیں بتایا (کہ آپ باہر گئے ہوئے ہیں) پھر انہوں نے پوچھا کہ تمہاری گزر بسر کیسی ہوتی ہے؟ میں نے ان سے کہا کہ ہماری گزر اوقات بڑی تنگی سے ہوتی ہے، اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ انہوں نے تمہیں کچھ نصیحت بھی کی تھی، ان کی بیوی نے بتایا کہ ہاں مجھ سے انہوں نے کہا تھا کہ آپ کو سلام کہہ دوں اور کہہ گئے ہیں کہ آپ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل دیں، اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ بزرگ میرے والد تھے، اور مجھے یہ حکم دے گئے ہیں کہ میں تمہیں جُدا کردوں، اب تم اپنے گھر جاسکتی ہو، چنانچہ اسماعیل علیہ السلام نے انہیں طلاق دے دی، اور بنوجرہم ہی میں ایک دوسری عورت سے شادی کرلی، جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور رہا ابراہیم علیہ السلام ان کے یہاں نہیں آئے، پھر جب کچھ دنوں کے بعد تشریف لائے تو اس مرتبہ بھی وہ اپنے گھر موجود نہیں تھے، آپ ان کی بیوی کے یہاں گئے اور ان سے اسماعیل علیہ السلام کے متعلق دریافت فرمایا، انہوں نے فرمایا کہ ہمارے لئے روزی تلاش کرنے گئے ہیں، ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کہ تم لوگوں کا کیسا حال ہے، آپ نے ان کی گزر بسر اور دوسرے حالات کے متعلق دریافت فرمایا، انہوں نے بتایا کہ ہمارا حال بہت اچھا ہے، بڑی فراخی ہے، انہوں نے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی تعریف وثناء کی، ابراہیم علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ تم لوگ

کھاتے کیا ہو؟ انہوں نے بتایا کہ گوشت، آپ نے دریافت فرمایا اور پیتے کیا ہو؟ بتایا کہ پانی، ابراہیم علیہ السلام نے ان کے لئے دعا کی، اے اللہ! ان کے گوشت اور پانی میں برکت نازل فرمایئے، ان دنوں اناج میسر نہیں تھا، اگر اناج بھی ان کے کھانے میں شامل ہوتا، تو ضرور آپ اس میں بھی برکت کی دعا کرتے۔

حضورﷺ نے فرمایا کہ: صرف گوشت اور پانی پر خوراک میں انحصار ہمیشگی کے ساتھ مکہ کے سوا اور کسی خطہ زمین پر بھی موافق نہیں (مکہ میں اس پر انحصارِ مداومت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے نتیجے میں موافق آجاتا ہے) ابراہیم علیہ السلام نے جاتے ہوئے ان سے فرمایا کہ جب تمہارے شوہر واپس آجائیں تو ان سے میرا سلام کہنا، اور ان سے کہہ دینا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو باقی رکھیں، جب اسماعیل علیہ السلام تشریف لائے تو پوچھا کہ یہاں کوئی آیا تھا؟ تو انہوں نے بتایا کہ جی ہاں ایک بزرگ بڑی اچھی وضع وشکل کے آئے تھے، بیوی نے آنے والے بزرگ کی تعریف کی، پھر انہوں نے مجھ سے آپ کے متعلق پوچھا، اور میں نے بتادیا، پھر انہوں نے پوچھا کہ تمہاری گزر بسر کا کیا حال ہے؟ تو میں نے بتایا کہ ہم اچھی حالت میں ہیں، اسماعیل علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ کیا انہوں نے تمہیں کوئی وصیت بھی کی تھی؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں آپ کو انہوں نے سلام کہا تھا، اور حکم دیا تھا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ کو باقی رکھیں، اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بزرگ میرے والد تھے، چوکھٹ تم ہو اور آپ مجھے حکم دے گئے ہیں کہ تمہیں اپنے ساتھ رکھوں (الیٰ آخر الحدیث)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نکاح قبیلۂ بنی جرہم ہی کی ایک خاتون سے ہوا تھا، اس دوران حضرت اسماعیل علیہ السلام بکریاں چراتے تھے، اور تیراندازی کر کے شکار کیا کرتے تھے، یہی ان کا ذریعۂ معاش تھا۔ [۱]

حضرت ابراہیم علیہ السلام برابر اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور اہلیہ حضرت ہاجرہ کی خبر گیری کے لئے آیا کرتے تھے، ایک مرتبہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام

---

[۱] کان ابراهيم يزورهاجر كل شهر على البراق يغدوغدوة فيأتى مكة ثم يرجع فيقيل فى منزله بالشام ...... وكان عيش اسماعيل الصيد يخرج فيتصيد،وفى حديث ابى جهم وكان اسماعيل يرعى ماشيته ويخرج متنكبا فيرمى الصيد......(فتح البارى باب قول اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ ابراهيم خليلا)

کو گھر میں موجود نہیں پایا، اور ان کی اہلیہ سے وہ گفتگو کی جو پیچھے حدیث اور اس کے ترجمہ میں گزری، بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تمہارے گھر میں کچھ ہے، تو انہوں نے کہا کچھ بھی نہیں ہے، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کہ تمہارا گزر بسر کیسے ہوتا ہے؟

تو انہوں نے جواب میں بڑی تکالیف کا ذکر کیا، مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا گھر میں کچھ ہے تو صاف انکار کیا کہ کچھ نہیں، پوچھا پھر تمہاری گزر بسر کی کیا صورت ہے؟ تو رزق کی تنگی کا شکوہ شکایت لے کر بیٹھ گئی کہ پانی گدلا وخراب ہے، بکریوں کا دودھ کم ہے وغیرہ۔ [۱]

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حکم کی وجہ سے جب اپنی بیوی سے جدائی اختیار کی تو قبیلۂ بنی جرہم ہی کی ایک اور خاتون سے نکاح فرمالیا، اس خاتون کے روایات میں کوئی نام ملتے ہیں مثلاً سامۃ بنت مہلہل بن سعد، عاتکہ، بشامۃ بنت مہلہل بن سعد بن عوف، جدۃ بنت الحارث بن مضاض، رعلہ بنت مضاض بن عمرو الجرہمیۃ، رعلۃ بنت یشجب بن یعرب بن لوذان بن جرہم۔ [۲]

اس کے کچھ عرصہ بعد جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے، تو اس وقت بھی حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر پر موجود نہیں تھے، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دوسری اہلیہ گھر پر موجود تھیں، انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے بڑے شکر کا اظہار کیا اور اپنے حالات کے اچھے ہونے کا ذکر کیا، جس کے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مذکورہ بالا حدیث میں درج دعا دی۔

بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو یہ دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کھانے اور پینے کی چیزوں میں برکت عطا فرمائے۔ [۳]

---

[۱] فقال لها هل من منزل ؟قالت لاها الله اذن ،قال :فكيف عيشكم؟قال فذكرت جهدا فقالت :اما الطعام فلا طعام ،واما الشاء فلاتحلب الا بالمصر ، اى الشخب واما الماء فعلى ماترى من الغلظ......(فتح البارى باب قول الله تعالىٰ واتخذ الله ابراهيم خليلا)

[۲] (وتزوج منهم اخرى)ذكر الواقدى وتبعه المسعودى ثم السهيلى ان اسمها سامة بنت مهلهل بن سعد، وقال اسمها عاتكه، ورأيت فى نسخة قديمة من كتاب مكة لعمر بن شبة انها بشامة بنت مهلهل بن سعد بن عوف ...... وقيل اسمها جدة بنت الحارث بن مضاض وحكى ابن سعد عن ابن اسحاق ان اسمها رعله بنت مضاض بن عمرو الجرهمية، وعن ابن الكلبى انها رعلة بنت يشجب بن يعرب بن لوذان بن جرهم (فتح البارى باب قول الله تعالىٰ واتخذ الله ابراهيم خليلا)

[۳] وفى رواية ابراهيم بن نافع اللهم بارک لهم فى طعامهم وشرابهم (عمدة القارى ،باب)

طب و صحت حکیم محمد فیضان

طبی معلومات و مشوروں کا مستقل سلسلہ

آلو بخارا (PRUNES)

آلو بخارا موسمِ گرما کا مشہور خوش ذائقہ پھل ہے، جس کا رنگ گہرا سرخ سیاہی مائل ہوتا ہے، اور ذائقہ ترش چاشنی دار اور مزیدار ہوتا ہے، موسمِ گرما میں یہ رغبت سے کھایا جاتا ہے۔

حجم کے لحاظ سے بیر سے لے کر آلو کے برابر تک ہوتا ہے، وادیٔ کشمیر میں دلکش باغات کثرت سے پائے جاتے ہیں، جن میں انواع واقسام کے پھل پیدا ہوتے ہیں، ان پھلوں میں اللہ تعالیٰ نے عجیب لذت اور شیرینی رکھی ہے، آلو بخارے کو بھی کشمیر کے مخصوص پھلوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ بخارا میں زیادہ اور نفیس ہوتا ہے، اسی لئے اس کو آلو بخارا کہا جاتا ہے، کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ بخار میں مفید ہے اس لئے اس کو آلو بخارا کہا جاتا ہے۔

عام طور پر اس کی دو اقسام ہیں، ایک بستانی، دوسرا کوہی، بستانی کی کئی اقسام ہیں، جن میں ایک قسم بڑی اور سیاہ ہے، اس کو آلو بخارا کہتے ہیں۔

تازہ کے علاوہ خشک آلو بخارا بھی بڑا مؤثر ہے، خشک ہونے کے بعد بھی اس کے غذائی اجزاء اور وٹامن ضائع نہیں ہوتے، دواؤں کے علاوہ آلو بخارے کو ذائقہ بڑھانے کے لئے قورمہ اور بریانی میں شامل کرتے ہیں، اور اس کی چٹنی بھی بنائی جاتی ہے، جو کہ بے حد لذیذ اور مفید ہوتی ہے، اور شوق سے کھائی جاتی ہے۔

نام

آلو بخارے کو عربی میں اجاص، فارسی میں آلوے بخارے، انگریزی میں پرون اردو میں آلو بخارا کہتے ہیں۔

مزاج

اطباء کے نزدیک ترش آلو بخارے کا مزاج سرد وخشک ہے، اور شیریں سرد و تر ہے، قانون مفرد اعضاء کے تحت اس کو عضلاتی اعصابی ادویہ میں شمار کیا جاتا ہے۔

Idara Ghufran

آلوبخارے کے چند فوائد اور خواص

یہ مسکّن صفراء وجوش خون ہے، ملین ہے، آلو بخارا گرمی کے اثرات کو ختم کرتا ہے، طبیعت کو نرم کرتا ہے، پیاس کو تسکین دیتا ہے، آلو بخارا موسمِ گرما میں قے، متلی کو روکتا ہے، آلو بخارا معدہ کی تیزابیت اور جلن کے لئے فائدہ مند ہے، گرمی سے ہونے والے سر درد کو دور کرتا ہے، صفراوی بخاری میں مفید ہے، آلو بخارا کو قیمت کے لحاظ سستی اور غذائیت کے لحاظ سے توانائی بخش غذاؤں میں شمار کیا جاتا ہے، اس میں چونا اور فاسفورس ہے، فولاد بھی وافر مقدار میں پایا جاتا ہے، جو حضرات کمزور ہوں یا خون کی کمی کا شکار ہوں اور فولاد کا مرکب استعمال کرنا چاہتے ہوں، وہ شربتِ فولاد یا کشتہ فولاد کے بجائے آلو بخارا استعمال کر سکتے ہیں۔
آلو بخارا میں کئی قسم کے وٹامن پائے جاتے ہیں، وٹامن سی کے علاوہ وٹامن اے، بی ٹا کیروٹین کی شکل میں پایا جاتا ہے، اور وٹامن (P) ہے، وٹامن (P) کی کمی سے خون پتلا ہو جاتا ہے، اور جسم کے مختلف حصوں سے پھوٹ نکلتا ہے، آلو بخارا اس بیماری میں مفید ہے، اس کے علاوہ آلو بخارا میں ریشہ دار اجزاء وٹامن بی12 اور پوٹاشیم انسانی جسم کو بہت سی بیماریوں سے نجات دلاتے ہیں، آلو بخارا دمہ کے مرض میں فائدہ دیتا ہے، اس کے درخت کی نازک شاخوں کا جوشاندہ بھی دمہ کے مرض میں مفید ہے، یہ دل کی بیماریوں میں مفید ہے، خفقان، اختلاج وغیرہ میں فائدہ مند ہے، خون کے جوش کو کم کرتا ہے، اس لئے بلڈ پریشر کو بھی کم کرتا ہے، خصوصاً ایسے لوگوں کو جو مقوی غذائیں کثرت سے استعمال کرتے ہوں، بہت مفید ہے۔
یہ قبض کشا ہے، دل کے ایسے مریضوں کو جو قبض میں مبتلا ہوں، آلو بخارا بالخصوص مفید ہے، خون کی حدّت کو کم کرتا ہے، حدّتِ خون سے اکثر خارش، پھوڑے، پھنسیاں ہو جاتی ہیں، یہ ان کو دور کرتا ہے، اور خون کو صاف کرتا ہے۔ نزلہ، زکام کی صورت میں اس کے استعمال سے انسانی جسم میں قوتِ مدافعت کا نظام مضبوط ہوتا ہے، جن اصحاب کو پیشاب میں یورک ایسڈ یا تیزابی مادہ کی زیادہ مقدار خارج ہوتی ہو، انہیں آلو بخارا استعمال کرنا چاہئے۔

نکسیر کے لئے

آلو بخارا خشک آٹھ عدد، ایک سیر پانی میں مٹی کے برتن میں بھگو دیں، پھر اس برتن سے پانی پئیں، جس قدر اس برتن سے پانی پئیں، اسی قدر برتن میں مزید پانی ڈال دیں، اسی طرح دوسرے دن نیا آلو بخارا پانی میں ڈالیں، چند دن کے استعمال سے نکسیر رک جائے گی۔
آلو بخارے کا پانی موسمِ گرما کے لئے بہترین مشروب ہے، جسم کی حدت کو دور کرتا ہے، کئی بیماریوں میں مفید ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

Emale:faizankhanthanvi@hotmal.com

اخبارادارہ مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

□...... جمعہ۲۴/ جمادی الاولیٰ وکیم/ ۸/ ۱۵/ ۲۲/ ۲۹ جمادی الاخریٰ کو تینوں مسجدوں میں حسبِ معمول وعظ ومسائل کی نشستیں منعقد ہوتی رہیں۔

□...... جمعہ۲۴/ جمادی الاولیٰ بعد مغرب تا عشاء دارالافتاء میں فقہی مجلسِ مذاکرہ منعقد ہوئی، حضرت مدیر صاحب، راولپنڈی، اسلام آباد کے چند دیگر مفتیانِ کرام، بزرگ عالمِ دین مولانا محمد الیاس کوہاٹی صاحب دامت برکاتہم اورادارہ کے دیگر حضرات شریک تھے، مسجدِ محلّہ ومسجدِ طریق کی تحقیق اور جماعتِ ثانیہ کا مسئلہ زیرِ بحث تھا۔

□...... جمعہ۲۲/ جمادی الاخریٰ کو حضرت مدیر صاحب سے ملاقات کے لیے تھانہ بھون سے آئے ہوئے جناب قاری اشرف صاحب (ابن حضرت مولانا سید حامد حسین صاحب رحمہ اللہ ومہتمم جامعہ اشرفیہ، تھانہ بھون) نیز قاری عبدالجبار صاحب زیدمجدہم ادارہ غفران تشریف لائے، بعد نمازِ جمعہ مسجدِ امیر معاویہ میں معزز مہمانوں کی حضرت مدیر صاحب سے ملاقات ہوئی اور جمعہ کے بعد دونوں حضرات نے قراءت فرمائی، اور حضرت مدیر صاحب کی سوال جواب کی نشست میں شرکت فرمائی۔

□...... ہفتہ۲۵/ جمادی الاولیٰ جناب محبوب صاحب برادر مفتی محمد یونس صاحب کے یہاں اُن کی رہائش گاہ بمقام چکری حضرت مدیر صاحب اور مفتی محمد یونس صاحب عشائیہ پر مدعو رہے۔

□...... ہفتہ۹/ جمادی الاخریٰ ضروریاتِ دین کورس برائے خواتین (۴۰روزہ سمرکورس) میں باضابطہ داخلے شروع ہوئے۔

□...... اتوار۲۶/ جمادی الاولیٰ و۳/ ۱۰/ ۱۷/ ۲۴ جمادی الاخریٰ بعد ظہر طلبۂ کرام کی بزمِ ادب اور بعد عصر ہفتہ واراصلاحی مجالس منعقد ہوتی رہیں۔

□...... اتوار۲۶/ جمادی الاولیٰ کو بعد مغرب یومِ والدین کا جلسہ منعقد ہوا، جس میں حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم اور مفتی محمد یونس صاحب زیدمجدہ کے بیانات ہوئے، ششماہی امتحانات کے نتائج بھی یومِ والدین کی اس مجلس میں سنائے گئے۔

□...... اتوار۱۷/ جمادی الاخریٰ کو حضرت ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب دامت برکاتہم (دارالافتاء والتحقیق، لاہور) ادارہ میں تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات ومجالست ہوئی۔

□...... اتوار۱۷/ جمادی الاخریٰ کو ضروریاتِ دین کورس برائے خواتین کا آغاز ہوا، کورس کا یومیہ دورانیہ صبح ۹ تا ۱۱ بجے ہے۔

□...... اتوار۲۴/ جمادی الاخریٰ بعد مغرب حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم کے بعض اعزہ ایک قضیہ کے سلسلہ میں ادارہ

تشریف لائے، اور اُن کے ساتھ مجالست ہوئی، پھر آئندہ دِنوں میں مزید دو تین مجلسیں اسی سلسلہ میں منعقد ہوئیں۔

□......اتوار ۲/ رجب حضرت مدیر صاحب سے ملاقات کے لیے جناب مولانا ظہور کشمیری صاحب بعد ظہر تشریف لائے۔

□......پیر ۱۱/ جمادی الاخریٰ مولانا خلیل صاحب زید مجدہٗ (زکریا مسجد، راولپنڈی) ادارہ غفران میں دن بارہ بجے حضرت مدیر صاحب سے ملاقات کے لیے تشریف لائے۔

□......پیر ۲۵/ جمادی الاخریٰ ادارہ کے مرکزی ہال میں سنگِ مَرمَر فرش پر لگانے کا کام شروع ہوا، اس سے پہلے مسجد کے اوپر نیچے دونوں ہالوں میں سنگِ مَرمَر لگایا گیا۔

□......منگل ۲۸/ جمادی الاولیٰ مولانا محمد الیاس کوہاٹی صاحب دامت برکاتہم اور ان کے صاحبزادے قاری صفی اللہ صاحب زید مجدہٗ ادارہ میں ایک معاملے میں تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم سے مشاورت ہوئی۔

□......منگل ۲۱/ جمادی الاولیٰ بعد ظہر حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم کا اساتذہ کے لیے اصلاحی بیان ہوا۔

□......منگل ۵/ جمادی الاخریٰ بعد مغرب بندہ امجد کی نومولودہ بچی ''منزّہ گلالئی'' کے عقیقہ کے سلسلہ میں احباب کی ضیافت کی تقریب ہوئی، جس میں حضرت مدیر صاحب اور ادارہ کے جملہ حضرات کے علاوہ، جامعہ اسلامیہ صدر سے بندہ کے گرامیِ قدر شیوخ حضرت شیخ الحدیث قاری سعیدُ الرحمٰن صاحب شیخُ الجامعہ، حضرت قاری محمد یعقوب صاحب، حضرت قاری حبیب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم اور بندہ کے والدِ محترم مولانا عبداللطیف صاحب دامت برکاتہٗ نے شرکت فرما کر شرف بخشا۔ حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم کی کافی دِنوں سے خواہش تھی کہ جامعہ اسلامیہ کے شیوخ کے اعزاز میں کوئی تقریب ہو، سو یہ تقریب اس کا بہانہ ہوئی۔

ع تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاہیے۔

نومولودہ کی ولادت بدھ ۲۹/ جمادی الاولیٰ کو صبح صادق کے وقت ہوئی، اللہ تعالیٰ دین میں صادقہ بنائے۔

□......بدھ ۲۲/ ۲۹/ جمادی الاولیٰ و ۶/ ۱۳/ ۲۷/ جمادی الاخریٰ کو بعد ظہر طلبۂ کرام کے لیے ہفتہ وار اصلاحی بیان ہوا۔

□...... بدھ ۲۲/ جمادی الاولیٰ کو شعبۂ حفظ میں نئے معلم جناب قاری محمد طاہر صاحب کی آزمائشی تقرری عمل میں آئی، جناب قاری عبدالحلیم صاحب کی خدمات شعبۂ ناظرہ میں منتقل کر دی گئیں۔

□...... بدھ ۶/ جمادی الاخریٰ بعد مغرب جناب حاجی مدثر شہید صاحب (صادق آباد) نے حضرت مدیر صاحب، اور ادارہ کے اساتذہ کی ضیافت کی، موجود حضرات اس دعوت میں شریک ہوئے۔

□......جمعرات ۱۴/ جمادی الاخریٰ کی صبح ادارہ کے چند اساتذہ کرام اور مقیمین طلبۂ کرام تفریحی دورہ پر ایبٹ آباد، ہری پور، ٹیکسلا گئے، رات کو واپسی ہوئی۔

□......جمعرات ۲۸/ جمادی الاخریٰ مولانا خلیل اللہ صاحب و مفتی محمد قاسم صاحب (کلر سیداں) تشریف لائے۔

اخبارِ عالم

ابرار حسین ستی

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

27 مئی 2008ء بمطابق 21 جمادی الاولیٰ 1429ھ: پاکستان: کالاباغ ڈیم کا منصوبہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کا اعلان، 14 اگست 2009ء تک لوڈشیڈنگ پر قابو پالیں گے، حکومت **28 مئی**: افغانستان: افغان صوبہ وردگ میں حملہ 18 امریکی فوجی ہلاک **29 مئی**: پاکستان: دسمبر تک پٹرولیم مصنوعات پر سبسڈی (Subsidy) (وہ رعایت جو حکومت اپنی طرف سے چیزوں کی مہنگائی کم کرنے کے لئے دیتی ہے) ختم کر دی جائے گی، وزیرِ خزانہ **30 مئی**: پاکستان: جوہری ٹیکنالوجی دوسرے ممالک کے الزامات بے بنیاد ہیں، ملکی مفاد اصل حقائق قوم کے سامنے لانے سے روک رہا ہے، ڈاکٹر عبدالقدیر **31 مئی**: پاکستان: مشرف کے دباؤ پر ایٹمی منتقلی کا بیان دیا، ڈاکٹر عبدالقدیر **یکم جون 2008ء**: پاکستان: گھڑیاں ایک گھنٹہ آگے، مارکیٹیں آج سے رات 9 بجے بند کرنے کا اعلان **2 جون**: پاکستان: جڑواں شہروں میں فلور ملز کی ہڑتال، دوسرے روز بھی جاری شہریوں کو آٹے کے حصول میں مشکلات کا سامنا پاکستان: شیخ رشید ضمنی الیکشن سے دستبردار، ق لیگ سے مستعفی، پاکستان عوامی لیگ بنانے کا اعلان **3 جون**: پاکستان: اسلام آباد، ڈنمارک کے سفارت خانے کے باہر کار بم دھماکہ، 8 جاں بحق، 25 سے زائد زخمی پاکستان: شہباز شریف بلا مقابلہ رکن پنجاب اسمبلی منتخب **4 جون**: پاکستان: آٹے کی بین الصوبائی ترسیل پر پابندی ختم ذخیرہ اندوزوں کے خلاف کارروائی کی جائے، وزیرِ اعظم **5 جون**: پاکستان: 2 سال سے کنٹریکٹ پر کام کرنے والے گریڈ 15 تک کے سرکاری ملازمین مستقل کر دیئے گئے **6 جون**: پاکستان: شہباز متفقہ قائدِ ایوان پنجاب نامزد، کھوسہ آج مستعفی ہو جائیں گے **7 جون**: پاکستان: پنجاب اسمبلی کا اجلاس، کھوسہ مستعفی، شہباز نے حلف اٹھالیا پاکستان: ڈیرہ اسماعیل خان میں 2 بم دھماکے 3 پولیس اہلکاروں سمیت 5 جاں بحق، 14 زخمی **8 جون**: پاکستان: مساجد پر حملوں اور اپنوں کو ڈالروں کے عوض بیچنے والوں کو محفوظ راستہ دینا غداری ہوگی، چوہدری نثار **9 جون**: پاکستان: 265 ارکان کا نو منتخب وزیرِ اعلیٰ پر اظہارِ اعتماد شہباز شریف نے 15 رکنی کابینہ کے ہمراہ حلف اٹھالیا افغانستان: پاکستان کی دشمن قوتیں امن نہیں چاہتیں، مذاکرات کی حمایت کرتے ہیں، تحریک طالبان افغانستان **10 جون**: پاکستان: وزیرِ اعلیٰ شہباز شریف نے پنجاب اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ حاصل کرلیا **11 جون**: پاکستان: معزول چیف جسٹس اور قافلے ملتان پہنچ گئے، اسلام آباد کی طرف لانگ مارچ کا باقاعدہ آغاز پارلیمنٹ جانے والے راستے سیل **12 جون**: پاکستان: تنخواہوں پنشن میں 20 فیصد اضافہ، کھاد، ادویات، جنریٹر سستے، سیمنٹ گاڑیاں، سگریٹ، اے سی، فریج مہنگے، 09-2008 کے لئے 20 کھرب سے زائد کا وفاقی بجٹ پیش پاکستان: مہمند ایجنسی، اتحادی فوج کا حملہ، میجر، پاک فوج کے جوانوں وطالبان سمیت 28 شہید، جوابی

IdaraGhufran

کارروائی میں طالبان نے ہیلی کاپٹر مار گرایا، 20 ہلاک 7 اتحادی یرغمال ✍ **13 جون**: پاکستان: نمود و نمائش کو بند کیا جائے، قومی وسائل پر صرف عوام کا حق ہے، ضیاع کی اجازت نہیں دیں گے، وزیرِ اعلیٰ پنجاب شہباز شریف ✍ **14 جون**: پاکستان: عدلیہ بحالی کے لئے لاکھوں افراد کا پارلیمنٹ کے سامنے پڑاؤ، اسلام آباد گو مشرف گو کے نعروں سے گونج اٹھا ✍ افغانستان: طالبان کا قندھار جیل پر بڑا حملہ، 400 ساتھیوں سمیت 1150 قیدی چھڑا لئے ✍ بھارت: بھارتی جیل میں ایک خاتون سمیت مزید 2 پاکستانی جاں بحق 22 سالہ عبدالحلیم کی نعش حکام کے حوالے ✍ پاکستان: بھارتی جیلوں میں پاکستانیوں کی ہلاکتیں افسوسناک ہیں، دفتر خارجہ ✍ **15 جون**: افغانستان: قندھار جیل سے نکالے گئے 400 طالبان محفوظ مقام پر منتقل، فراہ میں حملہ 4 امریکی فوجی ہلاک ✍ **16 جون**: افغانستان: طالبان کے خلاف پاکستان میں فوجیں اتاریں گے، کرزئی، جارحیت برداشت نہیں کی جائے گی، وزیرِ اعظم گیلانی ✍ پاکستان: صدر کو مناسب وقت پر راستہ دیں گے، ان کے خلاف ایف آئی آر درج نہیں ہوگی، آصف علی زرداری، فاروق ایچ نائیک ✍ پاکستان: مدارس کے معاملات وزارت داخلہ کے سپرد کرنے کا فیصلہ، اتحاد تنظیمات مدارسِ دینیہ کو اعتماد میں نہیں لیا گیا ✍ **17 جون**: پاکستان: تنخواہوں اور پنشن میں 20 فیصد اضافہ پرائس کنٹرول بورڈ قائم، تعلیم کے لئے 110 ارب روپے مختص، پنجاب کا 416 ارب سے زائد کا بجٹ پیش ✍ **18 جون**: پاکستان: دفاعی بجٹ کی تفصیلات سینٹ میں پیش، حقوق نہ ملے تو جیکب آباد کے لئے پاسپورٹ کی ضرورت پڑ سکتی ہے، جان محمد جمالی ✍ پاکستان: جسٹس افتخار سمیت 13 معزول ججوں کو 7 ماہ کی تنخواہ ادا کردی گئی ✍ **19 جون**: افغانستان: افغانستان میں شدید جھڑپیں 4 برطانوی فوجیوں سمیت متعدد اتحادی ہلاک، طالبان قندھار سے 7 کلومیٹر کے فاصلے پر پہنچ گئے ✍ **20 جون**: پاکستان: بہت جلد پی پی کا کارکن صدر ہوگا، آصف علی زرداری ✍ پاکستان: اہلیت کیس شریف برادران کی عدالت سے غیر حاضری، یکطرفہ کارروائی کریں گے، لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ ✍ **21 جون**: پاکستان: سپریم کورٹ کے ججوں کی تعداد 29 کرنے کی حمایت کریں گے، نواز شریف کی زرداری کو یقین دہانی ✍ پاکستان: حکومت کا سوات کے 600 مقامی طالبان کے خلاف مقدمات واپس لینے کا فیصلہ، وفاقی حکومت فوج کی واپسی پر رضامند ✍ **22 جون**: افغانستان: بم دھماکے جھڑپیں 14 اتحادی فوجیوں سمیت 49 ہلاک ✍ پاکستان: وفاق المدارس نے دینی مدارس کے معاملات کو وزارتِ داخلہ کے سپرد کرنے کی تجویز کو مسترد کردیا ✍ **23 جون**: پاکستان: قومی اسمبلی نے ججوں کی تعداد 29 کرنے کی منظوری دے دی، وفاقی بجٹ پاس ✍ **24 جون**: پاکستان: نواز شریف ضمنی الیکشن کے لئے نااہل، شہباز شریف کی اہلیت کا کیس الیکشن کمیشن کو بھجوا دیا گیا ✍ پاکستان: فل بنچ سے انصاف کی توقع نہیں تھی، سپریم کورٹ میں اپیل نہیں دائر کروں گا، نواز شریف ✍ **25 جون**: پاکستان: نواز شریف نااہلی، وفاقی حکومت فیصلہ سپریم کورٹ میں چیلنج کرے گی، این اے N.A/123 میں انتخابات ملتوی کردیئے جائیں، وزیرِ اعظم ✍ **26 جون**: پاکستان: نواز شریف کے حلقے

میں انتخابات ملتوی، الیکشن لڑنے والا سامنے ہوتا تو دومنٹ میں اجازت دے دیتے، سپریم کورٹ ﷺ پاکستان: قومی وصوبائی اسمبلیوں کی 30 نشستوں پر ضمنی الیکشن آج ہوں گے ﷺ **27 جون**: پاکستان: ضمنی انتخابات مکمل، حکمران اتحاد نے میدان مار لیا، راولپنڈی کے دونوں حلقوں سے ن لیگ کامیاب ﷺ **28 جون**: پاکستان: پشاور میں آپریشن کی تیاریاں مکمل، امن جرگے کے 9 مغوی رہا، امریکہ کے لئے جاسوسی کے الزام میں 2 افراد سرِ عام قتل ﷺ **29 جون**: پاکستان: آپریشن شروع باڑہ پر فورسز کا کنٹرول 2 اہم مراکز پر قبضہ بیت اللہ محسود نے مذاکرات معطل کردیئے ﷺ **30 جون**: افغانستان: نیٹو فورسز اور طالبان میں جھڑپیں، برطانوی فوجی سمیت 23 ہلاک ﷺ **یکم جولائی**: پاکستان: گیس 31 فیصد سی این جی 13 روپے فی کلو مہنگی، 91 فیصد گھریلو صارفین متاثر نہیں ہوں گے، حکومت ﷺ **2 جولائی**: پاکستان: پاک افغان سرحد پر اتحادی و پاکستانی فورسز کا مشترکہ آپریشن متعدد جاں بحق، خیبر ایجنسی میں آپریشن جاری 2 تنظیموں کے مراکز تباہ 58 مغوی اہلکار رہا

دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا کا علمی، اصلاحی و تبلیغی مجلّہ

ماہنامہ ''تذکرہ دارالعلوم'' قیمت فی رسالہ:-/12 روپے، سالانہ:-/150

(بیاد: حضرت مولانا محمد عبدالخالق نوراللہ مرقدہٗ)

زیرِ سرپرستی: مولانا ارشاد احمد، **مدیر:** مفتی حامد حسن، **نائب مدیر:** ابوالاحتشام سراج الحق

خط وکتابت کا پتہ: ماہنامہ ''تذکر دارالعلوم'' دارالعلوم عیدگاہ، کبیر والا، ضلع خانیوال

فون: 0321-6870535 / 065-2525335

جمعۃ المبارک کے فضائل واحکام

جمعۃ المبارک کی رات اور دن اور جمعۃ المبارک کی نماز کے فضائل واحکام

جمعہ کا نام جمعہ کیوں رکھا گیا، اس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا کیا اہم کام انجام دیئے گئے؟ اور اس دن آئندہ کیا کیا اہم کام انجام دیئے جائیں گے؟ جمعہ کے دن اور جمعہ کی نماز کے متعلق قرآن وسنت اور فقہ میں بیان شدہ مفصل فضائل خواتین اور مرد حضرات کے لیے جمعہ کے دن ورات کے مسنون ومستحب اعمال، اور منکرات کا تحقیقی جائزہ۔

مؤلف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی

Is There Any Picture On The Moon?

(Part III)

(Continued previously….)

As in our childhood we were told that there a woman was spinning thread on the moon. We looked the moon by listening that without any imagination, we did not find any thing, but when we look the moon again and again with this imagination and impressing by such sayings of the people, we felt that there was a woman who was spinning thread on the moon. But after growing up we came to know the reality of imagination and thinking.

Allah and his prophet (S.A.W**) have described before us the criteria of right and wrong clearly with arguments. We know that Quran,**

Sunnah and the congregation of Sahaba (R.A) (the companions of Holy Prophet) (S.A.W) are the criteria of right and wrong in Sharia. Our belief in Allah, His Prophet (S.A.W) and Quran and Sunnah, is not based on some freckles on moon, nor the Holy Prophet (S.A.W) has declared being the resemblance of the na'l (The Shoe of Holy Prophet) (S.A.W) or of any other thing on the moon the criteria of right or wrong, he also not described any other prediction of happening such thing before the doomsday (Qiamah).

In abstain that the signs of mischief's period and nearing of Qiamah (The doomsday) are showing that such weak faiths and thanking will appear near the doomsday. Those people who have such thinking and faith, they do not stop on any where. *(.......To be continued)*